حالت نشہ کی طلاق

موجودہ حالات کے پس منظر میں

IFA PUBLICATIONS

ایفا پبلیکیشنز

جدید فقہی تحقیقات

حالت نشہ کی طلاق

موجودہ حالات کے پس منظر میں

[اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے بارہویں فقہی سمینار منعقدہ
مؤرخہ ۱۱ - ۱۴ ر فروری ۲۰۰۰ء بمقام دار العلوم اسلامیہ بستی میں
پیش کئے گئے علمی، فقہی اور تحقیقی مقالات ومناقشات کا مجموعہ]

ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی

نام کتاب : حالت نشہ کی طلاق، موجودہ حالات کے پس منظر میں

صفحات : ۳۲۲

قیمت : ۱۲۰ روپے

سن طباعت : جولائی ۲۰۱۰ء

ناشر

ایفا پبلیکیشنز

۱۶۱-ایف، بیسمنٹ، جوگا بائی، پوسٹ باکس نمبر: ۹۷۰۸

جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

فون: 011-26983728, 26981327

ای میل: ifapublications@gmail.com

مجلس ادارت

۱- مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی
۲- مولانا محمد برہان الدین سنبھلی
۳- مولانا بدر الحسن قاسمی
۴- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۵- مولانا عتیق احمد بستوی
۶- مفتی محمد عبید اللہ اسعدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

باب سوم: مختصر تحریریں

☆☆☆

پیش لفظ

شریعت اسلامی کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پوری طرح انسانی فطرت سے ہم آہنگ اور انسانی ضرورتوں کے مطابق ہے، ہر انسان کو زندگی کا طبعی سفر طے کرنے کے لئے ایک انیس وغم خوار کی ضرورت ہوتی ہے، جس کی شرکت اس کی خوشی کو دوبالا کرتی ہے اور جس کی دلداری دردوغم کے لمحات میں اس کے زخمی دل کے لئے مرہم بنتی ہے، اسی ضرورت کی تکمیل کے لئے نکاح کی نہ صرف اجازت دی گئی بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور اسے آپ ﷺ نے اپنی اور گذشتہ انبیاء کی سنت قرار دیا ہے جن کو اللہ تعالی نے انسانیت کے لئے نمونہ اور آئیڈیل بنا کر بھیجا تھا، اس رشتہ کا قائم ہونا جس قدر پسندیدہ اور محمود ہے اس کا ٹوٹ جانا اسی قدر ناپسندیدہ اور مذموم ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے طلاق کی سخت مذمت فرمائی ہے اور اسے مباح امور میں سب سے زیادہ مبغوض قرار دیا ہے۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب نفرت کی آگ سلگ جاتی ہے اور دل کے آبگینے ٹوٹ جاتے ہیں تو پھر نکاح کا رشتہ راحت وسکون کے بجائے بے سکونی کا سبب بن جاتا ہے اور انسان ایسا محسوس کرتا ہے کہ وہ پھولوں کی سیج سے کانٹوں کے بستر پر آ گیا ہے، اس لئے جب رشتہ نکاح کے باقی رکھنے میں مقاصد نکاح کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو طلاق کی گنجائش بھی باقی رکھی گئی ہے، یہ شریعت اسلامی کا نقص نہیں بلکہ اس کا کمال ہے کیونکہ جس طرح ایسا مکان مکمل نہیں ہوسکتا جس میں صرف اندر جانے کا راستہ ہو باہر نکلنے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہو، اسی طرح نکاح کا وہ قانون بھی انسانی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتا جس میں اس رشتہ کو قائم کرنے کے بعد بوقت

ضرورت اس کو ختم کرنے کی گنجائش موجود نہ ہو۔

طلاق چونکہ ایک نہایت اہم اور نازک معاملہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ پوری طرح غور وفکر کے بعد اس کا فیصلہ کیا جائے، اور غور وفکر کے لئے ضروری ہے کہ انسان کی شعوری کیفیت بحال ہو، اسی لئے جب انسان عقل وشعور کو استعمال کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو تو اس حالت کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اسی بنا پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ مجنون، بے ہوش، محو خواب، نابالغ اور کسی ایسے سبب سے نشہ میں مبتلا ہونے والے شخص جو حرام نہ ہو کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، بعض فقہاء نے حرام طریقہ پر نشہ استعمال کرنے والے شخص پر بھی اسی اصول کو نافذ کیا ہے اور ان کے نزدیک نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق مطلق واقع نہیں ہوتی، دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ چونکہ نشہ میں مبتلا ہونا اس کے اپنے اختیار سے ہے اور اس نے خود ہی ایک معصیت کا ارتکاب کرکے اپنے آپ کو عقل وشعور سے محروم کیا ہے اس لئے اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

پھر صورت حال یہ ہے کہ حالت نشہ کی طلاق واقع ہونے اور نہ ہونے کے سلسلہ میں قرآن و حدیث میں کوئی صراحت موجود نہیں ہے، صحابہ کے فتاوی مختلف ہیں، قیاس کی بھی دو جہتیں ہیں، جو دو الگ نقاط نظر کی تائید کرتی ہیں۔ ائمہ متبوعین اور سلف صالحین کے درمیان اس میں شروع سے اختلاف رہا ہے، امام ابوحنیفہؒ طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں، لیکن آپ کے مایہ ناز شاگردوں میں امام زفرؒ کے نزدیک نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ مشائخ حنفیہ کے یہاں بھی اس سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے، امام کرخیؒ اور امام طحاویؒ جیسے ممتاز حنفی فقہاء عدم وقوع کے قائل ہیں۔ دوسری طرف یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ہندوستان دار الاسلام نہیں دار الکفر ہے یہاں نہ شراب کے کارخانوں پر پابندی ہے اور نہ مے خانوں پر، جہالت اور بددینی کے غلبہ کی وجہ سے بہت سے مسلمان اس بری عادت میں مبتلا ہیں، ہندوستان کے سماجی حالات کچھ ایسے ہیں کہ طلاق کا نقصان مرد سے کہیں زیادہ عورت کو پہنچتا ہے، خاص کر اگر مرد فاسق وفاجر

آدمی ہوتو وہ تو چند ہی روز میں دوسری شادی رچا سکتا ہے لیکن بے چاری عورتوں کا حال یہ ہے کہ کنواری لڑکیوں ہی کا رشتہ تلاش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، مطلقہ عورتوں کا رشتہ ملنا تو یوں بھی دشوار ہے اور ہندو سماج سے متاثر ہونے کی وجہ سے اسے منحوس بھی سمجھا جاتا ہے، اس لئے خدا نا ترس شوہر سے جدائی کے بعد اس کی زندگی اس کے لئے بوجھ بن جاتی ہے اور بعض اوقات اپنے بچوں کا بوجھ بھی اسی کو اٹھانا پڑتا ہے۔

ان حالات میں کیا نشہ کی طلاق کے سلسلہ میں اس رائے کو قبول کیا جا سکتا ہے، جس کے مطابق نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ فقہاء نے بوقت ضرورت دوسری فقہ کی طرف عدول اور مذہب کے قول ضعیف پر بھی عمل کی اجازت دی ہے اور متقدمین ومتاخرین نیز علماء ہند کے یہاں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ یہ سوال اکیڈمی کے پیش نظر تھا اسی پس منظر میں بارہویں فقہی سمینار جو مورخہ ۱۱-۱۴ فروری ۲۰۰۰ء کو دارالعلوم بستی میں منعقد ہوا تھا) میں یہ مسئلہ زیر بحث لایا گیا۔ اکیڈمی کے سمیناروں میں اس بات کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ مختلف نقاط نظر کے حاملین کو اپنی رائے پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا جائے، چنانچہ مختلف اہل علم نے اپنی اپنی رائیں اور ان کے اسباب و وجوہ پیش کئے اور کسی ایک رائے پر اتفاق نہیں ہو سکا، لہذا تجویز میں دونوں نقاط نظر کا پوری دیانت کے ساتھ ذکر کیا گیا اور جن لوگوں نے جو رائے اختیار کی تھی ان میں سے چند اہم نام بھی ذکر کر دیئے گئے، اس تجویز کی روشنی میں ارباب افتاء کا جس رائے پر انشراح ہو وہ اس کے مطابق فتوی دے سکتے ہیں۔

افسوس کہ بعض حضرات نے اکیڈمی کی اس تجویز کو اس کے خلاف پروپگنڈہ کا ہتھیار بنالیا اور اس طرح تشہیر کی گئی کہ گویا اکیڈمی نے ضلالت و گمراہی کا راستہ اختیار کرلیا ہے، غور کیا جائے کہ جو مسئلہ منصوص نہ ہو، جو نقطہ نظر صحابہ میں خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ سے منقول ہو، جس کے قائل امام احمدؒ اور سلف صالحین میں بہت سے مجتہدین ہوں اور خود حنفیہ میں جو امام زفرؒ کا

قول ہو (جن کے قول پر تقریباً بیس مسائل میں فتوی دیا گیا ہے) اور جو رائے ماحول کی تبدیلی کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے کہ نشہ کی طلاق واقع کیے جانے کا اصل سبب مرد کو سزا دینا تھا اور اب یہ مرد کے بجائے عورت کے لئے سزا بن گئی ہے، اس کو گمراہی قرار دینا کتنی بڑی جسارت اور زیادتی ہے؟ کسی شخص کو اس رائے سے اختلاف ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور وہ جس رائے کو درست سمجھتا ہو اسی پر فتوی دینے اور عمل کرنے میں انشاءاللہ وہ ماجور ہے، لیکن اس کی بنیاد پر دوسروں کو گمراہ اور خوف خدا سے عاری قرار دینا یقیناً تقاضہ انصاف کے خلاف ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم لوگوں کو عدل پر قائم رکھے اور ایسی باتوں سے بچائے جو اس کو ناراض کرنے والی ہیں۔

حالت نشہ کی طلاق سے متعلق مقالات ومباحث کا مجموعہ ابھی تک شائع نہیں ہو پایا تھا، خاصی تاخیر کے ساتھ یہ پہلی بار اشاعت کے لئے جا رہا ہے اور عزیزان گرامی مولانا محمد ہشام الحق ندوی ومفتی احمد نادر القاسمی (رفقاء شعبہ علمی) نے اس کی تصحیح وترتیب کی خدمت انجام دی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالی اسے قبول فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے۔ **واللہ ھو المستعان۔**

خالد سیف اللہ رحمانی

(جنرل سکریٹری)

۲؍جون ۲۰۰۹ء

۸؍جمادی الاخری ۱۴۳۰ھ

پہلا باب

تمہیدی امور

سوالنامہ:

حالت نشہ کی طلاق، موجودہ حالات کے پس منظر میں

تمہید

اس وقت مسلمانوں کے معاشرتی مسائل کی فہرست میں ایک بہت نازک اور موجبِ فکر وتشویش مسئلہ مسلم سماج میں طلاق کا بکثرت اور بے جا استعمال ہے، جس کی وجہ سے اچھے خاصے بسے بسائے گھر برباد ہورہے ہیں اور یہ بھی سچائی ہے کہ مطلقہ خواتین یا تو اپنے بچوں کی وجہ سے نکاح ثانی نہیں کرپاتیں یا اگر وہ نکاح ثانی کرنا چاہیں بھی تو مناسب جوڑا نہیں مل پاتا کیونکہ آج کنواری بچیوں کی شادی بھی بہت مشکل ہوگئی ہے۔

طلاق کی مشروعیت شریعت کی بہت بڑی حکمت ہے اور رحمت بھی کہ زبردستی کسی جوڑے کو باہمی ازدواجی رشتہ پر قائم رکھنے پر مجبور کرنا غیر فطری اور مختلف مشکلات پیدا کرنے کا باعث ہے، لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ اسی حق طلاق کا بے جا استعمال، خاص کر ان حالات میں جب کہ انسان شعور وآگہی اور فہم وفکر اور اونچ نیچ کی سمجھ سے محروم ہو، محض وقتی ابال میں طلاق دے ڈالے، معاشرہ کو ایک بڑے عذاب میں مبتلا کردیتا ہے، ان حالات میں علماء، فقہاء اور اصحاب افتاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرتی حالات اور مشروعیت طلاق کی حکمتوں کا گہرا مطالعہ کریں، پھر احکام پر نظر رکھتے ہوئے منصوص وغیر منصوص، مجتہد فیہ اور غیر مجتہد فیہ احکام کا جائزہ لیتے ہوئے قوانین شرع کی وہ عادلانہ تعبیر کریں جو مقاصد شرع سے ہم آہنگ اور معاشرہ کو مشکلات اور فتنوں سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہو۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جہالت اور بے دینی کی وجہ سے ہندوستان میں طلاق کے واقعات بڑھتے جارہے ہیں، طلاق کی ایک قابل لحاظ تعداد کا سبب نشہ ہے بلکہ مختلف دارالافتاء میں طلاق سے متعلق استفتاء کا جائزہ لینے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کم ازکم پچاس فی صد طلاق کے واقعات نشہ کی وجہ سے پیش آتے ہیں، طلاق جو سوچ سمجھ کر اور بُرے بھلے کے شعور کے ساتھ ناگزیر حالات میں استعمال کے لئے دیا جانے والا حق ہے، اسے نشہ میں مبتلا شخص بے سوچے سمجھے استعمال کرتا ہے۔

قیاس کا تقاضا ہے کہ نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق واقع نہ ہو، چاہے یہ نشہ کسی حرام شئی کے استعمال سے پیدا ہوا ہو یا مباح شئی کے استعمال سے، کیونکہ نشہ کی حالت میں انسان عقل کھودیتا ہے، لیکن فقہاء حنفیہ ایسے شخص کو تقدیراً عاقل مانتے ہیں، یعنی حقیقتاً تو وہ عاقل نہیں ہے، لیکن اگر اس نے نشہ کا استعمال کیا تو ایسی صورت میں اس کی دی ہوئی طلاق ازراہ زجر نافذ کی جاتی ہے، سوائے اس کے کہ اس نے کسی مباح چیز کا استعمال کیا ہو اور اسے نشہ آگیا ہو یا ایسی حالت میں نشہ آور شئی استعمال کی جب اس کے لئے اس کا استعمال مباح تھا اور نشہ میں اس نے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اہل علم کے لئے یہ بات محتاج اظہار نہیں کہ اس مسئلہ میں عہد صحابہؓ ہی سے اختلاف رہا ہے، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت معاویہؓ، امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ، اوزاعیؒ وغیرہ کے نزدیک طلاق سکران نافذ ہوگی، یہی ایک قول امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا بھی ہے، جب کہ حضرت عثمان غنیؓ، لیث بن سعدؒ، اسحاق بن راہویہؒ وغیرہم کے علاوہ فقہاء حنفیہ میں سے امام زفرؒ، امام طحاویؒ، امام کرخیؒ اور محمد بن مسلمہؒ وغیرہ طلاق سکران کو نافذ نہیں مانتے اور امام شافعیؒ و امام احمدؒ کا بھی ایک قول اسی طرح کا ہے، جس کو بعض اصحاب مذہب نے راجح قرار دیا ہے۔

غرض یہ ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے جس کے بارے میں عہد صحابہؓ سے اختلاف رائے چلا آرہا ہے اور تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے درمیان بھی اس میں اختلاف ہے، دونوں

نقطہ ہائے نظر کے لئے نقلی و عقلی دلیلیں موجود ہیں، تاہم جن فقہاء نے طلاق سکران کو نافذ قرار دیا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر ان کے پیش نظر شوہر کی تعزیر ہے، مگر ہندوستان کی موجودہ صورت حال یہ ہے کہ عورت کے لئے نکاح ثانی کی دشواری اور عدالتی کارروائیوں کی سرگرانی اور طول عمل کے باعث طلاق کے نتیجہ میں جو مصیبتیں آتی ہیں ان سے شوہر کم اور بیوی اور معصوم بچے زیادہ دوچار ہوتے ہیں اور شاید ہی ایسی کوئی مثال مل سکے کہ محض وقوع طلاق کی وجہ سے نشہ کرنے والوں کو عبرت ہوئی ہو اور وہ نشہ کے استعمال سے رک گئے ہوں۔

اس ذیل میں اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے بارہویں فقہی سمینار میں جو مطابق ۱۱-۱۴ فروری ۲۰۰۰ء میں دارالعلوم اسلامیہ بستی میں منعقد ہو رہا ہے آپ حضرات علما کرام کو طلاق سکران پر گفتگو اور اس کے مختلف پہلوؤں پر غور وفکر کر کے کسی فیصلہ تک پہنچنے کی دعوت دی جارہی ہے۔

سوالات:

۱- کیا معاشرہ کی حالت اور احکام شرعی کے بارے میں اوپر لکھی ہوئی تفصیلات سے آپ متفق ہیں؟

۲- مقاصد شرع کی رعایت اور مدارج احکام پر نظر رکھتے ہوئے کیا اس کی گنجائش ہے کہ آج کے حالات میں اس طلاق کو غیر نافذ قرار دیں جو نشہ کی حالت میں دی جاتی ہے جب کہ شوہر ہوش وخرد سے محروم ہوتا ہے، اور کیا اس سلسلہ میں سیدنا عثمان غنیؓ، لیث بن سعدؒ، اسحاق بن راہویہؒ، امام شافعیؒ (ایک قول)، امام احمد بن حنبل (قول معتمد فی المذہب)، فقہاء حنفیہ میں امام زفرؒ، امام ابوجعفر طحاوی، امام کرخیؒ، اور محمد بن مسلمہؒ کی اس رائے کو معمول بہ بنایا جائے کہ طلاق سکران نافذ نہیں ہوتی اور کیا جائز ہوگا کہ ہم آج اسی قول پر فتویٰ دیں؟

☆☆☆

اکیڈمی کا فیصلہ:

حالت نشہ کی طلاق، موجودہ حالات کے پس منظر میں

۱- اگر کسی شخص نے لاعلمی میں نشہ آور حرام چیز کا استعمال کیا اور اسے نشہ طاری ہوگیا، اسی حالت نشہ میں اس نے بیوی کو طلاق دے ڈالی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

۲- کسی شخص نے اگر کسی نشہ آور حرام چیز کا استعمال ایسی صورت میں بہ طور دوا کے کیا جب ماہر مسلم اطباء کی رائے میں اس کے مرض کا علاج اسی نشہ آور چیز سے ہی ہوسکتا ہے، یا بھوک اور پیاس کی غیر معمولی شدت میں (کوئی حلال چیز فراہم نہ ہونے کی وجہ سے) جان بچانے کے لئے نشہ آور چیز کا استعمال کیا اور اسے نشہ طاری ہوگیا اور حالت نشہ میں اس شخص نے بیوی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

۳- کسی شخص کو شراب یا کسی دوسری نشہ آور چیز کے استعمال پر مجبور کیا گیا۔ جبر واکراہ کی وہ صورت اختیار کی گئی جس میں اس کے لئے اس حرام چیز کا استعمال کرنا جائز ہوگیا، اس لئے اس نے نشہ آور چیز کا استعمال کیا اور نشہ طاری ہونے پر بیوی کو طلاق دے ڈالی تو یہ طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔

۴- جائز وحلال چیز کے استعمال سے اگر کسی شخص کو نشہ طاری ہوگیا اور حالت نشہ میں اس نے بیوی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق شرعاً معتبر نہ ہوگی۔

۵- کسی شخص نے شراب یا کسی اور نشہ آور حرام چیز کا استعمال اپنی رضامندی سے جان

بوجھ کر کیا اور اسے نشہ طاری ہو گیا لیکن وہ نشہ کی ابتدائی حالت میں ہے جس میں ایک قسم کا سرور طاری ہوتا ہے البتہ ہوش وحواس برقرار رہتے ہیں اور انسان بات سمجھتا ہے۔ اسی حالت میں وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے تو اس کی طلاق واقع ہوگی۔

۶ - اور اگر اس حالت میں اس کو شدید نشہ طاری ہو گیا، جس کی وجہ سے ہوش وحواس برقرار نہ رہا، بالکلیہ ہوش وحواس کھو بیٹھا، اور اس حالت میں اس نے الفاظ طلاق استعمال کئے تو اس کی طلاق واقع ہوئی یا نہیں اس سلسلہ میں شرکاء سمینار دو رائے رکھتے ہیں:

(الف) اکثر شرکاء سمینار اس طلاق کو واقع نہیں مانتے، ان میں سے چند اہم نام یہ ہیں:

۱-مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب
۲-مولانا سید نظام الدین صاحب (امیر شریعت بہار واڑیسہ)
۳-مولانا یعقوب اسماعیل منشی صاحب
۴-قاضی عبد الجلیل صاحب (قاضی امارت شرعیہ)
۵-مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب
۶-مولانا عتیق احمد قاسمی صاحب (قاضی لکھنو)
۷-مولانا ابو العاص وحیدی صاحب۔
۸-مفتی جنید عالم ندوی صاحب (مفتی امارت شرعیہ بہار واڑیسہ)
۹-مولانا محمد سلمان حسینی ندوی صاحب
۱۰-مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی صاحب
۱۱-مولانا زبیر احمد قاسمی صاحب
۱۲-مفتی جمیل احمد نذیری صاحب
۱۳-مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب
۱۴-مولانا صباح الدین ملک قاسمی صاحب
۱۵-مفتی نسیم احمد قاسمی صاحب
۱۶-مولانا خورشید احمد قاسمی صاحب
۱۷-مولانا شفیق احمد مظاہری صاحب (بردوان)
۱۸-مولانا مبارک حسین ندوی صاحب (نیپال)
۱۹-مولانا خورشید انور اعظمی صاحب
۲۰-مولانا اعجاز احمد قاسمی صاحب
۲۱-مولانا قاری ظفر الاسلام صاحب
۲۲-مولانا راشد حسین ندوی صاحب
۲۳-مولانا ریاض احمد سلفی صاحب
۲۴-مولانا اسرار الحق سبیلی صاحب

(ب) درج ذیل حضرات طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں:

۱-مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب
۲-مفتی عبد الرحمٰن صاحب (دہلی)
۳-مفتی محبوب علی وجیہی صاحب
۴-مفتی حبیب اللہ قاسمی صاحب

۵-مولانا ابو سفیان مفتاحی صاحب
۶-مولانا محفوظ الرحمٰن شاہین جمالی صاحب
۷-مولانا ابوبکر قاسمی صاحب
۸-مولانا ابوجندل صاحب
۹-مولانا اختر امام عادل صاحب
۱۰-مولانا تنویر عالم قاسمی صاحب
۱۱-مولانا عبداللطیف پالنپوری صاحب
۱۲-مفتی سعید الرحمٰن صاحب ممبئی
۱۳-مولانا عبدالقیوم صاحب
۱۴-مولانا عبداللہ مظاہری صاحب بستی
۱۵-قاضی کامل صاحب
۱۶-مولانا نذیر احمد کشمیری صاحب
۱۷-مولانا احمد دیولوی صاحب
۱۸-مولانا جمال الدین صاحب
۱۹-مولانا محمد حمزہ گورکھپوری صاحب
۲۰-مولانا ابرار خاں ندوی صاحب

☆☆☆

تلخیص مقالات:

حالت نشہ کی طلاق، موجودہ حالات کے پس منظر میں

مفتی احمد نادر القاسمی ☆

تلخیص کے وقت ۶۸ / مقالات راقم کے پاس موجود ہیں، ان تمام مقالات کا خلاصہ، مقالہ نگار کی آراء اور ان کے دلائل ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں، "طلاق سکران" سے متعلق اکیڈمی کی جانب سے جو سوال نامہ جاری کیا گیا ہے، اس میں دو سوالات ہیں:

(۱) ہندوستانی معاشرہ کی بدحالی، اور نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق کے وقوع کے نتیجہ میں معصوم بچوں اور مطلقہ کی واقع دشواری، اس مسئلہ کے دور صحابہ ہی سے اختلافی ہونے یا اس کے مجتہد فیہ ہونے، نیز اس طلاق کے تعزیراً واقع کئے جانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس پر اتفاق اور عدم اتفاق تفصیل چاہی گئی ہے بایں طور کہ کیا معاشرہ کی حالت اور احکام شرعی کے بارے میں اوپر لکھی ہوئی تفصیلات سے آپ متفق ہیں؟

اس کے جواب میں تقریباً تمام ہی مقالہ نگار حضرات نے سوال نامہ میں درج جملہ تفصیلات اور حالات سے اتفاق رائے ظاہر کیا ہے، البتہ مولانا راشد حسین ندوی نے طلاق سکران کی تعداد اور سوال نامہ میں مذکور اس کی شرح سے اختلاف کیا ہے اور مولانا عطاء اللہ قاسمی نے اس کو طلاق بے جا قرار دیا ہے، گویا ان کے نزدیک زیادہ تر طلاقیں بے جا ہوتی ہیں کہ نشہ کی وجہ سے۔

☆ اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا۔

جناب مولانا ابو سفیان مفتاحی، مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا عطاء الرحمٰن مدنی، مولانا محمد مصطفیٰ آواپوری اور مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحبان نے سوال نمبر (۱) کی تفصیلات کو محل نظر اور پورے طور پر اتفاق نہ کئے جانے کی بات کہی ہے ان میں سے بعض حضرات نے اپنے اپنے یہاں آنے والے استفتاء اور سوالات کا حوالہ بھی دیا ہے، جن استفتاء ات میں طلاق کے دوسرے طریقوں کے بارے میں زیادہ تر سوالات کئے گئے ہیں۔ نشہ کی حالت میں دیئے گئے طلاق کی فیصد بہت کم ہے اور تقریباً تمام ہی مقالہ نگار نے اپنے اپنے طور پر نظریاتی دلیلیں پیش کی ہیں، بخوف طوالت احتراز کیا جاتا ہے۔

(۲) دوسرے سوال میں دریافت کیا گیا ہے کہ مدارج احکام اور مقاصد شرع کی رعایت کرتے ہوئے نشہ کی حالت میں دی جانے والی طلاق کو جب کہ شوہر ہوش وخرد سے محروم ہوتا ہے آج کے حالات میں غیر نافذ قرار دیا جاسکتا ہے؟ اور سیدنا عثمان غنیؓ، لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ، امام شافعی (ایک قول) امام احمد (معتمد فی المذہب)، امام زفر، ابوجعفر طحاوی، امام کرخی اور محمد بن مسلمہ رحمہم اللہ کی رائے پر طلاق سکران عدم وقوع کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں علماء کے پانچ نقاط نظر ہیں: (۱) طلاق واقع نہیں ہوگی، (۲) واقع ہوگی اور امام کرخی وطحاوی کا قول (مفتیٰ بہ اور معمول بہ) نہیں بنایا جاسکتا، (۳) عقل وخرد باقی نہ رہے تو واقع نہ ہوگی ورنہ واقع ہوگی، (۴) قول عدم وقوع پر موجودہ حالات میں فتویٰ دیا جاسکتا ہے، (۵) دارالحرب اور دارالاسلام کا فرق کرتے ہوئے حکم میں بھی فرق کیا جائے گا۔

ان تمام نقاطہائے نظر کی تفصیل مع ادلہ اس طرح ہیں:

الف- پہلا نقطہ نظر یہ ہے کہ سکران کی طلاق خواہ نشہ کم ہو یا زیادہ، ہوش وخرد برقرار ہو یا نہ ہو یا وہ جو کچھ اپنی زبان سے کہہ رہا ہے وہ سمجھ بھی رہا ہے یا نہیں وغیرہ وغیرہ، اس طرح کی جزوی تفصیلات میں جائے بغیر اس نقطہ نظر کے حاملین مقالہ نگار نے طلاق کے عدم وقوع کو راجح اور اقرب إلی الدلیل قرار دیا ہے، اس رائے کے حاملین میں مولانا جمیل احمد سلفی، مولانا عطاء الرحمٰن

مدنی، مولانا عبداللہ جولم، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا عبدالستار مدنی، مولانا اسجد جمال قاسمی، صباح الدین ملک، ریاض احمد سلفی اور مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا نوشاد عالم ندوی، مولانا عبد القیوم القاسمی (احمد آباد) کے نام شامل ہیں۔

تقریباً جملہ حضرات نے مندرجہ ذیل روایات واحادیث اور آثار وآیات سے استدلال کیا ہے:

- ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یا أیها الذین آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سکریٰ حتی تعلموا ما تقولون﴾ [النساء:۴۳]۔

- ارشادنبوی ہے:(إنما الأعمال بالنیات)[أخرجه البخاری]۔

- ارشادنبوی ہے:قال حمزہؓ وهو سكران لرسول الله ﷺ "هل أنتم إلا عبيد لأبي" [بخاری فی المغازی باب شهود الملائکة بدراً وکتاب الطلاق باب الطلاق فی الاغلاق والمکرہ]۔

- عن ماعز بن مالک لما جاء إلی النبی ﷺ وأقر أنه زنی، أمر النبی ﷺ أن یستنکهوه لیعلموا هل هو سکران أم لا؟ فی روایة: فحرف النبي ﷺ أنه قد ثمل، فخرج وخرجنا معه۔

- قال عثمان: حبس لمجنون ولا لسکران طلاق [طلاق]۔

- وقال ابن عباس: طلاق السکران والمستکره لیس بجائز [حوالہ سابق]۔

- رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتی یستیظ ، وعن الصبي حتی یحتلم، وعن المجنون حتی یعقل [ابوداؤد کتاب الحدود]۔

- عن عائشة قال رسول الله ﷺ: أدرؤ الحدود عن المسلمین ما استطعتم فإن کان له مخرج فخلوا سبیله فإن الإمام أن یخطيءٍ في العقوبة۔

- روي عن علي أنه قال: "کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوہ" قیل له:

"السکران معتوہ بسکرہ کالمجنون معتوہ بالجنون والوسوسة معتوہ بالوسوسة [مختصر اختلاف العلماء ۱/۴۳۱-۴۳۲]۔

ان دلائل کے علاوہ عدم وقوع کے قائلین نے فقہاء اور محدثین کی عبارات بھی تائیداً پیش کی ہیں، چند عبارتیں بطور نمونہ ذیل میں درج ہیں:

☆واختاره الطحاوي واحتج بأنعم أجمعوا على أن طلاق المعتوه لا يقع، قال: والسكران معتوه بسكره[فتح الباری ۹/۳۸۹]۔

☆والقياس الصحيح المحض على زائل العقل بدواء أو بنبح أو مسكر هو معذور بمقتضى قواعد الشريعة، فإن السكران لا قصد فهو أولى بعدم المواخذه من اللاعنى [إعلام الموقعین ۴/۴۹]۔

☆أن عقله زائل والعقل من شرائط أهلية التصرف ولهذا لا يقع طلاق المجنون والصبي الذى لا يعقل والذى زال عقله بالنبج والدواء كذا هذا والدليل عليه أنه لا تصح ردته فلان لا يصح طلاقه أولىٰ [بدائع الصنائع ۳/۹۹]۔

☆ أن غفلته عن نفسه فوق غفلة النائم فإن النائم ينتبه إذا نبه والسكران لا ينتبه ثم طلاق النائم لا يقع فطلاق السكران أولىٰ [المبسوط ۶/۱۷۶]۔

☆ وهو من أقوى أدلة من لم يواخذ السكران بما يقع منه في حال سكره من طلاق وغيره [فتح الباری ۹/۳۸۸]۔

(دلائل کی مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو مقالات مفتی سید اسرار الحق سبیلی، مولانا عبد الستار مدنی، مولانا عبد اللہ جولم اور مولانا خورشید احمد اعظمی۔

ب- دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ سکران کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جائے گی، اس نقطہ نظر کے حاملین نے اسے جمہور کا مسلک قرار دیا ہے، اس کے علاوہ عدم وقوع کے قول پر فتویٰ کی وجہ سے معاشرہ میں بہت سی غیر اسلامی خرابیاں، طلاق کے بے جا استعمال اور شریعت کا مذاق،

شراب نوشی کی کثرت وغیرہ چیزیں سامنے آسکنے کے خطرات کے خدشات ظاہر کئے ہیں۔مصالح کا تقاضہ یہ ہے کہ اس حکم کوعلی حالہ باقی رہنے دیا جائے ان میں مندرجہ ذیل حضرات علماء ہیں:

مولانا محمد اشتیاق احمد اعظمی، مولانا محمد ارشاد قاسمی، مولانا محمد صادق، مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا ابوالحسن ماٹلی والا، مولانا عطاء اللہ قاسمی، مولانا مصطفیٰ آواپوری، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا محمد برہان الدین سنبھلی، مولانا اختر امام عادل، مفتی محبوب علی وجیہی، مولانا تنویر عالم قاسمی وغیرہ صاحبان، البتہ مفتی حبیب اللہ قاسمی صاحب نے سماج کی اصلاح، شراب نوشی کی روک تھام کے پیش نظر حرام اشیاء کے استعمال کے نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کو ہر قیمت پر واقع مانا ہے اور مولانا ابوسفیان مفتاحی کے نزدیک طلاق کے عدم نفاذ سے تلاعب بالدین کا راستہ کھلے گا، اور مولانا محی الدین بڑودہ کے خیال میں مباح اشیاء یا زبردستی شراب پلایا گیا اور نشہ آگیا اور طلاق دی تو نہیں پڑے گی باقی تمام صورتوں میں طلاق پڑ جائے گی۔

ان حضرات نے مندرجہ ذیل ادلہ شرعیہ سے استدلال کیا ہے:

- الطلاق مرتان فإمساک بمعروف أو تسریح [بقرہ:۲۲۹]۔

- فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجا غیره [بقرہ:......]۔

- یآ یها الذیا آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وأنتم سکریٰ [النساء:۴۳]۔

- کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب علی عقله [ترمذی]۔

- روی أبو وبرة الكلبی قال: أرسلنی خالد إلی عمر فأتیته فی المسجد، ومعه عثمان، وعلی وعبد الرحمن وطلحة والزبیر فقلت: إن خالداً یقول: إن الناس انهمكوا فی الخمر وتحافروا العقوبة فقال عمر: هؤلاء عندک فسلهم، فقال علي: نراه إذا سکر هذي، وإذا هذي افتری وعلی المفتري عمانون، فقال عمر: أبلغ صاحبک ما قال [المغنی ۷/۲۸۹]۔

- ثلث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة [أبو داؤد

۲۵۹/۲، ترمذی ۱/۲۲۵ ط: دیوبند]۔

-عن صفوان بن غزوان الطائي أن رجلاً كان نائماً فقامت امرأته، فأخذ سكينا وجلست على صدره فوضعت السكين على حلقه، لتطلقي ثلاثاً، أولا ذبحتک فناشدها الله فأبت فطلاقها ثلاثاً ثم أتى النبي ﷺ فذكر له ذلک ، فقال لا قيلولة في الطلاق[المحلی لابن حزم ۲/۵۳۵، نصب الرایۃ للزیلعي ۳/۲۲۲]۔

- أن رجلاً من أهل عثمان تملأ من الشراب فطلق امرأته ثلاثاً فشهد عليه أربع نسوة، فكتب إلى عمر بذلک فأجاز شهادة النسوة وأثبت عليه الطلاق [المؤطا للإمام محمد ۳/۱۰۹، المجموع شرح المہذب ۱۷/۶۳] وفي رواية: ففرّق عمر بينها [المحلی ۱۱/۶۳۶]۔

- ولأن عقله زال بسبب هو معصية فينزل قائماً عقوبة عليه وزجراً له عن ارتكاب المعصية[بدائع الصنائع ۳/۹۹]۔

ج- تیسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ نشہ کی وجہ سے عقل وخرد اور ہوش وحواس بالکل کھودے تو سکران کی طلاق کے عدم وقوع کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے، اس رائے کے حاملین میں مولانا عبداللہ عباس ندوی، مفتی عزیز الرحمٰن مدنی، مولانا محمد قاسم مولانا خورشید انور اعظمی وغیرہم کے نام شامل ہیں، ان حضرات نے سکر کی لغوی تشریح اور نشہ کی وہ حد جس میں عقل زائل ہوجاتی ہے اور جو کچھ فقہاء ومحققین نے اس کی تفصیلات ذکر کی ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے رائے دی ہے، مثلاً:

☆وحد السكر الذي يقعه الخلاف في صاحبه هو الذي يجعله يخلط في كلامه ولا يعرف ردائه من رداء غيره ونعله من نعل غيره ونحوه [المغنی ۱۰/۳۴۸]۔

☆السكر سرور يزيل العقل فلا يعرف به السماء من الأرض [ردالمحتار ۲/۴۵۹]۔

☆ السبب في اختلافهم هل حكمه حكم المجنون أم بينهما فرق؟ فمن قال هو والمجنون سواء إذ كان كلاهما فاقدا للعقل ومن شرط التكليف العقل ، قال لا يقع ومن قال الفرق بينهما أن السكران أدخل الفساد على عقله بإرادته والمجنون بخلاف ذلك، ألزم السكران الطلاق وذلك من باب التغليظ عليه [بدایۃ المجتہد ۲/ ۶۲]۔

☆ السكران عقله معه إلا أنه يغلب عليه السرور فيمنعه من استعمال عقله وذلك لا يخرجه من أن يكون عاقلاً [الشرح الکبیر ۴/ ۲۱۵]۔

☆ والعجب ما صرح به في بعض العبارات من أن معه من العقل ما يقوم به التكليف إذ لا شك أن على هذا التقدير لا يتجه لأحد أن يقول لا يصح تصرفاته [فتح القدیر ۳/ ۴]۔

☆ وإن كان معه من العقل ما يقوم به التكليف فهو كالصاحي [البحر الرائق ۳/ ۲۶۶]۔

☆ ثلاث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة۔[ترمذی وابوداؤد]۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: مقالہ مولانا عبداللہ عباس ندوی، مولانا خورشید انور اعظمی۔

د- چوتھا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہندوستان جو دارالحرب ہے یہاں شراب پر کوئی پابندی نہیں ہے، یہاں کی گورنمنٹ ایک طرف کہتی ہے کہ شراب مت پیو دوسری طرف ٹیلی ویژن وغیرہ پر شراب کے اشتہارات اور طرح طرح سے لوگوں کو شراب کی طرف مائل کرنے کے طریقے زوروں پر ہیں، اس لئے اس مسئلہ کو دارالاسلام اور دارالحرب کے آئینہ میں دیکھا جانا چاہئے اور اسلامی ممالک میں تو سکران کی طلاق کے وقوع کا ہی نفاذ ہونا چاہئے، البتہ دارالحرب میں اس کی

گنجائش ہونی چاہئے کہ سکران کی طلاق واقع نہ ہو۔اس رائے کے حاملین میں مولانا نوشاد عالم ندوی، مولانا محمد شمیم اختر قاسمی، مولانا منصور عالم قاسمی، اور مولانا محمد سہیل اختر قاسمی ہیں۔

ان حضرات نے اس کی تائید میں ان مسائل کا سہارا لیا ہے جن میں ماضی کے فقہاء نے دار الاسلام اور دار الکفر کے فرق کو وہاں کے سیاسی اور معاشی حالات کی بنیاد پر ملحوظ رکھتے ہوئے حکم شرعی مستنبط کیا ہے۔

ہ- پانچویں اور آخری رائے یہ ہے کہ کتب فقہ وحدیث میں جہاں کہیں طلاق سکران کا تذکرہ ہے وہاں زیادہ تر ایسے مقامات ہیں جن میں شوہر کی تعزیر اور زجر وتوبیخ کے پیش نظر وقوع طلاق کا فتویٰ اور فیصلہ کیا گیا ہے، مگر آج کے حالات میں اور بالخصوص برصغیر ہندوپاک وغیرہ کے پس منظر میں طلاق کی وجہ سے شوہر کو تنبیہ اور زجر ہونے کے بجائے بیوی بچے بے گھر ہوجاتے ہیں اور طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے سکران کی طلاق کے عدم وقوع کا فتویٰ دیا جائے اور وہ ائمہ جو اس کے عدم وقوع کے قائل ہیں، اور وہ قول بھی چونکہ مبنی بر دلائل شرعیہ ہے، اس لئے اس قول پر فتویٰ دیا جائے، اس رائے کے حاملین علماء وفقہاء ہیں، حضرت مفتی سید نظام الدین، مولانا سعید الاعظمی، مفتی عبد الرحیم، مولانا ریاض احمد سلفی، ڈاکٹر عبد العظیم اصلاحی، مولانا زبیر احمد قاسمی، مولانا بدر احمد مجیبی، مفتی نسیم احمد قاسمی، مولانا محمد یعقوب قاسمی، مولانا محمد ظفر عالم ندوی، مفتی وسیم احمد القاسمی، مولانا عبد القیوم پالنپوری، مولانا مبارک حسین ندوی، مولانا راشد حسین ندوی، مولانا سلطان احمد اصلاحی، ڈاکٹر سید قدرت اللہ باقوی، مولانا محمد عزیر اختر قاسمی، حکیم ظل الرحمٰن، مولانا فرحت افتخار القاسمی، مولانا نوشاد عالم ندوی، مولانا نعیم اختر القاسمی، مولانا محمد نور القاسمی، مولانا شفیق الرحمٰن ندوی، مولانا محمد ابرار خاں ندوی، مولانا محمد یوسف ندوی، مولانا عبد الرشید القاسمی اور مولانا ریاض الدین القاسمی وغیرہم صاحبان ہیں، نیز وہ حضرات جو طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل ہیں ان حضرات نے فریقین کے دلائل ذکر کرنے کے بعد ترجیحی طور پر مندرجہ ذیل نصوص وقواعد پیش کئے ہیں:

(۱) قال تعالیٰ: ﴿ولا تزر وازرة وزر أخرى﴾ (سورہ زمر: ۷، انعام: ۱۶۴)۔

(۲) قاعدہ فقہیہ: لا ینکر تغیر الأحکام بتغیر الزمان اور یتغیر الفتویٰ بتغیر الزمان۔

(۳) الضرر یزال۔

(۴) یتحمل ضرر الأخف یدفع ضرر الأشد۔

(۵) یہ مسئلہ عہد صحابہ سے ہی اختلافی اور مجتہد فیہ رہا ہے، اور اختلاف کے وقت حالات کے پیش نظر کسی بھی فقیہ کے قول کو اختیار کیا جاسکتا ہے جو ''اقرب الی مقاصد الشریعہ'' ہو۔

(۶) فقہی عبارت سے معلوم ہوتا ہے امام کرخی اور طحاوی کا قول ماضی میں بھی مفتیٰ بہ رہا ہے، چنانچہ تاتارخانیہ میں ہے:

وکان الشیخ أبو الحسن الکرخي یختار أنه لا یقع شئ وهو قول الطحاوي وأحد قول الشافعي وفي التفرید الفتویٰ علیه [الفتاوی التاتارخانیہ]۔

وفي الهدایة: وطلاق السکران واختیار الکرخي والطحاوي أنه لا یقع وهو أحد الشافعي لأن صحة العقد بالعقل وهو زائل العقل فصار کزواله بالنبج والدواء [الہدایہ للمرغینانی ۲/۳۵۸]۔

(دلائل کی تفصیلات کے لئے دیکھئے: مقالات حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب، مفتی نسیم احمد قاسمی، مولانا فرحت افتخار قاسمی، مولانا راشد حسین ندوی)

علاوہ ازیں مولانا عبدالجلیل قاسمی اور مفتی عزیز الرحمٰن صاحبان کی رائے یہ ہے کہ اگر ایسا شخص جو اپنے بچے اور بیوی کو وقت پر نفقہ نہ دیتا ہو، اس پر ظلم روا رکھتا ہو، اور وہ شراب پی لے، یا اسے شراب پلا دیا جائے اور نشہ میں اگر بیوی کو طلاق دیدے تو اس کی طلاق مانی جائے گی اور نافذ ہوگی بشرطیکہ اس کے ساتھ کسی قسم کا دھوکہ نہ کیا گیا ہو اور اگر شوہر شریف اور بھلا ہو، بیوی بچے کے واجب حقوق ادا کرتا ہو اور اس نے اگر نشہ کی حالت میں طلاق دیدی تو اس کی طلاق نہ

مانی جائے۔ جبکہ مولانا ظفر الاسلام صاحب کہتے ہیں کہ طلاق سکران کے متعلق بجائے اس کے کہ عدم وقوع کے فتوئی کی عام اجازت دی جائے، اسے قاضی کی طرف محول کرنا چاہئے تا کہ قاضی حالات کی پوری چھان بین کے بعد جو صورت حال سامنے ہو اس کے مطابق فیصلہ کرے اور کسی قسم کا کوئی معاشرتی اندیشہ بھی نہ ہو۔

☆☆☆

عرض مسئلہ:

حالت نشہ کی طلاق، موجودہ حالات کے پس منظر میں

مولانا بدر احمد مجیبی ندوی ☆

اسلام نے جس طرح خانگی زندگی گزارنے کے لئے نکاح کو مشروع کیا ہے اور زوجین کے درمیان ہم آہنگی اور میل محبت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، اسی طرح جب شوہر و بیوی کے درمیان شدید اختلاف کی صورت ہو اور دونوں میں نباہ مشکل نظر آتا ہو تو ایسے ناگزیر حالات میں طلاق کو بھی مشروع کیا ہے تاکہ دونوں اس مصیبت بھری زندگی سے چھٹکارا پاکر اطمینان کی زندگی بسر کرسکیں۔ لیکن اس کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ بہت سوچ سمجھ کر، پورے غور وفکر کے بعد ایسے حالات میں اس کا اقدام کیا جائے جب اس کے علاوہ کوئی دوسرا چارۂ کار باقی نہ رہے۔

یہ عجیب المیہ ہے کہ طلاق جیسی چیز جس کا استعمال انتہائی نامساعد حالات میں کرنا چاہئے اس کو لوگوں نے بازیچۂ اطفال بنا کر رکھ دیا ہے، تھوڑی سی رنجش پر طلاق دیدینا عوام خصوصاً غیر تعلیم یافتہ طبقہ میں عام مسئلہ بن چکا ہے۔ خصوصاً نشہ کی حالت میں بغیر سوچے سمجھے طلاق دینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ بعد میں کیسی پریشانی اور دقت کا سامنا کرنا پڑے گا اس کا اس وقت اندازہ نہیں ہوتا ایسے حالات کے پیش نظر فقہ اکیڈمی نے طلاق سکران کو اپنے سمینار کا ایک موضوع قرار دیا ہے کہ نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کا فقہاء اسلام کے نزدیک کیا حکم ہے اور ہندوستان جیسے حالات میں ایسی طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

☆ استاذ المعہد العالی، امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ۔

سکر کی تعریف

اصطلاح شرع میں سکر ایسی غفلت کا نام ہے جو سرور کے غلبہ سے عقل پر طاری ہو جاتی ہے، اور یہ حالت غفلت کو لانے والے ماکولات یا مشروبات کے استعمال سے ہوتی ہے (التعریفات للجرجانی، ص،۸۶)۔

عقل پر سرور کے کس حد تک غلبہ کو سکر یا نشہ سے تعبیر کیا جائے گا اس کی تحدید میں فقہاء کرام کے دو قول ملتے ہیں:

(۱) پہلا قول یہ ہے کہ نشہ اتنا زیادہ ہو کہ وہ شخص زمین و آسمان میں تمیز نہ کر سکے، یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے (فتح القدیر، ۳/ ۳۴۵)۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ انسان کی عقل پر نشہ کا اتنا غلبہ ہو کہ اس کا کلام غیر مربوط ہو جائے اور وہ ہذیان بکنے لگے، یہ حضرات صاحبین اور امام شافعی سے منقول ہے (رد المحتار ۲/ ۴۵۹)۔

علامہ ابن نجیم مصری نے ان دونوں اقوال میں سے امام صاحب کے قول کو ترجیح دی ہے (البحر الرائق ۳/ ۲۴۷)، لیکن علامہ ابن ھمام نے "تحریر" میں اس پر بحث کی ہے، حدود میں امام صاحب کی پیش کردہ سکران کی تعریف کو اور دوسرے مسائل میں صاحبین کی تعریف کو مختار قرار دیا ہے۔ علامہ شامی نے بھی صاحبینؒ کے قول کو ہی مشائخ کا مختار بتایا ہے اور ائمہ ثلاثہ کا بھی یہی قول ہے۔

"ومال أكثر المشائخ إلى قولهما وهو قول الأئمة الثلاثة واختاروه للفتوى لأنه المتعارف" (رد المحتار ۲/ ۴۵۹، التقریر والتحبیر شرح التحریر ۲/ ۱۹۴)۔

سکران کی طلاق

اگر کوئی شخص نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیدیتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے، یہ ایسا

مسئلہ ہے جس میں عہد صحابہ ہی سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔ بعض صحابہ کرام طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے اور بعض عدم وقوع کے قائل۔ صحابہ میں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض روایات ملتی ہیں کہ انہوں نے سکران کی طلاق کو نافذ قرار دیا تھا (مصنف ابن ابی شیبہ: ۴/۷۵)، اسی طرح حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے (مرقاہ شرح مشکاۃ: ۶/۲۸۹)، دوسری طرف حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں صراحت ملتی ہے کہ وہ سکران کی طلاق کو واقع قرار نہیں دیتے تھے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی سکران کی طلاق کے عدم وقوع کے قائل تھے (الجامع للامام البخاری ۲/ ۷۹۳)۔

تابعین کے عہد میں بھی دونوں قول کے قائلین نظر آتے ہیں اور دونوں طرف کثیر جماعت ہے۔ طلاق سکران کے وقوع کے قائل تابعین میں درج ذیل حضرات ہیں:

سعید بن المسیب، حسن بصری، زہری، محمد بن سیرین، مجاہد، سالم بن عبداللہ، نافع، سلیمان بن یسار، مکحول، قتادہ، میمون بن مہران وغیرہ۔

طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل درج ذیل حضرات تابعین ہیں:

عمر بن عبدالعزیز، عکرمہ، قاسم بن محمد، طاؤس، ربیعۃ الرای، ابوالشعثاء، شعبی، عطاء بن ابی رباح وغیرہ، حضرات مجتہدین میں سے ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ اگر مباح چیز کے استعمال سے نشہ ہوا ہے اور اسی نشہ میں طلاق دیدی ہے تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، اور اگر حرام چیز کے استعمال سے نشہ ہوا ہے اور اس نشہ میں طلاق دی ہے تو اس کی طلاق واقع ہو جائیگی، اس قول کے قائل ہیں امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام ابویوسف، امام محمد وغیرہ، دوسری جماعت طلاق سکران کے مطلقاً واقع نہ ہونے کے قائل ہے، ان میں امام لیث بن سعد، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام زفر، امام ابوثور وغیرہ ہیں، بعد کے فقہاء میں احناف میں سے امام طحاوی، امام کرخی، فقیہ محمد بن سلمہ، شوافع میں سے امام مزنی (المجموع شرح

المہذب ۱۷/۶۲)، مالکیہ میں سے محمد بن عبد الحکیم (عقد الجواہر الثمینۃ لابن شاش ۱۶۱/۲)، اسی طرح ابن حزم، ابن تیمیہ اور ابن قیم بھی عدم وقوع کے قائل ہیں۔

طلاق سکران کے سلسلہ میں حضرات صحابہ وتابعین، حضرات مجتہدین امت اور فقہاء کرام کے اقوال کا یہ ایک مختصر جائزہ تھا، فقہ اکیڈمی کے سوالنامہ کے جواب میں اب تک جو مقالات اور رائے موصول ہوئے ان کی تعداد ۷۲ ہے ان میں سے ۴۵ مفتیان کرام اور حضرات علماء کے مقالے یا رائے طلاق سکران کے عدم وقوع کے ہیں ۱۷ مقالات یا رائیں طلاق سکران کے وقوع کے ہیں، ۸/ مقالہ نگار حضرات نے کچھ تفصیل سے کام لیا ہے اور دو رائے ایسی تھی جس میں صاحب رائے کا نام نہیں پڑھا جا سکا یا ان کی رائے واضح نہیں تھی، پہلے ان مفتیان کرام اور حضرات علماء کے نام پیش کر دیئے جاتے ہیں، اس کے بعد ان کے دلائل پیش کئے جائیں گے، حرام چیز کے نشے میں دی گئی طلاق کے وقوع کے قائل درج ذیل حضرات ہیں:

۱	مولانا محمد برہان الدین سنبھلی	۲	مولانا ابوالحسن علی ماٹلی والا گجرات
۳	مولانا مفتی محبوب علی وجیہی	۴	مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی
۵	مولانا ابوسفیان مفتاحی	۶	مولانا مفتی محی الدی بڑودوی
۷	مولانا مفتی انور علی اعظمی	۸	مولانا اختر امام عادل
۹	مولانا مصطفیٰ قاسمی	۱۰	مولانا عبد اللطیف پالنپوری
۱۱	مولانا محمد ارشاد قاسمی	۱۲	مولانا عطاء اللہ قاسمی
۱۳	مولانا تنویر عالم قاسمی	۱۴	مولانا محمد صادق مبارکپوری
۱۵	مولانا جنید قاسمی	۱۶	مولانا سراج الدین قاسمی
۱۷	مولانا محمد اقبال قاسمی		

طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل درج ذیل حضرات ہیں، جن کی کل تعداد ۴۵

ہے:

۱	مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ دیوبند	۲	مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی
۳	مولانا شفیق الرحمٰن ندویؒ	۴	مولانا زبیر احمد قاسمی
۵	شیخ صدیق محمد امین الضریر	۶	مولانا محمد قاسم مظفر پوری سپول
۷	مولانا مفتی جمیل احمد نذیری	۸	مولانا سلطان احمد اصلاحی
۹	ڈاکٹر عبداللہ جولم	۱۰	مولانا نسیم احمد قاسمی
۱۱	مولانا مبارک حسین ندوی	۱۲	ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی
۱۳	مولانا عبدالرشید قاسمی	۱۴	مولانا عبدالستار مدنی
۱۵	مولانا ظفر عالم ندوی	۱۶	مولانا محمد یوسف ندوی
۱۷	مولانا خورشید احمد اعظمی	۱۸	مفتی نوشاد عالم ندوی سہارنپور
۱۹	مولانا عبدالرحیم قاسمی	۲۰	مولانا عبدالقیوم قاسمی احمد آباد
۲۱	مولانا عطاء الرحمٰن مدنی	۲۲	مولانا محمد اسجد جمال قاسمی
۲۳	مولانا ریاض احمد سلفی	۲۴	مولانا محمد نور قاسمی
۲۵	مولانا راشد حسین ندوی	۲۶	مولانا جمیل احمد سلفی
۲۷	مولانا سید قدرت اللہ باقوی	۲۸	مولانا نعیم اختر سبیلی
۲۹	مولانا یعقوب قاسمی	۳۰	مولانا صباح الدین قاسمی
۳۱	مولانا سید اسرار الحق سبیلی	۳۲	مولانا فرحت افتخار قاسمی
۳۳	مفتی وسیع احمد قاسمی گورکھپور	۳۴	مولانا محمد ابرار خاں ندوی
۳۵	احقر بدر احمد مجیبی	۳۶	مولانا نوشاد عالم ندوی لکھنو
۳۷	مولانا اطہر جاوید ندوی	۳۸	مولانا ریاض الدین قاسمی
۳۹	مولانا امتیاز احمد قاسمی	۴۰	مولانا نظر الباری ندوی

۴۱ مولانا سہیل اختر قاسمی ۴۲ مولانا منصور عالم قاسمی

۴۳ مولانا شمیم اختر قاسمی ۴۴ مولانا منصور احمد قاسمی

۴۵ مولانا نعمان اختر قاسمی

جن حضرات نے تفصیل سے کام لیا ہے اور اپنی جداگانہ رائے پیش کی ہے، ان کے نام یہ ہیں:

۱ مولانا عبداللہ عباس ندویؒ ۲ مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمی

۳ مولانا ڈاکٹر ظفر الاسلام اعظمی ۴ مولانا مفتی جنید عالم قاسمی ندوی

۵ مولانا خورشید انور اعظمی ۶ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن مدنی

۷ مولانا عزیز اختر قاسمی ۸ مولانا عبدالقیوم پالنپوری

قائلین وقوع طلاق کے دلائل

طلاق سکران کے وقوع کے قائل حضرات کے دلائل یہ ہیں:

(۱) آیت قرآنی: "الطلاق مرتان فإمساک بمعروف أو تسریح باحسان" إلی قوله تعالی "فان طلقها فلا تحل له حتی تنکح زوجا غیره" (سورۂ بقرہ ۲۲۹، ۲۳۰)۔

یہ آیت عام ہے اس میں تمام طرح کے طلاق دینے والے شامل ہیں، ان کی طلاق واقع ہو جائے گی، اس میں سے بعض افراد احادیث کے ذریعہ خاص کیے گیے ہیں وہ اس حکم سے خارج ہیں، ان کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ احادیث یہ ہیں:

"عن علي قال: کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه" (الجامع الصحیح للبخاری ۲/ ۷۹۳)

حدیث: **"رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتی یستیقظ عن الصبی حتی یبلغ عن المعتوه حتی یعقل"** (رواہ الترمذی وابوداؤد، مشکاۃ ۲/ ۲۸۴)۔

اس حدیث کی رو سے نائم، مجنون اور صبی اس حکم سے خارج ہو جاتے ہیں، ان کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ ان کے علاوہ سب کی طلاق واقع ہوگی اس لئے سکران کی طلاق بھی واقع ہو جائیگی۔

(۲) صحابہ کرام میں حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے آثار، یہ حضرات طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے، مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: عن أبی لبید أن عمر أجاز طلاق السکران بشهادة النسوة (مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۷۵)۔

(۳) سکران مکلّف ہے کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر وہ قذف کرے گا تو اس پر حد جاری ہوگی، کسی کو قتل یا زخمی کرے گا تو قصاص لیا جائے گا، چوری کرے گا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ جب کہ غیر مکلّف پر حدود جاری نہیں ہوتے اور جب وہ مکلّف ہے تو مکلّف کی طلاق واقع ہوتی ہے اس لئے سکران کی طلاق بھی واقع ہوگی۔

(۴) وہ شرائع کا مخاطب ہے، کیونکہ سکر کی حالت میں بھی اس پر نماز وروزہ وغیرہ فرض ہیں، نشہ اترنے کے بعد وہ نمازیں پوری کرے گا۔

(۵) معذور فی الواقع وہی شخص ہوسکتا ہے جو اس عذر کے معاملہ میں معذور اور مضبوط ہو، معتوہ اور مجنون کا عذر اسی نوعیت کا ہے خود ان کا پیدا کردہ عذر نہیں ہے، جب کہ سکران اپنے طور پر سمجھ بوجھ کر نشہ کا استعمال کرتا ہے جو اس کے لئے ممنوع ہے اور پھر اپنی عقل سے بیگانہ ہو جاتا ہے، ایسے شخص کو واقعی میں معذور کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔

(۶) سکران کی عقل کا زوال معصیت کی وجہ سے ہوا ہے، اس نے اپنی مرضی سے بلاضرورت شراب پی کر معصیت کا کام کیا ہے جس سے اس کو نشہ آگیا ہے۔ اس لئے اس کی عقل کے زوال کا شرعاً اعتبار نہیں کیا گیا ہے، بطور سزا اس کو قائم العقل کے مثل قرار دیا گیا ہے جب وہ قائم العقل کے مثل ہے تو اس کے تمام تصرفات نافذ ہوں گے۔

پہلی دلیل میں آیت قرآنی کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے، اس پر یہ اشکال ہوتا ہے

کہ اس کو عام ماننے کی صورت میں مباح چیز کے نشہ میں دی گئی طلاق بھی واقع ہونی چاہئے۔ اسی طرح اکراہ یا اضطرار کی صورت میں نشہ آ جانے پر دی گئی طلاق بھی واقع ہونی چاہئے، جس کا کوئی قائل نہیں ہے۔

دوسری دلیل میں بعض صحابہ کرام حضرت عمرؓ وحضرت علیؓ کے وقوع کے قول سے استدلال کیا گیا ہے اس پر یہ اشکال ہے کہ بعض دوسرے صحابہ کرام عدم وقوع کے بھی قائل تھے۔

بقیہ دلائل قیاس سے متعلق ہیں: (۱) سکران کو حدود وقصاص میں مکلّف بنایا گیا ہے۔ اس لئے اس کے تمام تصرفات نافذ ہوں گے۔ اس پر اشکال یہ ہے کہ پھر تو اس کی ارتداد بھی درست ہونی چاہئے، جس کا کوئی قائل نہیں ہے۔

(۲) سکران کو شرائع کا مخاطب بنایا گیا ہے، افاقہ کے بعد اس کو نماز وروزہ ادا کرنا ہے، اس پر اشکال یہ ہے کہ یہ تو نائم پر بھی لازم ہے وہ نیند سے بیداری کے بعد فرائض ادا کرے گا، لیکن نیند میں اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(۳) سکران کی عقل کا زوال معصیت کے ارتکاب کی وجہ سے ہوا ہے، اس لئے اس کو بطور سزا قائم العقل قرار دیا گیا ہے، اس پر یہ اشکال ہے کہ اس زجر کی کیا ضرورت ہے، شریعت نے خود اس پر حد خمر جاری کی ہے، پھر ایک اور سزا نافذ کرنا اس پر اضافہ ہے جو درست نہیں ہے، اور نہ اس کی کوئی نظیر ہے۔

قائلین عدم وقوع کے دلائل

طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱) "یا أیها الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰة وأنتم سکاریٰ حتی تعلموا ماتقولون" (سورہ نساء: ۴۳)۔

اس آیت میں حالت سکر میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ جب

اپنی کہی ہوئی بات سمجھنے لگو تب نماز پڑھو، یہ اس پر واضح دلیل ہے کہ سکران یہ نہیں سمجھتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، اس کے اندر فہم کی صلاحیت نہیں رہتی، ایسا شخص جو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ مکلّف کیسے ہو سکتا ہے، مکلّف ہونے کے لئے عقل وفہم کی صلاحیت ہونا ضروری ہے۔

(۲) حضرت ماعز کی مشہور حدیث ہے کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس زنا کا اقرار کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ نشہ میں تو نہیں ہیں؟ کسی صحابی نے ان کے منہ کو سونگھ کر خبر دی کہ یہ نشہ میں نہیں ہیں تو ان پر حد جاری کی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ نشہ میں ہوتے تو ان کا اقرار معتبر نہیں ہوتا اور جب نشہ کا اقرار معتبر نہیں ہے تو نشہ کی طلاق بھی معتبر نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ اقرار اور طلاق دونوں کا تعلق اقوال سے ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"فسأل رسول الله ﷺ أبه جنون؟ فأخبر أنه ليس بمجنون، فقال: أشرب خمراً فقام رجل فاستنكهه فلم يجد منه ريح خمر، قال: فقال رسو ل الله ﷺ: أزنيت؟ فقال: نعم فأمر به فرجم" (الصحیح للامام مسلم ۲/۶۱۲)۔

(۳) صحابہ کرام میں سے حضرت عثمان غنی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آثار، یہ حضرات سکران کی طلاق واقع نہیں مانتے تھے، صحیح بخاری میں تعلیقاً مروی ہے:

"وقال عثمان ليس لمجنون ولا لسكران طلاق وقال ابن عباس: طلاق السكران والمستكره ليس بجائز" (الجامع الصحیح للامام البخاری ۲/۷۹۳)

حضرت عثمانؓ کے اثر کو اس مسئلہ میں امام احمد سب سے قوی مانتے ہیں، مغنی میں ان کا قول منقول ہے:

"قال أحمد: حديث عثمان أرفع شيئ فيه وهو أصح من حديث علي"

(المغنی لابن قدامہ ۷/۱۱۵)۔

(۴) سکران کی عقل زائل ہوتی ہے اور مکلّف ہونے کے لئے عقل شرط ہے، عقل نہ ہونے کی وجہ سے ہی صبی، مجنون، بیہوش اور نائم کی طلاق واقع نہیں ہوتی، زائل العقل ہونے کی

وجہ سے ہی سکران کا ارتداد بھی درست نہیں ہے، اس لئے اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہونی چاہئے، اسی لئے مباح چیز کے استعمال سے نشہ میں مبتلا ہونے والے کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی۔

(۵) معصیت کی وجہ سے کسی عمل کا اصل حکم تبدیل نہیں ہوتا، مثلاً کسی نے قصداً اپنا پیر توڑلیا ہے اور وہ قیام پر قادر نہیں ہے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے گا، اس سے قیام ساقط ہوجائے گا، اسی طرح کسی شخص نے خودکشی کی کوشش کی جس سے اس کی زندگی تو بچ گئی لیکن جنون طاری ہوگیا تو اس پر مجنون کا حکم جاری ہوگا اور وہ غیر مکلّف قرار دیا جائے گا، اگر کسی نے چوری یا ڈاکہ زنی کی نیت سے سفر کیا تو اس کو سفر کی شرعی سہولت حاصل ہوگی، وہ نماز میں قصر کرے گا، اسی طرح سکران مفقود العقل ہوتا ہے، خواہ اس نے حرام طریقے سے نشہ کیا ہو، اس کا حکم بھی مفقود العقل لوگوں کی طرح ہونا چاہئے اور اس کی طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے۔

دلائل پر تبصرہ

آیت قرآنی سے استدلال پر اشکال یہ ہے کہ یہ آیت تحریم خمر سے قبل کی ہے اور یہ طلاق سکران کے واقع نہ ہونے پر صریح نہیں ہے، حدیث ماعز پر یہ اشکال ہے کہ اس میں بھی طلاق سکران کے واقع نہیں ہونے کی صراحت نہیں ہے، البتہ اس سے سکران کے اقرار کے معتبر نہ ہونے کا مفہوم نکلتا ہے۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے آثار سے استدلال پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما کے آثار وقوع طلاق کے بارے میں بھی موجود ہیں، بقیہ دلیلیں قیاس سے متعلق ہیں، ان کے بارے میں وقوع کے قائلین یہ کہہ سکتے ہیں کہ قیاس کے اعتبار سے تو طلاق نہیں ہونی چاہئے لیکن سزا کے طور پر طلاق نافذ مانی جاتی ہے۔

دونوں فریق کے دلائل کے جائزہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں فریق میں سے کسی کے پاس قرآن سے کوئی صریح دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی حدیث مرفوع صحیح جو اس باب

میں صریح ہو موجود نہیں ہے، جہاں تک صحابہ کرام کے آثار کا تعلق ہے تو دونوں طرح کے آثار موجود ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پیش نظر بھی کوئی نص نہیں تھی، یہ بھی اجتہاد و قیاس پر مبنی ہیں، اسی لئے اب مسئلہ قیاس پر آجاتا ہے، دونوں فریق قیاس سے کام لیتے ہیں۔

جن مفتیان کرام اور مقالہ نگار حضرات نے سکران کی طلاق کے حکم میں کچھ تفصیل سے کام لیا ہے، ان کے نام کے ساتھ ان کی رائے درج ذیل ہے۔

(۱) حضرت مولانا عبداللہ عباس ندویؒ فرماتے ہیں کہ اگر نشہ کی حالت ابتداء سکر کی ہے اور سرور کی حالت ہے تو ایسا شخص صاحی کے حکم میں ہوگا، اور اگر نشہ اتنا چڑھ گیا ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ منہ سے کیا کہہ رہا ہے تو استحساناً اس کی ایک طلاق رجعی مانی جائے خواہ اس نے تغلیظ ہی کیوں نہ کردی ہو، اور ہوش آنے کے بعد اس سے پوچھا جائے کہ آیا اس نے سمجھ بوجھ کر طلاق دی ہے یا نہیں، اگر اس وقت بھی مصر ہو تو تغلیظ واقع ہوگی ورنہ نہیں۔

(۲) مولانا مفتی ظفر الاسلام صاحب کا خیال ہے کہ چونکہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے، اس لئے اس صورت میں دی گئی طلاق کو قاضی کی رائے پر محمول کرنا چاہئے تاکہ وہ دیکھے آیا اس کا سدھار اور اصلاح مستقبل میں ممکن ہے یا نہیں، اگر ممکن ہو تو عدم وقوع کا فیصلہ کرنا چاہئے ورنہ نہیں۔

(۴) قاضی عبدالجلیل قاسمی اور مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کی رائے یہ ہے کہ جہاں شوہر ظالم نہ ہو اور اہل وعیال کے حقوق ادا کرتا ہو اس نے اگر نشہ کی حالت میں طلاق دیدی ہے تو اس کی طلاق واقع نہ کی جائے اور اگر شوہر نشہ کا عادی ہے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتا ہے، ظالم و جابر ہے تو ایسے شخص کی طلاق واقع قرار دی جائے۔

(۵) مولانا عزیز اختر قاسمی کی رائے یہ کہ مفتی تحقیق کرلے کہ شوہر واقعی نشہ میں تھا یا نہیں، اگر تحقیق کے ساتھ یہ معلوم ہوجائے کہ وہ حالت سکر میں تھا تو اس کی طلاق غیر نافذ اور کالعدم قرار دیں۔

(۶) مولانا عبدالقیوم پالنپوری کی رائے یہ ہے کہ اصل مذہب طلاق سکران کے وقوع کا ہے، ماضی قریب کے ہمارے اکابر علماء ہند میں سے کسی نے بھی طلاق سکران کے عدم وقوع کا فتویٰ نہیں دیا ہے، مذہب غیر راجح پر فتویٰ دینے کی شرط ضرورت شدیدہ کا تحقق ہے جن علاقوں میں ضرورت شدیدہ کا تحقق ہو وہاں کے مفتیان کرام کے لئے جائز ہوگا کہ وہ عدم وقوع کا فتویٰ دیں۔

موجودہ حالات کا تقاضہ

ہم دلائل کے قوت وضعف سے قطع نظر کر کے حالات حاضرہ کا جائزہ لیں کہ موجودہ حالات کے پیش نظر سکران کی طلاق کے بارے میں کیا فتویٰ ہونا چاہئے۔

جو فقہاء کرام طلاق سکران کے وقوع کے قائل ہیں وہ اس کو شوہر کے لئے سزا کے طور پر نافذ کرتے ہیں کہ اس سے شوہر کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا اور وہ آئندہ شراب نوشی سے پرہیز کرے گا۔ فقہاء کرام کے زمانہ کی حد تک تو یہ فیصلہ درست تھا کہ اس زمانہ کے ماحول کے اعتبار سے واقعی اس سے عبرت ہوتی تھی اور عورتوں کے لئے بھی زیادہ پریشانی نہیں تھی، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی شادیاں عام طور سے ہو جایا کرتی تھیں۔

لیکن موجودہ ماحول میں جب کہ شراب نوشی عام ہے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے اور جہیز ومطالبات جیسی ہندوانہ رسم ورواج کی وجہ سے کنواری لڑکیوں کی شادیوں میں بھی دقتیں پیش آرہی ہیں، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی شادیاں انجام دینا تو بہت دشوار اور مشکل ترین مسئلہ بن گیا ہے اگر سکران کی طلاق کو واقع مانیں تو شوہر کو کوئی سزا نہیں ملتی وہ بڑے آرام سے دوسری شادی کر لیتا ہے اور ساری سزا اس کی معصوم اور بے قصور بیوی پر عائد ہو جاتی ہے، اور وہ زندگی بھر کے اس عذاب کو برداشت کرنے کے لئے تنہا رہ جاتی ہے، فقہاء کرام نے جس مقصد کے پیش نظر اس کو نافذ کیا تھا وہ زمانہ اور حالات کے بدلنے سے فوت ہو چکا ہے، اب یہ طلاق شوہر کے بجائے

اس کی بے قصور بیوی کے لئے سزا بن چکی ہے، امام قرافی فرماتے ہیں کہ شہروں اور زمانے کے بدل جانے سے زجر وتعزیر بھی بدل جاتی ہیں۔

قال القرافي: "إن التعزير يختلف باختلاف الأمكنة والأزمنة" (الموسوعة الفقهية ۱۲/ ۲۶۲)۔

ایسے حالات میں احناف میں سے ہی امام زفر، امام طحاوی، امام کرخی، امام محمد بن سلمہ کے قول کو اختیار کر کے اس پر فتویٰ دینا بہت مناسب معلوم ہوتا ہے، اس سے خروج عن المذہب بھی نہیں ہوگا، صاحب درمختار علامہ علاء الدین حصکفی نے غالباً کچھ ایسے ہی حالات کے پیش نظر تاتارخانیہ کے حوالہ سے امام طحاوی وامام کرخی کے عدم وقوع کے قول کو بھی مفتیٰ بہ بتایا ہے۔

"ولم يوقع الشافعي طلاق السكران واختاره الطحاوي والكرخي وفي التا تارخانية عن التفريد والفتوى عليه" (الدر المختار ۱/ ۲۱۷)۔

تاتارخانیہ کی عبارت یہ ہے:

"وكان الشيخ أبو الحسن الكرخي يختار أنه لا يقع شيء وهو قول الطحاوي وأحد قولي الشافعي وفي التفريد والفتوىٰ عليه" (الفتاوىٰ التاتارخانيہ ۳/ ۲۵۶)۔

اس لئے موجودہ حالات کے پیش نظر طلاق سکران کے عدم وقوع کے قول کو اختیار کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، خصوصاً جب کہ احناف میں سے بھی متعدد متقدمین فقہاء اس کے قائل مل جاتے ہیں۔

☆☆☆

دوسرا باب

تفصیلی مقالات

طلاق سکران میں مفتی بہ قول سے رجوع

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی☆

۱-سوالنامہ میں معاشرہ کی حالت کے بارے میں جو تفصیلات لکھی ہیں ان سے بس جزوی طور پر ہی اتفاق کیا جاسکتا ہے، راقم کے مطالعہ وعلم میں سکران کی طلاق کا اوسط بعض دیگر اسباب طلاق کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے، حالانکہ سوالنامہ میں ایسے انداز میں پیش کیا گیا ہے جیسا کہ طلاق کے بیشتر واقعات اس وجہ سے پیش آتے ہوں یقیناً یہ تصویر مبالغہ پر مبنی ہے۔ راقم کا تقریباً دس سالہ قضاء کا عملی تجربہ ہے کہ اس درمیان سینکڑوں مقدمات میں سے ایک بھی مقدمہ محض طلاق سکران کا دائر ہونا یاد نہیں۔

بنابریں مقاصد شرع کی رعایت کا تقاضہ اس مسئلہ میں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ راجح اور مفتی بہ قول سے عدول کیا جائے، علاوہ ازیں ایسے واقعات بھی کم نہیں ہوتے کہ نشہ باز شخص سے عورت (بیوی) پیچھا چھڑانا چاہتی ہے اور بحالت ہوش وحواس وہ طلاق دینے پر کسی طرح آمادہ نہیں ہوتا، بحالت نشہ طلاق دیدیئے اور مفتی بہ قول کے مطابق اس کے واقع ہوجانے سے مصیبت زدہ عورت کی مشکل حل ہوجائے گی ورنہ پوری عمر ضیق میں مبتلا رہے گی، مزید برآں یہ کہ طلاق واقع ہونے کے خوف سے اس کا بھی امکان ہے کہ وہ نشہ کی عادت چھوڑنے پر آمادہ ہوجائے۔ (غالباً فقہاء کی زجراً تعبیر کا مقصد یا حاصل بھی یہی ہے) اور جب اسے اطمینان ہوگا کہ نشہ سے طلاق واقع نہ ہوگی تو اس کا گمان ہے کہ وہ نشہ چھوڑنے کی فکر ہی نہ کرے، اس طرح

☆ استاذ تفسیر وحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

گناہ پر اصرار کی راہ کھلنے اور توبہ کی راہ بند ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا، جو پہلی مصلحت سے بھی زیادہ قابل لحاظ ہے، رہا یہ کہنا یا سمجھنا کہ طلاق سکران کے واقع ہونے کی وجہ سے عورت اور بچے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اس لئے طلاق واقع نہ کی جائے صحیح نہیں، کیونکہ اس دلیل — اگر اسے دلیل کہنا درست ہو — کی رو سے تو نوے فیصد طلاقوں کو خواہ کسی وجہ سے طلاق دی جائے غیر واقع قرار دیا جانا پڑے گا، اس لئے کہ موجودہ فضا میں تقریباً ہر طلاق سے شوہر کے مقابلہ میں بیوی بچوں کو زیادہ مصیبت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

فقہاء کی یہ بات بھی قابل غور ہے کہ انہوں نے سکران کو (جس نے بالارادہ بطور معصیت نشہ کیا ہو) "صاحی" کے قائم مقام قرار دے کر بڑی ہی دور اندیشی کا ثبوت دیا ہے، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو انسان بہت سے معاملات میں خود کو بآسانی غیر مکلّف بنالیتا اور قیدِ شریعت سے آزاد ہو جاتا، غالباً اس طرف امام شافعی نے اپنی اہم ترین کتاب "الام" میں توجہ دلائی ہے فرماتے ہیں:

"لاتسقط المعصية لشرب الخمر والمعصية بالسكر من النبيذ عنه فرضاً ولا طلاقاً" (الأم : ۵/۲۲۵، مطبعة الكبرىٰ الأميريه)

(شراب پینے یا نبیذ (نشہ آور چیز) پینے سے نشہ کی معصیت نہ کوئی فریضہ ساقط کرتی ہے نہ اہلیت طلاق) واضح رہے کہ امام شافعی کا اصح قول یہی ہے کہ حرام نشہ سے طلاق پڑ جاتی ہے، جیسا کہ محقق ابن ہمام نے نقل کیا ہے (حوالہ آگے آرہا ہے) اور امام مالک کا بھی "مدونہ" میں یہی قول ملتا ہے جیسا کہ سحنون نے براہ راست امام مالک سے نقل کیا ہے: "قلت: أيجوز طلاق السكران! (قال) طلاق السكران جائز" (المدونۃ ۲/۱۲۷)۔

(میں نے دریافت کیا کیا طلاق سکران جائز ہے (واقع ہو جاتی ہے) انہوں نے فرمایا: طلاق سکران جائز ہے (واقع ہو جاتی ہے)۔

اس پہلو کو جس کا ذکر پہلے آیا یعنی سکر بحالت معصیت سے طلاق پڑ جانے نیز پوری

طرح مکلّف رہنے کو محقق ابن ہمام نے مؤثر پیرایہ میں بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

"لما خاطبه الشرع في حال سكره بالأمر والنهى بحكم فرعي عرفنا أنه اعتبره كقائم العقل تشديدا عليه في الأحكام الفرعية عقلنا أن ذلك يناسب كونه تسبب في زوال عقله بسبب محظور وهو مختار فيه فأدرنا عليه واعتبرنا أقواله وعلى هذا اتفق فتاوى مشائخ المذهبين من الشافعيه والحنفية بوقوع طلاق من غاب عقله بأكل الحشيش ...... أما ذلک فقوله تعالىٰ: "يا أيها الذين آمنوا لاتقربوا الصلاة وأنتم سكارى" لأنه إن كان خطابا له حال سكره فنص وإن كان سكره يستلزم أن يكون خطابا في حال سكره..... وبدلالات النصوص والإجماع، فإنه لما ألحق بالصاحى فيما لايثبت مع الشبهة وهو الحدود والقصاص حد وقتل إذا قذف وقتل فلأن يلحق به فيما كانت مع الشبهة كالطلاق والعتاق أولى".

اس عبارت سے قبل موصوف (ابن الہمام) نے وقوع کے قائلین کی فہرست ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"فقال بعد قوله من التابعين سعيد بن المسيب وعطاء والحسن وإبراهيم النخعى وابن سيرين ومجاهد وبه قال مالک والثوري والأوزاعي والشافعي في الأصح....." (فتح القدیر ۳/۴۱، المطبعۃ الکبری الامیریۃ بولاق)۔

علامہ شامی نے مذکورہ بالا امر (بحالت سکر معصیت) کی طرف عجیب فقیہانہ انداز میں توجہ دلائی ہے، جس کے بعد طلاق کا وقوع ہی گویا متعین ہو جاتا ہے، فرماتے ہیں:

"كان السكر بأفيون وبنج، للتداوى لم يقع لعدم المعصية وإن للهو وإدخال الآفة قصداً فينبغي أن لا يتردد فى الوقوع وفي هذا الزمان إذا سكر من البنج والأفيون يقع زجرا وعليه الفتوى" (شامی ۲/۴۲۴، مکتبہ نعمانیہ دیوبند)۔

مذکورہ بالا دلائل وشواہد کی بناپر راقم کی رائے یہی ہے کہ مفتی بہ قول سے رجوع کی حاجت نہیں، اس کے لئے سوالنامہ میں جو دلائل دیے گئے ہیں وہ کمزور ہیں، بلکہ ''حبّہ'' کو ''قبہ'' بنانے کے مترادف ہے۔

☆☆☆

طلاق کا حکم نشہ کی وضاحت سے مشروط ہے

مولانا محمد قاسم مظفر پوری ☆

ا- جن ائمہ کے یہاں طلاق سکران واقع ہو جاتی ہے، ان میں صرف فقہاء حنفیہ کی کتابوں میں زجراً (تعزیراً) کی قید ہے، ورنہ دیگر ائمہ فقہ وحدیث کے اقوال کو نقل کرنے والے زجراً کی قید ذکر نہیں کرتے ہیں، چنانچہ المغنی لابن قدامہ کی جلد سات صفحہ ۱۱۴ اور ۱۱۵ میں صرف یہ تصریح ہے:

"وفی المسألہ: روایتان: أحدھما یقع طلاقہ، اختارھا أبوبکر الخلال والقاضي وھو مذھب سعید بن المسیب وعطاء ومجاھد والحسن وابن سیرین والشعبی والنخعي ومیمون بن مھران والحکم ومالک والثوری والأوزاعی والشافعی فی أحد قولہ وابن شبرمۃ وأبی حنیفۃ وصاحبیہ وسلیمان بن حرب لقول النبی ﷺ کل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوہ، وقیل: ھذا عن علی ومعاویۃ وابن عباس قال ابن عباس: طلاق السکران جائز، ولأن الصحابۃ جعلوہ کالصاحی فی الحد بالقذف"۔

کچھ سطروں کے بعد اس امر کی تصریح کی جارہی ہے کہ سکران شرعاً مکلّف رہتا ہے "ویدل علی تکلیفہ أنہ یقتل بالقتل یقطع بالسرقۃ" اور سکران کو مجنون و پاگل پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔

☆ ناظم مدرسہ طیبہ منت نگر، مادھو پور، مظفر پور۔

ظاہر ہے کہ سکران کے لئے تو شریعت نے مستقل حد شرب مقرر کی ہے، اس لئے اب مزید تعزیر جس کی وجہ سے اس کی معصوم بیوی مطلقہ ہو جائے یہ وجہ وجیہ نہیں ہے، بلکہ اسے ان حضرات نے جملہ تصرفات میں باہوش (الصاحي) قرار دیا ہے۔

۲- دوسرا قول جسے المغنی میں نقل کیا گیا ہے، یہ ہے کہ سکران مجنون کی طرح ہے اور سکران زائل العقل ہوتا ہے اور شریعت کے جملہ خطابات کا تعلق ثبات عقل سے ہے، جملہ عبادات و معاملات کے لئے جوہر عقل کو بنیادی شرط قرار دیا گیا ہے، چنانچہ صفحہ ۱۱۵ جلد ۷ میں تصریح ہے: "الرواية الثانية لا يقع طلاقه اختارها أبو بكر عبدالعزيز وهو قول عثمان رضی اللہ عنہ ومذهب عمر بن عبد العزيز والقاسم وطاؤوس وربيعة ويحي الأنصاري والليث والعنبري وإسحق وأبو ثور المزني وقال ابن المنذر: هذا ثابت عن عثمان رضی اللہ عنہ ولا نعلم أحداً من الصحابة خالفه"۔

امام احمد کی اس دوسری روایت کو امام طحاوی اور امام کرخی وغیرہ نے اختیار کیا ہے، اس بارے میں علامہ ابن تیمیہ سے جب سوال کیا گیا تو انہوں نے تفصیلی جواب ذکر کیا جس میں جملہ اقوال کے دلائل بھی انہوں نے ذکر کئے، چنانچہ انہوں نے اپنے فتاوی (۳۳/ ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴) پر پوری تشریح کی ہے:

"هذه المسالة فيها قولان للعلماء: أصحهما: لا يقع طلاقه، وهذا ثابت عن أمير المؤمنين عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ولم يثبت عن الصحابة خلافه فيما أعلم، وهو قول كثير من السلف والخلف كعمر بن عبد العزيز وغيره وهو إحدى الروايتين عن أحمد اختار ها طائفة من أصحابه، وهو القول القديم للشافعي واختاره طائفة من أصحابه وهو قول طائفة من أصحاب أبي حنيفة كالطحاوي"۔

پس علامہ ابن تیمیہ کے نزدیک اصح قول یہ ہے کہ سکران (غائب العقل) کی طلاق

واقع نہیں ہوگی اور مختلف وجوہ کے پیش نظر سکران کے تصرفات معتبر نہیں ہیں جس کو انہوں نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن عابدین کی ایک عبارت: درمختار میں (صفحہ ۲۴۱) کی یہ عبارت: "ولم یوقع الشافعی طلاق السکران، واختارہ الطحاوی والکرخی، وفی التاتارخانیة عن التفرید والفتوی علیه"۔

اس عبارت میں اگر مفتی بہ سے مراد امام شافعی کا قول یعنی عدم وقوع طلاق سکران ہے تو موجودہ احوال وظروف میں اس مفتی بہ قول کو عمل میں لایا جانا چاہئے۔

جس طرح فسخ نکاح کے باب میں مفقود الخبری زوج اور اعسار زوج کی بنا پر دیگر ائمہ کے مذہب پر عمل کئے جانے کی پوری صراحت موجود ہے۔

طلاق سکران کے بارے میں خود ائمہ حنفیہ کے اقوال موجود ہیں، اس لئے یہاں من کل الوجوہ فقہ حنفی سے عدول وخروج بھی نہیں نظر آتا ہے، اس لئے مصالح شرعیہ کی بنا پر عام متون کی تصریح سے ضرور عدول ہورہا ہے۔

سکران کی تعریف کیا ہے اور سکر کے کس درجہ میں عدم وقوع طلاق کا حکم ہوگا یہ نازک معاملہ ہے۔

وہ سکر جس میں زوال عقل ہوجاتا ہے، اگر اس حالت میں طلاق دی جائے گی تو اس کو واقع مانا جائے، اگر کوئی شخص نشہ کے ابتدائی مراحل میں ہے جسے اہل لغت نشوان کہتے ہیں تو اس کی طلاق واقع ہوجائے گی، اس لئے کہ اسے عقل وتمیز ہوتی ہے، نشہ کی مختلف کیفیات ہیں، اس لئے صرف حالت نشہ کی طلاق کو علی الاطلاق غیر نافذ نہیں کہا جاسکتا ہے، بعض نشہ کے خوگر نشہ آور اشیاء کے استعمال کے بعد بھی نشہ کی کیفیت سے جلد متاثر نہیں ہوتے ہیں۔

بے شک اکیڈمی کے مرتبہ سوالنامہ میں وہی نشہ مراد ہے جس کی بنا پر انسان عقل وخرد سے محروم ہوجائے۔

دارالافتاء کے جوابات

دارالافتاء میں علی العموم ایک ہی طرح کا سوال آتا ہے کہ شوہر نے نشہ کی حالت میں طلاق دی، کسی سوال میں نشہ کی قدرے وضاحت ہوتی ہے، اس لئے دارالافتاء کی طرف سے اگر عدم وقوع طلاق کا حکم لکھا جائے تو نشہ کی وضاحت ضروری ہے، کیونکہ طلاق کا معاملہ تو انتہائی نازک ہے: "جدھن جد وھزلھن جد مرفوعاً" (ترمذی) سامنے آتی ہے اور فقہ کا اصول بھی "الأصل فی الإیضاع التحریم" (القواعد الفقہیہ) ہے۔

۱- معاشرہ میں شراب نوشی کے نتیجہ میں طلاق کی کثرت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے اور سوالات کی تمہیدات میں جن بنیادی اور اصولی تقاضوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ بالکل حسب حال ہیں۔

۲- طلاق سکران جب کہ نشہ کی وجہ سے مرد عقل وخرد سے محروم ہو چکا ہو تو ایسے شخص کی طلاق بہ قول امام ابوحنیفہ واصحابہ واقع نہ قرار دی جائے اور دارالافتاء کی طرف سے پوری تفصیل ہو یا پھر دارالقضاء سے سکران کے سکر مزیل للعقل ہونے کو ممکن حد تک ثابت کیا جائے تو پھر یہ حکم لگایا جائے۔

☆☆☆

نشہ کی طلاق کا مسئلہ

مولانا زبیر احمد قاسمی☆

۱- بلا شبہ آج ہمارے مسلم معاشرہ میں بحالتِ نشہ طلاق کی کثرت ایک واقعہ ہے۔ یہ بات بھی اپنی جگہ ایک سچائی ہے کہ بحالت نشہ دی ہوئی طلاق کے نفاذ وعدم نفاذ کا مسئلہ ہر دور میں مختلف فیہ رہا ہے، خواہ وہ عہد صحابہ ہو یا تابعین اور ائمہ مجتہدین کا زمانہ (المغنی ۸/ ۲۵۵، اعلاء السنن ۱۱/ ۱۷۵)۔

یہ بھی آئے دن کا مشاہدہ وتجربہ ہے کہ کم از کم ہندوستان میں بحالت نشہ دی ہوئی طلاق کو جب نافذ کیا جاتا ہے تو اس کے بُرے انجام اور تکلیف دہ پریشان کن اثرات ونتائج سے ظالم مرد تو کم مگر مظلوم عورت ہی زیادہ متاثر ہوتی ہے، ممکن ہے بعض اسلامی ممالک مثلاً سعودیہ عربیہ وغیرہ میں مرد بھی متاثر ہوتے ہوں، جیسا کہ سنا جاتا ہے کہ وہاں مرد وعورت کے مابین تعداد میں عدم تناسب اور زیادہ تفاوت کے سبب یا پھر دیگر اسباب ووجوہ کی بنا پر مردوں کے لئے ہی نئی شادی اور نئے رشتہ کا مسئلہ پیچیدہ تر بن جاتا ہے، بہر حال ہندوستان کی سطح تک ان حقائق وواقعات اور تجربات ومشاہدات کے ہوتے ہوئے سوالنامہ میں بعنوان تمہید پیش کردہ تفصیلات سے اختلاف نہیں کیا جاسکتا۔

۲- زیر بحث مسئلہ میں حضرات شوافع اور حنابلہ کے یہاں خود صاحبِ مذہب سے چونکہ دونوں اقوال منقول ہیں، اس لئے یہ صورت ان کے حق میں اپنے مذہب سے عدول وخروج

☆ جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں، سیتامڑھی (بہار)۔

کی نہیں ،صرف مذہب کے دو اقوال میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح کی ہوگی۔

البتہ حضرات مالکیہ اور فقہاء حنفیہ کو یا تو عدول عن المذہب کرنا ہوگا یا خروج عن ظاہر الروایہ ،اس سلسلہ میں ایک حنفی کی حیثیت سے میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ آج ہندوستان کے مسلم معاشرہ میں بحالت نشہ دی ہوئی طلاق کے نفاذ کے نتیجے میں بہت سی خواتین جن روح فرسا مشکلات اور مستقل ضیق وگھٹن سے دوچار ہوکر پوری زندگی سسک سسک کر جینے پر مجبور ہوتی ہیں اور گھٹ گھٹ کر زندہ در گور بنی رہتی ہیں، ان کی مظلومیت اور بے بسی کا تقاضہ ہے کہ رفع ضرر اور دفع ظلم کے لئے ایسی طلاقوں کے عدم نفاذ کا حکم دیتے ہوئے ظاہر روایت سے خروج کی اجازت دی جائے ،وجوہ ودلائل حسب ذیل ہیں:

ظاہر روایت سے خروج کے وجوہ ودلائل:

اول: اس لئے کہ عدول عن المذہب ہو یا خروج عن ظاہر روایت کبھی شجر ممنوعہ نہیں رہا، بوقت ضرورت فقہاء متقدمین اور متاخرین سب ہی ایسا کرتے آئے ہیں، زوجہ مفقود کے احکام اور تعلیم قرآن وغیرہ پر عقد اجارہ کے جواز کی شکل میں اس کے نظائر سبھوں کے علم میں ہیں۔

آج ہندوستان کی حد تک اس عدول وخروج کی مقتضی اور مبیح ضرورت بہر حال متحقق ہے، ملک کے اندر عامتہ الورود واقعات ومشاہدات اس پر شاہد عدل ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ بیکس ومجبور خواتین سے رفع ضرر اور دفع ظلم سے بڑھ کر بھی کوئی اور ضرورت ہوسکتی ہے۔

دوم: اس لئے کہ طلاق کی مشروعیت جس حکمت ومصلحت اور جس مقصد کے لئے ہوئی تھی ،یعنی زوجین کی مشکلات کا حل اور دونوں کی زندگی کو ضیق وگھٹن سے بچانا، اگر بحالت نشہ دی ہوئی طلاق کو نافذ کیا جاتا ہے تو بجائے حل مشکلات اور دفع ضیق کے عموماً نئی مشکلات اور مزید گھٹن اور مختلف پیچیدہ مسائل ہی سے سابقہ پڑتا ہے اور اس طرح مشروعیت طلاق کی حکمت ومصلحت اور اس کے اصل مقاصد فوت ہوکر قلب موضوع کی صورت ہوجاتی ہے، جو من وجہٍ تغییر

مشروع کو مستلزم ہے جس سے بحالت موجودہ بغیر خروج عن ظاہر الروایت کے ہم نہیں بچ سکتے، یہ تغییر مشروع کا لزوم بھی عدول عن المذہب اور خروج عن ظاہر روایت کا مقتضی و مبیح ہے۔

سوم: اس لئے کہ حالتِ نشہ میں انسانوں کا زائل العقل، فائت الحواس اور دائرۂ تکلیف سے خارج ہونا تقریباً متفق علیہ ہے، چنانچہ مباح چیزوں سے علی الاطلاق اور حرام چیزوں سے بوجہ لاعلمی یا بغرض دوا وعلاج استعمال سے اگر نشہ آجاتا ہے تو اس حال میں اس کے تمام ہی اقوال شرعاً غیر نافذ ہوتے ہیں، یہ بھی ایک اجماعی مسئلہ ہے۔ فقہاء بھی لکھتے ہیں۔

"فكل هذا يمنع وقوع الطلاق رواية واحدة ولا نعلم فيه خلافاً"

(الشرح الکبیر علی المغنی ۸/۲۳۸)۔

آثار وروایات سے بھی اس کی شہادت ملتی ہے۔ سب ہی جانتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ بحالتِ نشہ خود حضور ﷺ کو "هل أنتم إلاّ عبيد لأبي" جیسے غلط انداز سے مخاطب کرتے ہیں مگر کوئی مواخذہ نہیں کیا جاتا اور نماز پڑھنے والے بحالتِ نشہ "اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون" جیسے کلماتِ کفریہ کا تکلم کرتے ہیں، مگر ان کی تکفیر نہیں کی جاتی، وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال جب یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ نفس نشہ کی حالت میں انسانوں کے اقوال ہدر اور غیر نافذ ہوا کرتے ہیں تو تقاضا عقل وقیاس اور روایت ودرایت کا اشارہ یہی ہے کہ اس حالت کی طلاق کو بھی غیر نافذ اور ہدر ہونا چاہیے۔

چہارم: اس لئے کہ جن حضرات فقہاء نے حرام چیزوں کے استعمال بغرض لہو ولعب سے نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق کو نافذ کہا ہے وہ واقعتاً محض "زجراً وتنبيهاً" ہے، گویا اس حکم کی اصل بنا حصول زجر وتادیب اور عبرت پذیری ہے اور ممکن ہے کہ ان کے دور میں یا بعض خاص ممالک میں آج بھی یہ اصل بنا اور منشاء حکم پائی جاتی ہو، مگر ہمارے ملک ہندوستان کی حد تک آج دنیائے واقعات میں اس حکم کی اصل بنا کا وجود عملاً اور مشاہدۃً مفقود ہو چکا ہے اور جب یہ حکم زجر وتادیب پر مبنی رہا تو اسے دراصل حکم مطلق نہیں بلکہ موقت بوقت خاص اور مقید بمکان

خاص احکام کے قبیل سے کہا جا سکتا ہے اور مسائل مجتہد فیہا میں اختلاف زمان ومکان بلکہ اختلاف اشخاص وافراد سے حکم کی اصل بنا میں تعدد واختلاف اور پھر نتیجتاً حکم شرع میں تغیر وتعدد اہل علم کے مابین ایک معروف مسئلہ ہے۔ بہرحال ان مذکورہ بالا وجوہ ودلائل کی بنیاد پر بحالت نشہ دی ہوئی طلاق کے بارے میں اپنا ذاتی خیال ورجحان یہی ہے کہ سیدنا حضرت عثمان غنیؓ اور امام شافعی کے ایک قول اور امام احمد بن حنبل علیہما الرحمۃ کے قول معتمد فی المذہب کی اتباع میں فقہاء حنفیہ میں سے امام زفر، امام ابو جعفر طحاوی، امام کرخی اور محمد بن مسلمہ رحمہم اللہ کی رائے کو معمول بہ بناتے ہوئے طلاق سکران کے عدم نفاذ کا فتوی کم از کم ہندوستان کی سطح پر ضرور دیا جانا چاہئے۔

یہاں کسی دل میں ممکن ہے یہ خلجان اور وسوسہ آئے کہ اس دور فساد میں اگر ایسا فتوی دیا جائے تو پھر ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ ایک شخص بحالت ہوش وعقل طلاق دے مگر دعوی کرے کہ بحالتِ نشہ ہم سے طلاق واقع ہوگئی ہے، تو یہ وسوسہ بس ایک سفسطہ ہی ہوگا کیونکہ اولا تو ایسا بہت شاذ ونادر ہوگا "ولا عبرة للشواذ" ثانیاً اس کے مابین الناس معروف ومعلوم عادات واطوار کی روشنی میں قوی قرائن سے اس کے دعوی کی تغلیط وتردید کی جاسکتی ہے اور صحیح حکم شرعی کی تعیین ہوسکتی ہے۔

☆☆☆

موجودہ حالات میں نشہ کی طلاق اور تعزیری پہلو

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی☆

عائلی زندگی کی تکمیل میں جس طرح نکاح کا کردار نہایت اہم اور بنیادی ہے، اسی طرح طلاق کی مشروعیت میں بھی شریعت مطہرہ کی بہت بڑی حکمت ورحمت مضمر ہے، لیکن اس حقیقت سے بھی صرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ اس حق طلاق کا بے جا استعمال خصوصاً ان حالات میں جب کہ انسان عقل وخرد، شعور وآگہی اور فکر وفہم سے محروم ہوتا ہے، مسلم سماج کو ایک بہت بڑے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے، جو دراصل صنف نازک کے گلے میں زندگی کا بدترین پھندا لٹکانے کے مرادف ہوتا ہے۔

اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ہندوستان میں جہالت اور بے دینی کی وجہ سے طلاق کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، اس کی ایک قابل لحاظ تعداد کا سبب نشہ ہے، دارالافتاء میں طلاق سے متعلق استفتاء کا جائزہ لینے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کم ازکم پچاس فیصد طلاق کے واقعات نشے کی وجہ سے پیش آرہے ہیں، جیسا کہ سوالنامہ میں مذکور ہے، لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "طلاق سکران" کو موضوع بنا کر اس کے نفاذ اور عدم نفاذ کے سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ مجتہدین، فقہائے عظام اور دیگر اہل علم کے اقوال ودلائل کا جائزہ لیتے ہوئے حالات حاضرہ میں اس اہم مسئلہ کا قابل عمل حل تلاش کیا جائے۔

سب سے پہلے اس حقیقت سے نقاب کشائی کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "طلاق

☆ مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، رئیس التحریر "البعث الاسلامی"۔

سکران'' کا مسئلہ عہد صحابہ ہی سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے، ائمہ مجتہدین، فقہائے کرام اور اہل علم کی آراء میں بھی شدید اختلاف موجود ہے، چنانچہ صحابہ کرامؓ میں حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ اور تابعین میں سعید بن المسیب، حسن بصری، عطاء، ابراہیم نخعی، محمد بن سیرین، مجاہد اور فقہائے کرام میں امام مالک، سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی، (قول معتمد فی المذاہب) امام احمد رحمہم اللہ (قول) اور اکثر حنفیہ کے نزدیک طلاق سکران واقع ہوگی، اور اس کو نافذ قرار دیا جائے گا (ملاحظہ فرمائیں: فتح القدیر ۴/۴۷۲)۔

مذکورہ حضرات کے دلائل وشواہد پر علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر حاصل بحث کی ہے، یہاں ہم صرف اس کا خلاصہ پیش کررہے ہیں۔

الف-اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "الطلاق مرتان، فإمساك بمعروف أو تسريح بإحسان.... إلى قوله تعالىٰ حتى تنكح زوجاً غيره" (سورہ بقرہ: ۲۲۹-۲۳۰)۔

علامہ موصوف نے آیت کریمہ سے یوں استدلال کیا ہے کہ یہ آیت عام ہے جس سے معلوم ہوا کہ طلاق دینے والا خواہ کوئی بھی ہو اس کی طلاق واقع ہوجائے گی، سکران اور غیر سکران کی کوئی تفصیل مذکور نہیں ہے، لہذا آیت کے عموم میں سکران بھی داخل ہے (بحوالہ بدائع الصنائع ۳/۱۵۹ طبع مکتبہ زکریا دیوبند ۱۴۱۹ھ موافق ۱۹۹۸ء)۔

ب- حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "كل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمعتوه" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی طلاق وارد ہوجاتی ہے، اس حدیث کے استثناء میں سکران داخل نہیں ہے، البتہ اسے معتوہ پر قیاس کیا جاسکتا تھا، جیسا کہ عدم نفاذ کے قائلین نے قیاس کیا ہے، لیکن اسے معتوہ پر قیاس کرنا اس لئے درست نہیں ہے کہ سکران کے زوال عقل کا سبب معصیت ہے، جب کہ معتوہ میں یہ بات نہیں ہے، لہذا ارتکاب معصیت سے روکنے کے لئے زجراً وتوبیخاً سکران کو قائم العقل تسلیم کیا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ اگر وہ کسی پر تہمت لگائے یا کسی کو قتل کردے تو اس پر حد اور قصاص واجب ہوگا اور ظاہر ہے کہ حد اور قصاص غیر عاقل

پر واجب نہیں ہوتا، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ سکران کو مسئلہ مذکور میں تقدیراً عاقل مانا جائے گا، اگر چہ حقیقۃً وہ زائل العقل ہے اور بسا اوقات زائل العقل کو بطور زجر وعقاب تقدیری طور پر قائم العقل کا حکم دے دیا جاتا ہے، جبکہ زوال عقل کا سبب معصیت ہو، اس کی بہت سی مثالیں شرع میں موجود ہیں، مثلاً اگر وارث نے مورث کو قتل کر دیا تو اس صورت میں وارث کو زجراً وراثت سے محروم کیا جائے گا اور اس کے مورث میت (مقتول) کو تقدیراً زندہ مان کر اس کی دی ہوئی طلاق کو نافذ قرار دیا جائے گا، برخلاف اس صورت کے جس میں زوال عقل کا سبب معصیت نہ ہو، بلکہ دوا یا اس طرح کی دوسری چیزوں کے استعمال سے عقل زائل ہوئی ہو تو اس وقت سکران کو قائم العقل کا حکم نہیں دیا جائے گا، بلکہ حقیقۃً اسے زائل العقل ہی سمجھا جائے گا اور معتوہ پر قیاس کرتے ہوئے اس کی طلاق نافذ نہیں قرار دی جائے گی، کیونکہ یہاں پر زوال عقل کا سبب معصیت نہیں ہے، اس لئے زجر وتوبیخ کی حاجت نہ رہی (تلخیص بدائع الصنائع ۳/ ۱۵۹ طبع مکتبہ زکریا دیوبند سہارنپور ۱۴۱۹ھ موافق ۱۹۹۸ء) جہاں تک طلاق سکران کے عدم وقوع کا تعلق ہے تو صحابہ کرام میں سیدنا عثمان غنیؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور تابعین میں طاؤس، ربیعہ بن عبدالرحمن، ابوثور اور قاسم ابن محمد رحمہم اللہ، اور فقہائے کرام میں اسحاق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل (قول معتمد فی المذہب) امام شافعی (قول) امام سرخسی، لیث بن سعد، امام طحاوی، امام زفر اور محمد بن مسلمہ رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ سکران کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ان حضرات کی دلیل حضور ﷺ کا فرمان ہے: "**کل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمعتوه**" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معتوہ اور صبی غیر عاقل کی طلاق کو نافذ نہیں قرار دیا جائے گا، کیونکہ وہ دونوں زائل العقل ہیں، یعنی عدم نفاذ کی علت زوال عقل ہے، اور یہ بات مسلمہ ہے کہ سکران بھی زائل العقل ہے، لہذا معتوہ اور صبی غیر عاقل پر قیاس کرتے ہوئے سکران کو بھی حدیث مذکور کے استثناء میں داخل کیا جائے گا، اور اس کی دی ہوئی طلاق کو نافذ نہیں قرار دیا جائے گا، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بطور زجر وتوبیخ ارتکاب معصیت کی وجہ سے

اس کی طلاق کو واقع قرار دینا چاہئے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ارتکاب معصیت پر واقع زجر وتوبیخ مؤثر ہوتی ہے تو مسئلہ ارتداد میں بھی زجراً وتوبیخاً سکران کی ردت کو معتبر قرار دینا چاہئے، حالانکہ اس کی ردت کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ارتکاب معصیت پر زجراً سکران کی طلاق کو نافذ قرار دینے میں زجر وتوبیخ کا کوئی اثر نہیں ہے، لہذا اس کی طلاق نافذ نہیں قرار دی جائے گی، جیسا کہ مشہور محقق علامہ ابن الہمام طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائلین کی دلیل نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: **"وكون زوال عقله بسبب هو معصية لا أثر له وإلا صحت ردته ولا تصح"** (فتح القدیر ۲/۴)۔

علامہ کاسانیؒ نے بھی بدائع الصنائع میں مذکورہ حضرات کے مستدلات میں نقل کیا ہے کہ سکران زائل العقل ہے اور اہلیت تصرف کے شرائط میں سے عقل کا وجود ایک اہم شرط ہے، جس کے مفقود ہونے پر اس کے تصرف کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، لہذا سکران کی طلاق تصرف کے عدم اہلیت کی وجہ سے واقع نہیں ہوگی (ملاحظہ فرمائیں: بدائع الصنائع ۳/ ۱۵۸، مطبوعہ مکتبہ زکریا دیوبند ۱۹۹۸ء)۔

خلاصۂ بحث

طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کے مستدلات پر غور وفکر کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جن حضرات نے اس کے نفاذ کو ضروری قرار دیا ہے ان کے پیش نظر شوہر کو زجر وتوبیخ اور اس کو سزا دینا مقصود ہے، لیکن موجودہ حالات خصوصاً ہندوستانی ماحول کے تناظر میں شاید ہی ۱۰۰ میں سے ایک کو نفاذ طلاق کی صورت میں زجر اور سزا حاصل ہوتی ہو، لہذا زجر کا مقصد ہی فوت ہے۔

اس لئے اس مجتہد فیہ مسئلہ میں مقاصد شرع کی رعایت کرتے ہوئے مدارج احکام کی روشنی میں اتنی گنجائش ہونی چاہئے کہ آج کل کے حالات میں طلاق سکران کے عدم قائلین کی رائے کو معمول بہ بنا کر اس کی دی ہوئی طلاق کو غیر نافذ قرار دیا جائے۔

طلاق سکران- دلائل اور احکام

مفتی محمد جنید عالم ندوی قاسمی ☆

سوالنامہ میں اٹھائے گئے سوال کا جواب دینے سے قبل درج ذیل بحثیں پیش کی جاتی ہیں:

۱-سکران کی تعریف۔
۲-سکران کے تصرفات کا حکم۔
۳-طلاق سکران کی صورتیں اوران صورتوں کا حکم۔
۴-طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں علماء وفقہاء کے مسالک اور ان کے دلائل،قول راجح ،راقم الحروف کی رائے۔

سکران کی تعریف

سکران صاحی کی ضد ہے،اس کی جمع سکری اورسکاری آتی ہے۔

سکران اس شخص کو کہتے ہیں جونشہ کی حالت میں ہو۔سکران کی اصطلاحی تعریف میں دونقاط نظر سامنے آتے ہیں:

۱-سکران اس شخص کو کہا جائے کہ جس کی عقل نشہ کی وجہ سے زائل ہوگئی ہو،جس کی وجہ سے وہ آسمان وزمین اور مرد وعورت کے درمیان تمیز نہ کر سکے۔ یہ تعریف امام ابوحنیفہ نے کی

☆ مفتی امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ۔

ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

"السکر سرور یزیل العقل فلا یعرف به السماء من الأرض" (رد المحتار ۲/ ۴۲۲)۔

فتح القدیر میں ہے:

"وهو من لا یعرف الرجل من المرأة ولا السماء من الأرض" (فتح القدیر ۳/ ۴۷۲)۔

البحر الرائق میں ہے:

"وقد فسره هنا بمذهب أبی حنیفة وهو من لا یعرف الرجل من المرأة ولا السماء من الأرض" (البحر الرائق ۳/ ۲۲۶)۔

۲- سکران کی دوسری تعریف یہ کی گئی ہے کہ سکران اس شخص کو کہا جائے گا جس کی عقل زائل نہ ہو، بلکہ اس کی عقل پر نشہ غالب آجائے جس کی وجہ سے وہ بکواس کرے، بہکی بہکی باتیں کرے اور اس کا کلام گڈمڈ ہو جائے۔

یہ تعریف صاحبین (امام ابویوسف، امام محمد) اور ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) نے کی ہے۔

مشہور حنبلی فقیہ امام علاء الدین ابوالحسن علی بن سلیمان المرداوی نے الانصاف میں سکران کی تعریف یوں کی ہے:

"سکران سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے کلام اور پڑھنے میں گڈمڈ کردے اور چیزوں کے درمیان اس کی تمیز ختم ہوگئی ہو، اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ اس حال میں ہو جائے کہ آسمان وزمین اور مرد وعورت کے درمیان تمیز نہ کرسکے" (الانصاف ۸/ ۴۳۴)۔

سکران کی تعریف میں دو نقطہ نظر سامنے آئے: ایک امام ابوحنیفہ کا کہ عقل زائل ہو جائے اور زمین وآسمان اور مرد وعورت کے درمیان پہچان باقی نہ رہے اور دوسرا امام ابویوسف،

امام محمد اور ائمہ ثلاثہ کا کہ عقل زائل نہ ہو بلکہ عقل پر نشہ غالب آجائے اور بکواس کرے، کلام گڈ مڈ ہو جائے۔

امام ابوحنیفہ کے نقطہ نظر کی تائید صاحب البحر الرائق علامہ ابن نجیم نے کی ہے، چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

"والحاصل أن المعتمد في المذهب أن السكران الذي تصح منه التصرفات من لا عقل له يميز به الرجل من المرأة" (البحر الرائق ۳/۲۶۶)۔

(حاصل یہ ہے کہ مذہب کا معتمد قول یہ ہے کہ سکران جس کے تصرفات صحیح ہوتے ہیں وہ ہے جس کے پاس عقل نہ ہو جس کے ذریعہ وہ مرد و عورت کے درمیان تمیز کر سکے)۔

لیکن علامہ ابن عابدین شامی کا رجحان صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے قول کی طرف معلوم ہوتا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ مشائخ نے طہارت، ایمان اور حدود میں صاحبین کے قول کو راجح قرار دیا ہے اور شرح بکر میں ہے کہ سکران جس کے تصرفات صحیح ہوتے ہیں وہ اس حال میں ہو کہ لوگ جس کو برا سمجھتے ہوں اس کو وہ اچھا سمجھے یا جس کو اچھا سمجھتے ہوں اس کو وہ برا سمجھے، لیکن مرد وعورت کو پہچانتا ہو۔ علامہ شامی محقق ابن الہمام کے حوالہ سے مزید یہ لکھتے ہیں کہ امام صاحب سے سکر کی جو تعریف مذکور ہے وہ اس سکر کی ہے جو موجب حد ہے۔

اس لئے کہ اگر وہ زمین وآسمان کے درمیان تمیز کر سکے تو پھر اس کے سکر میں نقص آئے گا جس کی وجہ سے حد ساقط ہو جائے گی اور اکثر مشائخ نے صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی ائمہ ثلاثہ کا قول ہے اور اسی کو فتوی کے لئے اختیار کیا ہے۔

سکران کی تعریف کے سلسلہ میں صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کا قول راجح اور اقرب الی الفقہ معلوم ہوتا ہے، اس لئے اگر عقل زائل ہو جائے تو پھر اس کا حکم مجنون کا ہونا چاہئے نہ کہ صحیح سالم شخص کا اور صاحب فتح القدیر کے حوالہ سے علامہ شامی نے جو لکھا ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حدود کے علاوہ میں امام ابوحنیفہ بھی اسی تعریف کے قائل ہیں جو صاحبین نے کی ہے۔

بہرحال! اگر صاحبین کے قول کو راجح قرار دیا جائے جیسا کہ اکثر مشائخ کا رجحان ہے اور اسی کو مختار اور مفتی بہ قرار دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ سکران کے تصرفات کے صحیح ہونے یا نہ ہونے اور طلاق پڑنے یا نہ پڑنے میں جو اختلاف ہے وہ اس سکران کے سلسلہ میں ہوگا جس کی عقل قائم ہو، لیکن عقل پر نشہ کے غالب ہونے کی وجہ سے وہ بکواس کرے اور کلام گڈمڈ کردے اور اچھا کو برا اور برا کو اچھے سمجھے اور اگر عقل زائل ہو جائے تو پھر بالاتفاق اس کی طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے۔

سکران کے تصرفات کا حکم

حنفیہ کے نزدیک اگر نشہ حرام چیز کے استعمال سے پیدا ہوا ہے تو اس پر احکام لازم ہیں اور اس کے تصرفات خواہ اقوال کی قبیل سے ہوں، مثلاً طلاق، عتاق، خرید و فروخت، اقرار اور اسلام کا لانا، یا افعال کی قبیل سے ہوں، مثلاً حدود و قصاص، سب صحیح و درست ہیں (رد المحتار ۲/ ۴۲۳)۔

امام طحاوی نے مختصر اختلاف العلماء میں اس کی پوری تفصیل بیان کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

الف- حنفیہ کے نزدیک جس طرح صحیح سالم شخص کے عقود و معاملات اور اس کے تصرفات معتبر اور اس کے افعال کے احکام ثابت شدہ ہیں، اسی طرح سکران کے تصرفات و معاملات بھی معتبر ہیں، البتہ ارتداد میں دونوں کا حکم الگ الگ ہے، صحیح سالم شخص اگر نعوذ باللہ مرتد ہو جائے تو اس کا اعتبار ہوگا، لیکن اگر سکران حالت نشہ میں کلمہ کفر کہہ دے تو وہ مرتد اور خارج از اسلام نہیں ہوگا۔

ب- امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر سکران کسی پر تہمت لگائے تو اس پر حد قذف لگائی جائے گی، اسی طرح اگر وہ کسی کو قتل کردے تو اس کو بھی قتل کیا جائے گا یا زنا کرے یا چوری کرے تو

اس پر بھی حد زنا اور حد سرقہ نافذ ہوگی، یعنی سکران کے اقوال وافعال دونوں معتبر ہوں گے۔

ج-ابن القاسم نے امام مالک سے ذکر کیا ہے کہ جب ان سے سکران کے نکاح کے متعلق پوچھا گیا تو امام مالک نے فرمایا کہ میں اس کو جائز نہیں سمجھتا ہوں اور اس کی طلاق جائز ہے۔

د-سفیان ثوری اور حسن بن نباحی کہتے ہیں کہ سکران کی طلاق اور اس کا عتق جائز وصحیح ہے، اس کی بیع اور اس کا نکاح درست نہیں، اس پر نہ حد قذف جاری ہوگی نہ حد زنا اور نہ حد سرقہ۔

ہ-فقیہ لیث نے سکران کے افعال واقوال کے درمیان فرق کیا ہے، ان کے نزدیک سکران کے اقوال نافذ نہیں ہوں گے، البتہ اس کے افعال نافذ ہوں گے، چنانچہ اگر وہ طلاق دے تو طلاق واقع نہیں ہوگی، اگر غلام آزاد کرے تو غلام آزاد نہیں ہوگا، اس کی خرید وفروخت درست نہیں ہوگی، اس کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں ہوگا، اس پر حد قذف نہیں لگائی جائے گی، البتہ صرف حد شرب اس پر جاری ہوگی اور اگر کسی کو قتل کردے یا چوری کرے یا زنا کرے تو اس پر حدود نافذ ہوں گے، اس لئے کہ یہ افعال کی قبیل سے ہیں۔

و-امام شافعی کے دو اقوال ہیں: ایک قول کے مطابق سکران کے تصرفات صحیح ہوں گے اور دوسرے قول کے مطابق صحیح نہیں ہوں گے (تفصیل کے لئے دیکھئے: مختصر اختلاف العلماء ۲/۴۳۰)۔

اس سے قبل سکران کی جو تعریف کی گئی ہے اس کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو حضرات سکران کے تصرفات ومعاملات اور اقوال وافعال کو نافذ قرار دیتے ہیں، وہ اس حالت میں جب کہ اس کی عقل قائم ہو اور وہ آسمان وزمین اور مرد وعورت کے درمیان تمیز کر سکے۔

طلاق سکران کی صورتیں اور ان کا حکم

نشہ مختلف چیزوں سے پیدا ہوتا ہے، کبھی حرام چیزوں کے استعمال سے اور کبھی جائز

وحلال چیزوں کے استعمال سے، کبھی اختیاری ہوتا ہے اور کبھی اضطراری، ان مختلف چیزوں سے پیدا ہونے والے نشہ کی حالت میں طلاق دینے کے احکام مختلف ہیں۔ ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

الف- اگر حلال چیزوں کے استعمال سے نشہ پیدا ہوا ہو، مثلاً بھوک کی شدت میں کھانا کھایا، اس سے نشہ پیدا ہوا اور اس حالت میں طلاق دی تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ب- جان مارنے کی دھمکی دے کر زبردستی کسی کو شراب یا تاڑی پلائی گئی، جس کی وجہ سے نشہ پیدا ہوا اور اسی حالت میں طلاق دے دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ج- کوئی چیز کھانے یا پینے کے لئے نہ ہو آخری حالت میں شراب موجود ہو، اگر شراب استعمال نہ کرے تو جان جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں شریعت بقدر ضرورت شراب کے استعمال کی اجازت دیتی ہے، اس کو حالت اضطراری کہتے ہیں، اگر اس اضطراری حالت میں کسی شخص نے شراب پی اور حالت نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو اس حالت میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

د- لقمہ گلے میں پھنس گیا، اس لقمہ کو حلق سے نیچے اتارنے کے لئے شراب کا استعمال کیا اور نشہ پیدا ہو گیا، اس نشہ میں طلاق دے دی تو مفتی بہ قول کے مطابق طلاق واقع نہیں ہوگی (فتح القدیر ۳/ ۴۷۲ طبع بیروت)۔

ھ- اگر کسی شخص نے نبیذ کا استعمال کیا جس کی وجہ سے سر میں درد پیدا ہو گیا اور اس کی عقل زائل ہوگئی، درد کی وجہ سے نہ کہ نبیذ کے استعمال کی وجہ سے، تو اس صورت میں بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ خلاصۃ الفتاویٰ میں شرح طحاوی کے حوالہ سے لکھا ہے:

"لو شرب النبیذ فلم یوافقه فصدع حتی ذهب عقله من الصداع لامن النبیذ فطلق لا یقع" (خلاصۃ الفتاوی ۲/ ۵)۔

و- اگر کسی شخص کی عقل زائل ہوگئی کسی حلال چیز کے پینے یا اس کے سر پر چوٹ لگنے کی

وجہ سے اور اسی حالت میں اس نے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی (خانیہ علی ہامش الہندیہ ۱/۴۷۰)۔

ز-کسی شخص نے بھنگ یا افیون کو بطور دوا استعمال کیا، نہ کہ بقصد معصیت اور اس کی عقل غائب ہوگئی تو اس حالت میں طلاق واقع نہیں ہوگی (البحرالرائق ۳/۲۶۶)۔

ح-اگر کسی شخص نے دوا کا استعمال کیا جس کے نتیجہ میں نشہ پیدا ہوگیا اور اسی حالت میں طلاق دے دی تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔علامہ کاسانی بدائع الصنائع میں تحریر فرماتے ہیں:

"وكذلك إذا شرب البنج أو الدواء الذي يسكر وزال عقله لا يقع طلاقه لما قلنا" (بدائع الصنائع ۳/۹۲)۔

ط-اگر کسی شخص نے حرام اور ممنوع چیزوں کا استعمال کیا جس کی وجہ سے نشہ پیدا ہوا ہو اور اسی نشہ کی حالت میں طلاق دیدی تو یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں علماء اور فقہاء کے مابین اختلاف ہے۔

طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں علماء وفقہاء کے مسالک

اس صورت میں دو مسالک سامنے آتے ہیں:

۱-طلاق واقع ہوجائے گی۔

۲-طلاق واقع نہیں ہوگی۔

جو حضرات وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت معاویہؓ، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور ان کے دونوں شاگرد امام ابویوسف اور امام محمد، ایک قول کے مطابق امام شافعی، ابوبکر الخلال، سعید بن المسیب، عطاء، مجاہد، حسن بصری، ابن سیرین، شعبی، نخعی، میمون بن مہران، حکم، سفیان ثوری، امام اوزاعی (دیکھئے: المغنی لابن قدامہ ۷/۱۱۵)۔

جو حضرات عدم وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

حضرت عثمان غنیؓ، عمر بن عبدالعزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحیٰ الانصاری، لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، المزنی، فقہاء حنفیہ میں سے امام زفر، امام طحاوی، امام کرخی، امام محمد بن مسلم، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا ایک قول بھی عدم وقوع طلاق کا ہے (حوالہ مذکور)۔

حرام چیزوں کے استعمال کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں علماء وفقہاء کی دو جماعتیں سامنے آئیں: ایک وقوع طلاق کے قائلین کی اور دوسری جماعت عدم وقوع طلاق کے قائلین کی ہے، دونوں جماعتوں میں سے کسی بھی جماعت کے پاس کوئی صحیح وصریح واضح اور ٹھوس دلیل نہیں ہے۔ ہر فریق نے کچھ استدلال کیا ہے اور دوسرے فریق نے اس کا جواب دیا ہے۔ ذیل میں ہر فریق کے کچھ دلائل اور ان دلائل کے جوابات پیش کرتا ہوں۔

قائلین طلاق کے دلائل اوران دلائل کے جوابات

جو حضرات وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کی ایک دلیل یہ ہے کہ شریعت نے حالت نشہ میں سکران کو امر ونہی کے ذریعہ مخاطب کیا ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! حالت نشہ میں تم نماز کے قریب نہ جاؤ۔

"یا أیھا الذین آمنوا لا تقربوا الصلاۃ وأنتم سکاری" (سورۂ نساء:۴۳)۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر سکران حالت نشہ میں احکام کا مکلّف نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیوں کرتا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس حالت میں بھی مکلّف ہے، لہٰذا اس کے تصرفات معتبر ہوں گے اور اس کی دی گئی طلاق واقع ہوگی۔

شرح نقایہ میں ہے کہ سکران اللہ تعالیٰ کے قول، " لا تقربوا الصلوۃ وأنتم سکاری" کے پیش نظر احکام کا مکلّف ہے، یہی وجہ ہے کہ اس پر قصاص اور حد قذف واجب

ہے، لہٰذا اس کی طلاق بھی واقع ہوگی۔

ظاہر ہے کہ یہ استدلال اپنے مدعا پر واضح اور صریح نہیں ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں یہ بتانا مقصود نہیں ہے کہ سکران حالت نشہ میں بھی احکام کا مکلّف ہے بلکہ اصل نشہ سے منع کرنا مقصود ہے۔ علامہ شوکانی نے اس استدلال کا ایک جواب تو وہی دیا ہے جو ابھی مذکور ہوا۔ دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ یہ ممانعت اس نشہ والے شخص کے لئے ہے جو خطاب کو سمجھتا ہو۔ آگے لکھتے ہیں کہ اس آیت کے اخیر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **حتی تعلموا ما تقولون**، اس سے معلوم ہوا کہ سکران جو کہتا ہے اس کو جانتا نہیں تو پھر کیسے احکام کا مکلّف ہوسکتا ہے، اس لئے کہ وہ خطاب کو سمجھنے والا نہیں ہے اور یہ احکام کے مکلّف ہونے کے لئے شرط ہے۔

۲- ان کی دوسری دلیل وقوع طلاق سے متعلق آیات وروایات کا عموم ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**الطلاق مرتان...... فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجاً غيره**" (سورہ بقرہ:۲۲۹-۲۳۰)، ظاہر ہے کہ یہ آیتیں مطلق ہیں، نشہ اور غیر نشہ کی کوئی قید نہیں ہے، جس طرح غیر نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق واقع ہوگی، اسی طرح نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق بھی واقع ہوگی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان آیات کو مطلق مان کر سکران کی طلاق کو واقع کرتے ہیں تو پھر مجنون کی طلاق یا معتوہ کی طلاق کے متعلق کیا کہیں گے؟ نیز خود حالت نشہ کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں طلاق واقع نہیں ہوتی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہے، ان کے متعلق آپ کیا جواب دیں گے، ظاہر ہے کہ یہ آیت اس مسئلہ میں صریح نہیں ہے۔

۳- تیسری دلیل حضرت علیؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: "**كل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمعتوه**"۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ سوائے صبی اور معتوہ کے ہر عاقل وبالغ شخص کی طلاق کو جائز ونافذ قرار دیا گیا ہے، جس میں سکران بھی شامل ہے، صاحب بدائع الصنائع لکھتے ہیں:

"ولنا عموم قوله عزوجل: الطلاق مرتان إلى قوله سبحانه وتعالى حتى تنكح زوجاً غيره، و قوله عليه الصلاة والسلام :كل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمعتوه" (بدائع الصنائع ۳/۱۰۹)۔

اس کا جواب امام طحاوی یہ دیتے ہیں:

سکران بھی اپنے سکر کی وجہ سے معتوہ میں شامل ہے، جیسا کہ مجنون معتوہ ہے اپنے جنون کی وجہ سے اور جو شخص وسوسہ کا شکار ہو وہ معتوہ ہے اپنے وسوسہ کی وجہ سے۔ ملاحظہ ہو عبارت:

"فإن قيل: روي عن علي أنه قال: كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه، قيل له: السكران معتوه بسكره كالمجنون معتوه بالجنون والموسوس معتوه بالوسوسة" (مختصر اختلاف العلماء ۲/۴۳۰)۔

حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں:

حدیث شریف میں معتوہ سے مراد ناقص العقل شخص ہے، لہذا اس کے تحت صبی، مجنون اور سکران تینوں آئیں گے، اس لئے کہ تینوں ناقص العقل ہیں اور جمہور علماء وفقہاء ایسے شخص کے اقوال وافعال اور تصرفات ومعاملات کو غیر معتبر اور غیر نافذ مانتے ہیں (فتح الباری ۹/۴۹۱)۔

"والمراد بالمعتوه ناقص العقل فيدخل فيه الطفل والمجنون والسكران، والجمهور على عدم اعتبار ما يصدر عنه" (فتح الباری ۹/۴۹۱)۔

۴- چوتھی دلیل عقلی ہے کہ سکران کی عقل ایک گناہ اور معصیت کے ارتکاب سے زائل ہوتی ہے اور بسا اوقات ایک چیز جو کسی معصیت کے ارتکاب سے حقیقۃً زائل ہو اس کو بطور زجر وتوبیخ کے حکماً تسلیم کرلیا جاتا ہے، جیسا کہ اگر کسی شخص نے اپنے کسی مورث کو قتل کردیا تو وہ میراث سے محروم ہو جاتا ہے، حالانکہ اس کو محروم نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ اس کا مورث زندہ نہیں ہے، لیکن چونکہ اس نے ایک معصیت کا ارتکاب کیا اس لئے سزاءً اور زجراً وتوبیخاً اس کے مورث کو زندہ تسلیم کر کے اس کو وراثت سے محروم کیا گیا، لہذا مذکورہ صورت میں گرچہ سکران کی عقل

زائل ہوگئی لیکن چونکہ معصیت کے ارتکاب کی وجہ سے زائل ہوئی ہے اس لئے حکماً اس کی عقل کو تسلیم کیا جائے گا اور اس کے تصرفات نافذ ہوں گے، جیسا کہ اس پر حد اور قصاص واجب ہوتا ہے، حالانکہ دونوں چیزیں عاقل پر نافذ نہیں ہوتی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ شریعت نے سکران کی عقل کو تسلیم کیا ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے: بدائع الصنائع ۱۰۹/۳)۔

امام طحاوی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ سکران بہر حال ''فاقد العقل'' یعنی عقل کو کھونے والا ہے اور اس کے احکام مختلف نہیں ہوتے ہیں خواہ عقل کا فقدان اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئی ہوئی کسی مصیبت کے نتیجہ میں ہو یا خود اس کی جانب سے ہو جس طرح کوئی شخص نماز میں قیام سے عاجز ہو جائے تو وہ بیٹھ کر فرض نماز پڑھ سکتا ہے خواہ یہ عجز اللہ کی جانب سے پیدا ہوا ہو یا خود اس نے اپنے پیر کو توڑ کر عجز پیدا کر لیا ہو، لہذا مجنون کی طرح سکران کے تصرفات نافذ نہیں ہوں گے اور اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی (مختصر اختلاف العلماء ۴۳۰/۲)۔

۵- ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ سکران کی جو نمازیں حالت سکر میں چھوٹ جائیں ان کی قضا بعد میں لازم ہے، اس سے معلوم ہوا کہ وہ احکام کا مکلّف ہے، لہذا اس کی طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔

ابن المنذر نے اس استدلال کا جواب یہ دیا ہے کہ نمازوں کی قضا الگ چیز ہے اور وقوع طلاق الگ، دونوں کو ایک دوسرے پر قیاس نہیں کر سکتے ہیں، اگر کوئی شخص سو جائے اور اس حالت میں نمازیں قضا ہو جائیں تو اس پر بعد میں قضا لازم ہوگی، لیکن اگر اسی حالت میں وہ شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو بالاتفاق طلاق واقع نہیں ہوگی (فتح الباری ۴۹۱/۹)۔

یہاں تک وقوع طلاق کے قائلین کے کچھ دلائل اور ان دلائل کے جوابات ہوئے۔

اب دوسرے فریق کے کچھ دلائل اور ان دلائل کے جوابات ذکر کئے جاتے ہیں:

عدم وقوع طلاق کے قائلین کے دلائل اور ان کے جوابات

جو حضرات عدم وقوع کے قائل ہیں ان کے پاس بھی کوئی صریح صحیح اور ٹھوس دلیل نہیں

ہے، ان کی ایک دلیل تو حضرت عثمان غنیؓ کا اثر ہے کہ وہ طلاق سکران کو نافذ نہیں قرار دیتے تھے، دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حمزہ نشہ کی حالت میں تھے کہ حضور ﷺ اور حضرت علیؓ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت حمزہؓ نے ان سے یہ کہا کہ تم لوگ تو میرے باپ کے غلام ہو، حضور اقدس ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا اور وہاں سے تشریف لے گئے اور ان کے اس کلمہ پر کسی طرح کا حکم نہیں لگایا، حالانکہ اگر وہ نشہ کی حالت میں نہ ہوتے تو وہ کلمہ کفر تھا۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ جو حضرات وقوع طلاق کے قائل ہیں وہ بھی حالت نشہ میں ارتداد کے قائل نہیں ہیں، دوسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت تک شراب مباح تھی اور یہاں بحث اس کی حرمت کے بعد کی ہے، نیل الاوطار میں ہے۔

"ومن الأدلة الدالة على عدم الوقوع ما في صحيح البخاري وغيره أن حمزة سكر، وقال للنبي ﷺ لما دخل هو عليه وعلي: وهل أنتم إلا عبيد لأبي في قصة مشهورة فتركه ﷺ وخرج ولم يلزمه حكم تلك الكلمة مع أنه لو قالها غير سكران لكان كفراً كما قال ابن القيم، وأجيب بأن الخمر كانت إذا ذاك مباحة والخلاف إنما هو بعد تحريمها" (...........)۔

۳- ان کی عقلی دلیل یہ ہے کہ سکران کی عقل زائل ہو جاتی ہے اور عقل اہلیت تصرف کے لئے شرط ہے، عقل کے بغیر کوئی بھی تصرف صحیح و نافذ نہیں، یہی وجہ ہے کہ مجنون اور ناسمجھ بچہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور سکران کے ارتداد کا اعتبار نہیں، لہٰذا اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہوگی (بدائع الصنائع)۔

علامہ ابن ہمام شرح فتح القدیر میں اس کی عقلی دلیل ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"کم از کم جس سے تصرف صحیح ہو وہ یہ ہے کہ قصد صحیح ہو یا اس کا گمان ہو اور سکران کے پاس نہ تو قصد صحیح ہے اور نہ ہی اس کا مظنہ ہے، بلکہ سکران سونے والے سے بھی بری حالت میں ہوتا ہے، کیونکہ سونے والے کو جب جگایا جائے تو وہ جاگ جائے گا، لیکن نشہ میں مست شخص کو

جگایا جائے تو نہیں جاگے گا (فتح القدیر..................)۔

وقوع طلاق کے قائلین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ گرچہ حقیقۃً اس کی عقل زائل ہے، لیکن حکماً اس کی عقل کو تسلیم کرلیا گیا ہے۔

قول راجح

اوپر فقہاء کے مسالک ہر ایک کے دلائل اور دوسرے فریق کی جانب سے ان دلائل کے جوابات جو مذکور ہوئے ان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دونوں فریق میں سے کسی کے پاس بھی کوئی صحیح، صریح، واضح اور ٹھوس دلیل نہیں ہے اور یہ اختلاف آیات وروایات کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ حالات اور عرف وعادت کی بنیاد پر ہے۔یہی وجہ ہے کہ عہد صحابہ ہی سے اختلاف چلا آرہا ہے، دلائل کی بنیاد پر کسی ایک قول کو راجح قرار دے کر دوسرے قول کو بالکلیہ ترک کردینا مشکل ہے، کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہے کہ مطلقاً وقوع طلاق کے قول کو یا مطلقاً عدم وقوع طلاق کے قول کو اختیار کیا جائے۔

دونوں فریق کے دلائل پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اگر نشہ اس حد تک پہنچ گیا کہ عقل زائل ہوگئی ہو اور وہ آسمان وزمین اور مرد وعورت کے درمیان تمیز کو کھو چکا ہو تو ایسی صورت میں اس کا حکم مجنون کا ہوگا، بالاتفاق طلاق نہیں پڑنی چاہئے، اور اگر نشہ اس حد تک نہ پہنچا ہو بلکہ اس کے اندر زمین وآسمان کے درمیان تمیز باقی ہو اور اسے طلاق دینا یاد ہو تو اس صورت میں بالاتفاق طلاق واقع ہونی چاہئے، اس لئے کہ جو حضرات عدم وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کی دلیل عقل کا زائل ہونا ہے اور دوسری صورت میں جب کہ اسے طلاق دینا یاد ہے عقل زائل نہیں ہوئی، لہذا طلاق واقع ہونی چاہئے اور جو حضرات وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کے نزدیک مفتی بہ قول کے مطابق سکران کی جو تعریف کی گئی ہے اس تعریف کے مطابق سکران پہلی صورت میں جب کہ تمیز باقی نہیں رہی اور طلاق دینا یاد نہیں رہا مجنون جیسا ہے، لہذا طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے۔

راقم الحروف کی رائے

مذکورہ بالا بحثوں کی روشنی میں راقم الحروف کا خیال یہ ہے کہ اگر سکران کا نشہ اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ عقل زائل ہوگئی ہو، زمین و آسمان، مرد وعورت اور اپنے وبیگانہ کے درمیان تمیز باقی نہ رہی ہو، اسے کچھ یاد نہیں کہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا نہیں؟ تو اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر نشہ اس حد تک نہیں پہنچا ہے عقل باقی ہے، اس کو طلاق دینا یاد ہے تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔

۱-اس لئے کہ پہلی صورت میں عقل زائل ہوگئی اور دوسری صورت میں عقل باقی ہے اور احکام کا مدار عقل ہی پر ہے اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ دونوں فریق کے دلائل اور سکران کی جو تعریف کی ہے اس کا خلاصہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر عقل زائل ہو جائے تو اس کا حکم مجنون جیسا ہوگا اور اگر عقل باقی ہو تو اس کا حکم صحیح وسالم جیسا ہوگا۔

۲-اس کی تائید درمختار کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے جس کو قہستانی نے زاہدی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر تمیز باقی نہ رہے تو تصرف باطل ہوگا۔

”وفي القهستاني معزيا للزاهدي أنه لو لم يميز ما يقوم به الخطاب كان تصرفه باطلاً“ (درمختار........)۔

۳-جو حضرات وقوع طلاق کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ اس نے حرام چیز کا استعمال کیا اس لئے بطور سزا اور زجر وتوبیخ کے طلاق واقع کی گئی، پہلی بات تو یہ کہ یہ سزا شوہر کو ممکن ہے کہ اس سے قبل کے حالات میں ہو، لیکن اس وقت جو حالات ہیں ان میں یہ سزا طلاق دینے والے کو تو نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اطمینان سے دوسری شادی کر لیتا ہے، البتہ یہ سزا اس کی بیوی اور اس کے بچوں کو ہوتی ہے، یہ سب در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں اور دانہ دانہ کے محتاج ہوتے ہیں اس کا ایک بہترین جواب علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں دیا ہے:

”شریعت نے سکران کی سزا مقرر کر دی ہے، اب ہم کو کیا اختیار ہے کہ اس سزا سے

تجاوز کریں، اگر ہم مزید وقوع طلاق کی سزا دیتے ہیں تو گویا اس کو دو سزا کا پابند بنانا ہوا۔ ایک شریعت کی سزا اور دوسری انسانی سزا کا اور یہ صحیح نہیں ہے" (نیل الاوطار)۔

علامہ شوکانی کی عبارت سے میرے نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔

☆☆☆

نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق اور اس کا شرعی حکم

مولانا نور الحق رحمانی ☆

نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم شرعی دریافت کرنے اور موجودہ ظروف واحوال میں اس مسئلہ کا جائزہ لینے اور صحیح نتیجہ تک پہنچنے کے لئے بطور تمہید چند نقاط ذکر کی جاتی ہیں:

۱- طلاق سکران کا مسئلہ مجتہد فیہ ہے۔ کتاب وسنت میں اس کے وقوع یا عدم وقوع کے سلسلہ میں کوئی صراحت نہیں ہے۔

۲- اسی بنا پر یہ مسئلہ عہد صحابہ سے لے کر اب تک اختلافی رہا ہے۔ نظائر وشواہد پر قیاس کرکے ائمہ وفقہاء نے اس کا حکم متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلہ میں ان کے دو نقطہائے نظر ہیں، حتی کہ ایک مکتبۂ فکر کے فقہاء کے درمیان بھی اس مسئلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

۳- طلاق شرعاً ایک قبیح اور ناپسندیدہ عمل ہے کہ اس کے ذریعہ ایک نعمت (رشتہ نکاح) کا ازالہ ہوتا ہے اور بہت سے پیچیدہ مسائل کھڑے ہوتے ہیں، تاہم بعض مخصوص حالات میں یہ ایک ضرورت بن جاتی ہے کہ اگر اس کی اجازت نہ ہو تو اس کے بڑے سنگین اور خطرناک نتائج سامنے آتے ہیں، اس لئے ایسی ضرورت کی بنیاد پر شریعت نے اس کی اجازت دی ہے لیکن اسے ابغض المباحات (حلال چیزوں میں سب سے زیادہ قبیح) قرار دیا ہے، اس لئے طلاق کے دائرہ کو تنگ کرنا شرعاً مطلوب ہے بشرطیکہ اس سے کسی نص کا ترک لازم نہ آتا ہو۔

☆ استاذ المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء امارت شرعیہ پٹنہ۔

۴-عصر حاضر میں نشہ خوری کی وجہ سے کثرت سے طلاقیں واقع ہوتی ہیں، حتی کہ اس کا تناسب ۲۵/فیصد سے لے کر پچاس فیصد تک بتایا جاتا ہے۔

۵-فقہاء نے صراحت کی ہے کہ ضرورت کی بنیاد پر کسی مسئلے میں ایک فقہ سے دوسری فقہ کی طرف عدول کیا جا سکتا ہے۔

۶-ضرورت کی بنیاد پر مذہب کے قول ضعیف اور قول مرجوح پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔

۷-قرآن کریم کی صراحت کی رو سے نشہ اس کیفیت کا نام ہے جس میں انسان کی عقل زائل ہو جاتی ہے اور اسے یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا کر رہا ہے اور اگر یہ پتہ چلنے لگے کہ وہ کیا بول رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے نشہ کی کیفیت ختم ہو چکی ہے اور وہ باہوش ہے ایسی صورت میں وہ شرعاً مکلّف ہے اور اسے نماز کی ادائیگی کا حکم ہے۔ ارشاد باری ہے:

"يا أيها الذين آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارىٰ حتى تعلموا ما تقولون" (سورۂ نساء: ۴۳)۔

(اے ایمان والو! جس وقت کہ تم نشہ میں ہو نماز کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ جو کہتے ہو اسے سمجھنے لگو)۔

۸-شرعی تکلیف کا مدار بقائے عقل پر ہے اسی بنا پر بچہ، مجنون اور خوابیدہ انسان کو حدیث میں مرفوع القلم اور غیر مکلّف قرار دیا گیا ہے۔ بچہ جب تک بلوغ کی منزل کو نہ پہنچ جائے غیر مکلّف رہتا ہے، حالانکہ صبی مراہق وممیّز جو بلوغ کی منزل سے قریب ہو عقل وشعور رکھتا ہے۔ اسی بنا پر اس کے بعض تصرفات شرعاً معتبر قرار پاتے ہیں، لیکن چونکہ نقصان عقل ہے اس بنا پر شریعت نے اس کی طلاق کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔ اسی طرح معتوہ کی طلاق کو بھی۔

۹-غصہ کی شدت کی وجہ سے اگر آدمی اتنا بدحواس ہو جائے کہ اسے اپنی کہی ہوئی بات کا شعور واحساس نہ رہے تو ایسے آدمی کی طلاق اور دیگر قولی تصرفات بالاتفاق نافذ نہیں ہوتے۔ جیسا کہ فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے۔

۱۰- جہالت، دینی تعلیم وتربیت کی کمی اور دین کے احکام سے دوری کے باعث اس دور میں طلاق کی کثرت ہے، جس سے ایک طرف گھر کی بربادی ہوتی ہے، بیوی بچوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دوسری طرف اس کی وجہ سے مخالفین اسلام، اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور شرعی قوانین جو اللہ رب العزت کے عطا کردہ ہیں اور ناقابل تنسیخ ہیں ان میں تبدیلی لانے اور مردوں سے طلاق کا اختیار چھین کر عدالت کے سپرد کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اس صورت حال میں علماء اور امت کے ارباب حل وعقد کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلم سماج کی اصلاح اور طلاق کے واقعات کو کم کرنے کی صورتوں پر سنجیدگی سے غور وفکر کریں۔

طلاق سکران کے بارے میں فقہاء سلف کا نقطہ نظر

طلاق سکران کا مسئلہ عہد صحابہ سے اختلافی رہا ہے۔ خلفائے راشدین میں سے حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے اور انہوں نے محض عورتوں کی شہادت پر طلاق سکران کو جائز قرار دیا۔

"عن أبي لبيد: أن عمر بن الخطاب أجاز طلاق السكران بشهادة النسوة" (الاستذکار ۱۸/ ۱۶۳، بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)۔

خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفانؓ سے یہ منقول ہے کہ وہ طلاق سکران کو جائز قرار نہیں دیتے تھے، بلکہ بعض اہل علم نے تو یہاں تک فرمایا کہ صحابہ میں سے کوئی ان کے زمانہ میں اس مسئلہ میں ان کا مخالف نہیں تھا لیکن علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ اوپر حضرت عمرؓ کے بارے میں گزر چکا کہ وہ وقوع کے قائل تھے۔ اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب کے بارے میں صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ معتوہ کے سوا ہر ایک کی طلاق جائز ہے، آگے علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ

طلاق سکران کے سلسلہ میں صحابہ میں سے کوئی حضرت عثمانؓ کا مخالف نہیں تھا وہ حضرت علیؓ کے اس قول کی تاویل کرتے ہیں کہ سکران بھی سکر کی وجہ سے معتوہ ہے (الاستذکار، کتاب الطلاق ۱۸/ ۱۶۳)۔

امام بخاریؒ نے بھی حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی طرف عدم وقوع کا قول منسوب کیا ہے۔فرماتے ہیں:

"وقال عثمان: لیس لمجنون ولا لسکران طلاق، وقال ابن عباس: طلاق السکران والمستکرہ لیس بجائز" (بخاری مع فتح الباری ۹/ ۴۸۵)۔

(حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مجنون اور سکران کی طلاق معتبر نہیں ہے، اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سکران اور مکرہ کی طلاق جائز نہیں ہے)۔

علامہ ابن حجر نے حضرت عثمانؓ کے قول کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی عدالت میں ایک شخص نے اپنا مقدمہ پیش کیا کہ اس نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیدیا ہے تو حضرت عمرؒ کی رائے یہ تھی کہ اس پر حد شرب خمر جاری کرکے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کردیں کہ اسی مجلس میں حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے حضرت ابان نے ان کے سامنے حضرت عثمانؓ کا قول عدم وقوع کا نقل کیا تو حضرت عمر نے اس پر حد جاری فرما کر اس کی بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیا (فتح الباری، کتاب الطلاق ۹/ ۴۸۹)۔

آگے علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابوالشعثاء، عطاء، طاؤس، عکرمہ، قاسم اور عمر بن عبدالعزیز رحمہم اللہ بھی سکران کی طلاق کے عدم وقوع کے قائل ہیں اور ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ یہ بات ذکر کی ہے اور ربیعہ، لیث، اسحاق اور مزنی بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام طحاوی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ ان حضرات کا اتفاق ہے کہ معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور سکران اپنے سکر کی وجہ سے معتوہ ہے۔ طلاق سکران کے وقوع کی قائل تابعین کی ایک جماعت ہے، مثلاً سعید بن المسیب، حسن، ابراہیم، زہری، شعبی، اور امام اوزاعی، ثوری، مالک، ابوحنیفہ بھی اسی کے قائل ہیں اور امام شافعی سے دو قول مروی ہیں زیادہ صحیح

قول وقوع کا ہے۔ حنابلہ کے نزدیک بھی اختلاف ہے لیکن ترجیح اس کے برعکس ہے، یعنی ان کا راجح قول عدم وقوع کا ہے (حوالہ سابق)۔

ائمہ سلف میں سے جو حضرات اس کی طلاق کو واقع قرار نہیں دیتے ان کے نزدیک اس کی علت اس کی عقل کا رخصت ہو جانا ہے جیسے کہ مجنون اور معتوہ اور جو حضرات اس کی طلاق کو واقع قرار دیتے ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ وہ اپنے اس فعل (نشہ خوری) کی وجہ سے نافرمان ہے اور شریعت کا خطاب اس کی طرف علی حالہ متوجہ ہے، اسی طرح وہ گناہ گار قرار دیا جاتا ہے، اس لئے کہ نشہ میں واقع ہونے سے قبل اس پر جو احکام واجب تھے مثلاً نماز وغیرہ نشہ ختم ہونے کے بعد اسے ان کی قضا کا حکم دیا جاتا ہے:

"وإنما استدل من قال بوقوعه مطلقاً بأنه عاص بفعله لم يزل عنه الخطاب بذلک ولا الإثم لأنه ليؤمر بقضاء الصلوات وغيرها مما وجب عليه قبل وقوعه في السكر أو فيه" (حوالہ سابق)۔

ائمہ احناف کا مذہب اور ان کے دلائل

عام فقہائے حنفیہ کے نزدیک سکران کی طلاق واقع ہو جاتی ہے بشرطیکہ اس نے حرام طریقہ پر شراب یا نشہ آور چیز کا استعمال کیا ہو، لیکن اگر بھنگ یا کسی دوا کے استعمال سے یا کسی حلال شئ کے استعمال سے نشہ طاری ہوا، یا شراب نوشی پر اسے مجبور کیا گیا، یا اس نے اپنے اختیار سے شراب پی جس کے نتیجہ میں دردسر لاحق ہوا اور دردسر کی وجہ سے اس کی عقل زائل ہوگئی تو ان صورتوں میں اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ ائمہ احناف کے نزدیک وقوع طلاق کی علت یہ ہے کہ یہاں پر عقل کا زوال ایک معصیت کی بنیاد پر ہوا ہے کہ اس نے ایک ممنوع اور حرام چیز کا استعمال کیا لہٰذا اس کی عقل کو بطور سزا اور زجر وتنبیہ باقی قرار دیا جائے گا۔ البتہ احناف میں سے امام کرخی اور امام طحاوی اس بات کے قائل ہیں کہ اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ اس کی عقل زائل

ہو چکی ہے لہٰذا اس کا حکم وہی ہوگا جو بھنگ اور دوا کے استعمال کی وجہ سے عقل کے زائل ہونے کا ہوتا ہے۔یہی بات ہدایہ میں کہی گئی ہے(ہدایہ ۲/۳۵۹)۔

شارح بخاری حافظ ابن حجرؒ نے امام طحاوی کا جواب نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ طحاوی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ فاقد العقل کی عقل کا زوال خواہ خود اس کے عمل سے ہو یا دوسرے کے عمل سے ہو اس کے احکام میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لئے کہ جو شخص نماز میں قیام کرنے سے عاجز ہو جائے خواہ یہ عاجزی کسی قدرتی آفت کے نتیجہ میں ہو یا خود اس کے کسی عمل سے ہو اس سے قیام کا فریضہ ساقط ہو جائے گا اور اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت حاصل ہو جائے گی، مثلاً اگر کوئی شخص اپنا پیر توڑ لے تو اس سے قیام کا فریضہ ساقط ہو جائے گا(فتح الباری ۹/۳۸۹)۔

علامہ شامی نے ''التحریر'' کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ طلاق سکران کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا نشہ حرام طریقے پر ہو تو اس کی تکلیف باطل نہ ہوگی (یعنی زوال عقل کو باوجود وہ شرعاً مکلّف قرار دیا جائے گا) اور اس پر تمام شرعی احکام لازم ہوں گے اور اس کی عبادت صحیح قرار دی جائے گی، لہٰذا اس کی طلاق، عتاق، بیع، اقرار، چھوٹے بچوں کا کفو میں نکاح کرانا، قرض دینا اور لینا سب شرعاً معتبر ہوگا اس لئے کہ عقل قائم ہے(حاشیہ ردالمختار، کتاب الطلاق ۴/۴۴۴)۔

علامہ کاسانی جمہور ائمہ احناف جو وقوع کے قائل ہیں ان کی دلیل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں وقوع طلاق کے سلسلے میں جو آیات ہیں مثلاً ''الطلاق مرتان'' إلى قوله (فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره'' (سورہ بقرہ:۲۲۹-۲۳۰)، ان میں سکران اور غیر سکران کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔اس کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح کی طرح سکران کی طلاق بھی واقع ہو، ہاں جسے کسی خاص دلیل کی بنیاد پر مستثنیٰ کیا گیا ہے اس کا یہ حکم نہ ہوگا، مثلاً حدیث میں بچے اور معتوہ کی طلاق کو غیر معتبر قرار دیا گیا ہے، اس لئے سکران اس آیت کے عموم میں داخل ہے اور دوسری دلیل وہی ہے جو پہلے مذکور ہوئی یعنی اس کی عقل کا زوال معصیت کی بنا پر ہے لہٰذا عقوبت کے طور پر اور معصیت کے ارتکاب سے باز رکھنے کے لئے اس

کی عقل کو باقی تصور کیا جائے گا، اسی بنا پر اگر وہ کسی پر تہمت لگائے یا کسی کو قتل کردے تو اس پر حد اور قصاص جاری ہوتے ہیں، جبکہ حدود و قصاص غیر عاقل شخص پر جاری نہیں ہوتے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی عقل باقی قرار دی گئی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بطور زجر کے زائل شدہ شیٔ پر تقدیراً قائم کا حکم لگایا جاتا ہے، جبکہ اس کا زوال معصیت کی بنیاد پر ہوا ہو، مثلاً اگر کوئی شخص اپنے مورث کو قتل کردے تو اسے میراث سے محروم کردیا جاتا ہے اور بطور سزا اور تنبیہ اس کے حق میں مورث کو زندہ فرض کرلیا جاتا ہے اور عدم وقوع کے قائلین کی طرف سے جو یہ کہا گیا تھا کہ سکران کے ارتداد کا شرعاً اعتبار نہیں ہے تو اس کی طلاق کا بدرجہ اولیٰ اعتبار نہیں ہونا چاہئے تو اس کا جواب یہ دیا کہ قیاس کا تقاضا تو یہی تھا کہ اس کا ارتداد بھی صحیح ہو، لیکن استحساناً اس کا اعتبار نہیں کیا گیا کہ سزاءً اور زجراً عقل کو وہاں باقی تصور کیا جائے گا جس کا وجود اکثر ہوتا ہو اور ارتداد کا وجود شاذ و نادر ہے، لہٰذا وہاں پر زجراً اسے باقی فرض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے (بدائع الصنائع ۴/۹۱-۱۷۹۰)۔

مالکیہ کا مذہب

امام مالک سکران کی طلاق کو واقع قرار دیتے ہیں، چنانچہ علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں:

''سکران پر کون سے احکام لازم ہوتے ہیں اور کون سے لازم نہیں ہوتے اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام مالک فرماتے ہیں کہ طلاق، عتق اور زخم اور قتل کا قصاص اس پر لازم ہوں گے اور نکاح اور بیع اس پر لازم نہیں ہوگی، امام ابوحنیفہ نے اس پر ہر چیز کو لازم کیا ہے اور لیث فرماتے ہیں کہ سکران سے جو اقوال صادر ہوں ان کا اعتبار نہیں ہے لہٰذا طلاق، عتق، نکاح، اور بیع اس پر لازم نہیں ہوں گے اور نہ قذف کی صورت میں اس پر حد لازم ہوگا، البتہ اس کے اعضاء و جوارح سے جو جرائم صادر ہوں وہ اس پر لازم ہوں گے لہٰذا شراب نوشی، قتل، زنا اور چوری کی صورت میں اس پر حدود و قصاص جاری ہوں گے۔

جہاں تک سکران کی طلاق کی بات ہے تو جمہور فقہاء اسے واقع قرار دیتے ہیں اور

ایک قوم عدم وقوع کی قائل ہے جن میں سے مزنی اور امام ابوحنیفہ کے بعض اصحاب میں اور ان کے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ سکران کا حکم مجنون جیسا ہو یا ان دونوں کے درمیان فرق ہے؟ تو جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ سکران اور مجنون دونوں برابر ہیں، اس لئے کہ دونوں کی عقل مفقود ہے اور تکلیف کی شرط عقل ہے، تو وہ فرماتے ہیں کہ اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اور جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ ان دونوں کے درمیان فرق ہے کہ سکران نے اپنے ارادہ سے اپنی عقل پر فساد داخل کیا ہے اور مجنون اس کے برخلاف ہے تو ایسے حضرات نے سکران کی طلاق کو لازم قرار دیا ہے اور یہ سزا اور تغلیظ کے باب سے ہے" (بدایۃ المجتہد ۸۲/۲)۔

اور المدونۃ الکبری میں ہے:

"قال ابن وهب: قال مالک: وبلغني عن سعيد بن المسيب وسليمان بن يسار أنهما سئلا عن السكران إذا طلق إمرأة أو قتل فقالا: إن قتل قتل وإن طلق جاز طلاقه" (المدونۃ ۲۹/۳)۔

ابن وہب فرماتے ہیں کہ امام مالک نے فرمایا کہ مجھے سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار کے بارے میں یہ خبر پہنچی کہ ان دونوں سے پوچھا گیا کہ اگر سکران اپنی بیوی کو طلاق دے یا کسی کو قتل کر دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو ان دونوں نے فرمایا کہ اگر وہ قتل کا مرتکب ہو تو اسے (قصاصاً) قتل کیا جائے گا اور اگر وہ طلاق دے تو اس کی طلاق جائز ہوگی۔

فقہائے مالکیہ کے نزدیک بھی طلاق سکران کا وقوع اتفاقی نہیں بلکہ ان کے درمیان بھی فقہائے حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کی طرح اختلاف ہے، البتہ مالکیہ کا مشہور قول وقوع ہی کا ہے، لیکن قول شاذ عدم وقوع کا بھی ہے اور محمد بن عبد الحکم مالکی اسے لازم قرار نہیں دیتے ہیں (عقد الجواہر الثمینہ ۱۶۱/۲)۔

شافعیہ کا مذہب

طلاق سکران کے سلسلہ میں امام شافعی کی طرف دونوں قول منسوب ہے، البتہ ان کا

راجح قول وقوع کا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی مشہور تصنیف ''کتاب الأم'' میں جوان کے جدید اقوال کا مجموعہ ہے، فرماتے ہیں کہ جس شخص نے شراب یا نبیذ پی اور اس پر نشہ طاری ہو گیا اور نشہ کی حالت میں اس نے طلاق دی تو اس پر طلاق لازم ہوگی اور تمام حدود (جرائم صادر ہونے کی صورت میں) اور فرائض لازم ہوں گے اور معصیت کی وجہ سے نہ اس سے کوئی فریضہ ساقط ہوگا اور نہ طلاق ساقط ہوگی۔ امام صاحب آگے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ سکران مغلوب العقل ہے جس طرح مریض اور مجنون مغلوب العقل ہیں تو جواب میں کہا جائے گا کہ مریض و مجنون اجر وثواب کے مستحق ہیں اور مرض ان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور شریعت کے نزدیک وہ زوال عقل کی وجہ سے مرفوع القلم ہیں اور سکران (نشہ خوری) کی وجہ سے گنہ گار ہے اور حد کا مستحق ہے اور وہ مرفوع القلم نہیں ہے لہٰذا جو سزا کا مستحق ہے اسے اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا جو اجر وثواب کا مستحق ہے اور مغلوب العقل سے نماز ساقط ہے اور سکران سے ساقط نہیں ہے (کتاب الام ۵/۲۳۵)۔

آگے امام صاحب نے تحریر فرمایا کہ اگر کسی نے بھنگ وغیرہ کا استعمال دواءً کیا اور اس کی عقل رخصت ہوگئی، پھر اس نے بیوی کو طلاق دی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی، گویا امام شافعی بھی احناف کی طرح سزاءً اس کی طلاق کو نافذ فرماتے ہیں۔

علامہ نووی اپنی مشہور تصنیف المجموع شرح المہذب میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے شراب یا نبیذ پی اور نشہ طاری ہو گیا اور نشہ کی حالت میں اس نے طلاق دی تو منصوص یہ ہے کہ اس کی طلاق واقع ہوگی اور مزنی نے نقل کیا ہے امام شافعی کا سکران کے ظہار کے بارے میں قدیم میں دو قول ہیں، تو ہمارے اصحاب میں سے کچھ حضرات نے فرمایا کہ اگر یہ ظہار کے بارے میں ثابت ہے تو اس کی طلاق کے بارے میں بھی دو قول ہوں گے، (ایک) یہ کہ واقع نہ ہوگی، ربیعہ، لیث، داؤد، ابوثور اور مزنی کا یہی مذہب ہے، اس لئے کہ اس کی عقل زائل ہوگئی لہٰذا وہ مجنون کے مشابہ ہو گیا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی طلاق واقع ہوگی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: '' اے

ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ'' تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نشہ کی حالت میں مخاطب کیا اس سے پتہ چلا کہ سکران مکلّف ہے اور حضرت عمرؓ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے صحابہ سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ لوگ شراب پینے میں حد سے آگے بڑھ گئے ہیں اور اس میں جو حد بطور سزا ہے اس کو معمولی سمجھ لیا ہے۔ تو تمہاری کیا رائے ہے؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر وہ شراب پیئے گا تو نشہ طاری ہوگا اور جب نشہ طاری ہوگا تو ہذیان وبکواس کرے گا اور جب بکواس کرے گا تو لوگوں پر جھوٹا الزام لگائے گا لہٰذا مفتری کی حد اس پر جاری ہونی چاہئے۔ اس واقعہ سے نتیجہ نکالتے ہوئے فرماتے ہیں اگر سکران کے کلام پر حکم شرعی مرتب نہ ہوتو اس کے ہذیان کی وجہ سے اس کی حد میں اضافہ نہ کیا جاتا اور ہمارے اکثر اصحاب نے فرمایا کہ اس کی طلاق واقع ہوگی اکثر اصحاب کا ایک ہی قول ہے اور اس کی دلیل مذکورہ بالا آیات اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اجماع ہے (المجموع شرح المہذب ۱۷/۶۲)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شوافع کا راجح اور مشہور قول وقوع کا ہے اور اس کی ایک دلیل قرآن کریم کی وہ آیت ہے جس میں نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور وجہ استدلال یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں اسے مخاطب کیا گیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شرعاً مکلّف ہے، جب مکلّف ہے تو اس کے تصرفات کا اعتبار رہوگا اور طلاق واقع ہوگی دوسرا وہ اجماع ہے جو حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں شرب خمر کی حد کے سلسلے میں ہوا اور سزا اسی کوڑے مقرر کی گئی، تو حضرت علیؓ کے فیصلے سے پتہ چلا کہ نشہ کی حالت میں ہذیان وافتراء کا اعتبار کیا گیا۔ اگر وہ مکلّف نہ سمجھا جاتا تو پھر سزا میں اضافہ کیوں کیا جاتا، آگے چل کر المجموع میں تیسری دلیل یہ دی گئی ہے اس کے نشہ کی حالت میں طلاق دینے کا پتہ اس کے قول سے چلے گا اور وہ حرام مشروب کے استعمال کی وجہ سے فاسق ہے، لہٰذا اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اس کی طلاق واقع کی جائے گی، اس قول کی بنیاد پر یہ طلاق ظاہر میں واقع ہوگی فیما بینہ وبین اللہ واقع نہیں ہوگی۔

چوتھی دلیل آگے یہ دی گئی ہے کہ اس پر طلاق کا وقوع تغلیظاً اور سزاءً ہے، لہٰذا ہر وہ عمل

واقع ہوگا جس میں تغلیظاً ہو جیسے طلاق، ارتداد، عتق اور موجب حد جرم اور جس میں تخفیف ہے وہ واقع نہ ہوگا جیسے نکاح، رجعت اور ہدیہ وغیرہ کا قبول کرنا۔

آگے صاحب المجموع نے نقل کیا ہے کہ عمرانی شافعی فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کوئی دوا استعمال کی یا شراب اور نبیذ کے علاوہ ضرورتاً کوئی اور مشروب استعمال کیا اور نشہ طاری ہوگیا تو اس کا حکم مجنون جیسا ہے یعنی اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی۔

حنابلہ کا مذہب

امام احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب سے طلاق سکران کے سلسلہ میں دونوں اقوال منقول ہیں، علامہ ابن قدامہ حنبلی المغنی میں فرماتے ہیں کہ ایک قول وقوع کا ہے جسے ابوبکر خلال اور قاضی نے اختیار کیا ہے اور اس کی دلیل حضرت علیؓ کی یہ حدیث ہے "**كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه**" اور دوسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ نے حد کے معاملہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے اس لئے اس کی طلاق کا حکم بھی صحت مند جیسا ہوگا، اس لئے شرعاً وہ مکلّف ہے اور مکلّف کی طلاق واقع ہوتی ہے اور اس کے مکلّف ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس پر حد سرقہ اور قتل کے بدلے قصاص جاری ہوتا ہے اس لئے اس کا حکم مجنون جیسا نہیں ہوگا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اس قول کو ابوبکر عبدالعزیز نے اختیار کیا ہے اور یہی حضرت عثمانؓ، عمر بن عبدالعزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحییٰ انصاری وغیرہ کا مذہب ہے۔ ابن المنذر فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ سے یہ ثابت ہے اور ہم نہیں جانتے کہ صحابہ میں سے کسی نے ان سے اختلاف کیا ہے، امام احمد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ والی حدیث اس مسئلہ میں سب سے اونچی چیز ہے اور وہ حضرت علیؓ کی مذکورہ بالا حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور عقلی دلیل یہ ہے کہ زوال عقل کی وجہ سے وہ مجنون اور نائم کے مشابہ ہے اور وہ مفقود الارادہ ہونے کی وجہ سے مکرہ کے مشابہ ہے اور اس لئے کہ عقل شرط تکلیف ہے، اس لئے کہ تکلیف کا مطلب امر و نہی

کے ذریعہ مخاطب کیا جاتا ہے اور یہ خطاب کسی ایسے شخص کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتا جو اسے سمجھ ہی نہیں سکتا ہو اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ شرط کا زوال کسی معصیت کی بنا پر ہو یا کسی اور سبب کی بنا پر، اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا پیر توڑ لے تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہو جاتا ہے اور اگر کوئی حاملہ عورت اپنے پیٹ پر ضرب لگا کر حمل ساقط کر لے جس کے نتیجہ میں اسے نفاس آجائے تو اس سے نماز ساقط ہو جائے گی اور اگر کوئی شخص اپنے سر پر ضرب لگائے اور اس کے نتیجہ میں وہ مجنون ہو جائے تو تکلیف اس سے ساقط ہو جائے گی، آگے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ والی حدیث ثابت نہیں ہے اور جہاں تک سکران کے قتل اور چوری کا مسئلہ ہے تو اس میں بھی مسئلہ طلاق ہی کی طرح اختلاف ہے، یعنی سکران کے قتل اور سرقہ کی وجہ سے اس پر حد سرقہ اور قصاص کا جاری ہونا متفق علیہ نہیں ہے بلکہ اس میں اختلاف ہے، جو لوگ اس کی طلاق کو واقع کرتے ہیں وہ اس پر حد و قصاص کے جاری ہونے کے قائل ہیں اور جو حضرات اس کی طلاق کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک غیر مکلّف ہونے کی وجہ سے اس کے سرقہ اور قتل پر بھی حد و قصاص جاری نہ ہوگا (المغنی لابن قدامہ ۷ / ۱۱۴-۱۱۶)۔

مذہب حنبلی کی نہایت معتبر کتاب ''الانصاف'' میں بھی امام احمد بن حنبل کی طرف دونوں قول منسوب ہیں، پہلا وقوع کا اور دوسرا عدم وقوع کا اور دوسرے قول کو ان کا آخری قول اور راجح قول قرار دیا گیا ہے اور زرکشی نے دلائل کے اعتبار سے اسے اظہر قرار دیا ہے۔

جس شخص کی عقل کسی ایسے سبب سے زائل ہوئی ہو جس میں وہ معذور ہو جیسے کہ مجنون اور خوابیدہ انسان اور بے ہوش اور مبرسم (ایک قسم کا مجنون) تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر عقل کا زوال کسی ایسے سبب سے ہے جس میں وہ معذور نہیں ہے، مثلاً سکران تو اس کی طلاق کے صحیح ہونے کے سلسلہ میں دو روایتیں ہیں: ایک یہ ہے کہ واقع ہوگی اور دوسری یہ ہے کہ نہیں واقع ہوگی۔ زرکشی کہتے ہیں کہ یہ بات مخفی نہیں کہ اس دوسری روایت کے دلائل زیادہ ظاہر ہیں اور اسی بنا پر کہا گیا کہ یہ آخری روایت ہے (الانصاف للمرداوی ۸ / ۴۳۲-۴۳۴)۔

متاخرین حنابلہ کے نزدیک عدم وقوع ہی کا قول زیادہ مشہور اور راجح ہے خصوصاً علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن القیم نے اسی کو ترجیح دی ہے اور وقوع طلاق کے قائلین کے تمام دلائل کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔

فریقین کے دلائل کا جائزہ

میں نے پہلے ذکر کیا کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے منصوص علیہ نہیں ہے۔ قرآن وحدیث میں اس سلسلہ میں کوئی نص وارد نہیں ہے۔ اسی بنا پر صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین نے اجتہاد کے ذریعہ نظائر وشواہد پر قیاس کر کے اس کا حکم دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن فقہاء نے سے فاقد العقل اور مجنون کے مشابہ سمجھا انہوں نے اسے غیر مکلّف قرار دے کر اس کی طلاق کو واقع نہیں کیا اور جن حضرات نے یہ دیکھا کہ زوال عقل کا سبب معصیت ہے انہوں نے حقیقتاً زوال عقل کے باوجود اسے تقدیراً اس کی عقل کو موجود فرض کر کے اسے صحت مند اور مکلّف قرار دے کر اس کی طلاق کا اعتبار کیا۔ وقوع طلاق کے قائلین نے قرآن کریم کی آیت "**لاتقربوا الصلاۃ وأنتم سکاری**" سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ سکران کے مکلّف ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حالت نشہ میں اللہ تعالیٰ نے ان سے خطاب کیا اور نماز کے قریب نہ جانے کی تلقین کی۔ تکلیف کا مطلب یہ ہے کہ امر ونہی کے ذریعہ خطاب کیا جائے سب سے اہم محور طلاق سکران کے سلسلہ میں یہی ہے، لیکن دونوں فریق کے دلائل پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ جن حضرات نے سکران کو مجنون کی طرح فاقد العقل اور غیر مکلّف قرار دیا ہے ان کی رائے زیادہ قوی اور راجح ہے۔ سکران کی عقل زائل ہو جاتی ہے اور وہ خیر وشر کی تمیز کھو بیٹھتا ہے، یہ بات خود قرآن کریم کی صراحت سے معلوم ہوتی ہے، ارشاد فرمایا گیا کہ "اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت ہو یہاں تک کہ تم جاننے لگو کہ کیا کہہ رہے ہو"۔ اس سے پتہ چلا کہ نشہ والا آدمی وہ ہے جسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کیا بول رہا ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ نشہ کی حالت میں مغرب کی نماز

میں ایک صحابی نے "لا أعبد ماتعبدون" کے بجائے "أعبد ماتعبدون" پڑھ دیا تھا۔ظاہر ہے کہ یہ ایک کفریہ اور شرکیہ کلام ہے اگر انسان میں عقل و تمیز ہوتو وہ ایسی بات کیوں کر کہہ سکتا ہے؟ قرآن کریم کی اسی تصریح سے یہ بات بھی عیاں ہوجاتی ہے کہ جن حضرات نے سکر کی تعریف زوال عقل سے کی ہے وہ اصح اور قرآن کی تعبیر و بیان اور منشا و مراد سے ہم آہنگ ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

"السکر سرور یزیل العقل فلا یعرف به السماء من الأرض، وقالا: بل یغلب علی العقل فیهذی في کلامه، قال في البحر: والمعتمد في المذهب الأول" (حاشیہ رد المحتار کتاب الطلاق: ۲/ ۵۸۲)۔

(سکر وہ سرور ہے جو عقل کو زائل کر دیتا ہے جس کی وجہ سے آدمی آسمان و زمین کے درمیان تمیز نہیں کرسکتا اور صاحبین فرماتے ہیں کہ عقل مغلوب ہوجاتی ہے اور وہ ہذیان بکنے لگتا ہے، صاحب البحر الرائق فرماتے ہیں کہ پہلا قول مذہب میں قابل اعتماد ہے)۔

جہاں تک سکران کے مکلّف اور آیت مذکورہ بالا کا مخاطب ہونے کی بات ہے تو یہ صحیح معلوم نہیں ہوتی اور عدم وقوع کے قائلین کی طرف سے اس کا اطمینان بخش جواب دیا گیا ہے۔ یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نشہ کی حالت میں کسی انسان کو امر و نہی کے ساتھ خطاب کرے اور احکام کا مکلّف بنائے، یہ بات اصولی طور پر تسلیم شدہ ہے کہ تکلیف کے لئے عقل شرط ہے جو شخص بات سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں ہے اور بات سمجھنا تو درکنار خود اپنی کہی ہوئی بات کو نہیں سمجھ رہا ہے۔ اس سے ایک باشعور انسان بات کرنا گوارا نہیں کرے گا، چہ جائیکہ اس حال میں اسے ہدایات دی جائیں، جب ایک عقل مند انسان سے اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا تو اللہ رب العزت کی ذات تو اس سے بہت بلند و برتر ہے کہ وہ ایسے مدہوش اور فاقد العقل انسان کو امر و نہی کے ساتھ خطاب کرے۔ ایک ہوش و حواس کھوئے ہوئے انسان کو فاقد العقل جانتے ہوئے اگر کوئی اس سے خطاب کرے تو اس آدمی کے فاقد العقل ہونے کا فیصلہ تو بعد میں ہوگا خطاب کرنے

والے کے فاقد العقل ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ جائے گا۔

کسی آیت کا منشا و مفہوم اس کے زمانہ نزول، شان نزول اور سیاق وسباق سے متعین ہوتا ہے۔اس آیت کے شان نزول میں مفسرین نے جو واقعہ ذکر کیا ہے وہ درج ذیل ہے:

"إن جماعة من أفاضل الصحابة صنع لهم عبد الرحمن بن عوف طعاما وشراباً حين كانت الخمر مباحة، فأكلوا و شربوا، فلما ثملوا جاء وقت صلاة المغرب فقدموا أحدهم ليصلي بهم فقرأ: أعبد ما تعبدون وأنتم عابدون ما أعبد، فنزلت هذه الآية، فكانوا لا يشربون في أوقات الصلوات، فإذا صلوا العشاء شربوها، فلا يصبحون إلا وقد ذهب عنهم السكر وعلموا ما يقولون، ثم نزل تحريمها على الإطلاق في سورة المائدة" (التفسیر الکبیر للإمام الرازی ۱۰/۸۷)۔

(حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اکابر صحابہ کی ایک جماعت کے لئے کھانے پینے کا نظم کیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب شراب مباح تھی، چنانچہ ان حضرات نے کھانا کھایا اور شراب پی، جب ان پر نشہ طاری ہوا تو مغرب کی نماز کا وقت آ گیا تو انہوں نے اپنے میں سے ایک کو آگے بڑھایا، نماز میں انہوں نے (سورۃ الکافرون کی تلاوت کی) اور "لا أعبد ماتعبدون" کے بجائے "أعبد ماتعبدون وأنتم عابدون ماأعبد" پڑھ دیا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اس کے بعد ان کی حالت یہ ہوگئی کہ وہ نماز کے اوقات میں شراب نہیں پیتے تھے۔نماز عشاء کے بعد پی کر سو جاتے تھے اور صبح ہوتی تو نشہ اتر جاتا پھر وہ جو کچھ بولتے تھے اسے سمجھنے لگتے تھے، اس کے بعد سورہ مائدہ میں علی الاطلاق شراب کی حرمت نازل ہوئی)۔

یہ آیت شراب کی قطعی حرمت کے نزول سے قبل کی ہے، اس میں گویا اہل ایمان کو شراب سے بچنے کی ترغیب ہے کہ جب شراب ایسی بری چیز ہے کہ اس کے پینے کے بعد آدمی نماز کے لائق نہیں رہتا تو پھر اس سے بچنا ہی بہتر ہے، چنانچہ اس کے بعد کچھ صحابہ نے شراب نوشی چھوڑ دی، یا اس میں یہ ہدایت اور تنبیہ ہے کہ اگر پینا ہی ہو تو نماز کے اوقات میں مت پیو، اوقات

نماز کی رعایت کرکے پیو، چنانچہ صحابہ نے اس پر اس طرح عمل کیا کہ جسے پینا ہوتا وہ عشاء کی نماز کے بعد پیتا کہ صبح تک نشہ اتر جاتا اور نماز کی ادائیگی کے قابل ہو جاتا۔

امام فخر الدین رازی نے اس کی ایک اور تفسیر کی ہے جو امام شافعی کا اختیار کردہ ہے، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہ وتابعین کا بھی وہی قول ہے اور وہ یہ ہے کہ "**لاتقربوا الصلوٰۃ**" میں صلاۃ سے قبل مضاف محذوف ہے یعنی "**لاتقربوا مواضع الصلاۃ**" یعنی نشہ کی حالت میں مسجد کے قریب مت جاؤ) گویا یہ نشہ کی حالت میں مسجد جانے کی ممانعت ہے، امام رازی فرماتے ہیں کہ نماز پر مسجد کا اطلاق کرنے کا احتمال ہے، سورۂ حج میں بھی جہاں جہاد کی اجازت منقول ہے وہیں اس کی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اگر طاقت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعہ دفع نہ کرتا تو کلیسے، گرجے، اور نماز کی جگہیں منہدم کردی جائیں۔

"**ولولا دفع اللّٰہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوٰات**" (سورہ حج: ۴۰) فرماتے ہیں کہ یہاں پر صلوات سے مراد مواضع الصلوٰات، نماز پڑھنے کی جگہیں یعنی مسجدیں ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ لفظ صلاۃ بول کر مسجد مراد لینا درست ہے، اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں مسجد سے قریب مت ہو اور نہ جنابت کی حالت میں مسجد سے قریب ہو الا یہ کہ راستہ سے گزرنا ہو، گویا اس آیت میں سکران اور جنبی کو مسجد جانے سے روکا گیا ہے (التفسیر الکبیر سورۃ النساء: ۴۳)۔

اس تفسیر کی رو سے سکران کے لئے مسجد جانے کی ممانعت ہے اس لئے کہ مسجد نماز، عبادت اور ذکر وتلاوت کی جگہ ہے، جسے ہر قسم کے شور وہنگامہ سے پاک ہونا چاہئے تاکہ نمازیوں کی نماز وعبادت اور خشوع وخضوع میں کوئی خلل واقع نہ ہو، اسی بنا پر حدیث میں مسجد کو بچوں اور مجنونوں سے بھی بچانے کا حکم دیا گیا ہے، چونکہ یہ لوگ غیر مکلّف اور مرفوع القلم ہیں تو غلط حرکت کرسکتے ہیں۔ بچے اور مجنون ہی کے مشابہ سکران بھی ہے کہ نشہ کی حالت میں مسجد جائے گا تو بکے گا اور لوگوں کی نماز وعبادت میں خلل واقع ہوگا۔ اس صورت میں گویا یہ مسلم سماج کے افراد سے

خطاب ہے کہ ایسے لوگوں کو مسجد نہ آنے دیں اس سے تو یہ اشارہ ملتا ہے کہ سکران بچوں اور مجنون کے مشابہ ہے اس لحاظ سے طلاق کے معاملہ میں بھی ان کا حکم بچے اور مجنون جیسا ہونا چاہئے کہ وہ فاقد العقل ہونے کی وجہ سے غیر مکلّف ہے، علامہ نووی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے وقوع کے قائلین کے اس استدلال کا مدلل جواب دیا ہے کہ اس آیت میں نشہ کی حالت میں سکران سے خطاب کیا گیا ہے، علامہ نووی لکھتے ہیں:

''ہم نے ذکر کیا کہ جو حضرات سکران کی طلاق کے وقوع کے قائل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے قول ''لاتقربو الصلوٰة وأنتم سکاری'' (سورہ نساء:۴۳) سے تکلیف کے مفہوم پر استدلال کرتے ہیں اور اس کا جواب یہ ہے کہ آیت میں نہی اس اصل نشہ سے ہے جو نماز کے قریب ہونے سے مانع ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ اس جماعت کو روکنا ہے جو خطاب کو سمجھتی ہے اور نیز آیت کے اخیر میں اللہ تعالیٰ کا ''حتی تعلموا ما تقولون'' (سورہ نساء:۴۳) فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ سکران ایسی بات بولتا ہے جسے سمجھتا نہیں اور جس شخص کی یہ کیفیت ہو وہ مکلّف کیوں کر ہوسکتا ہے، جبکہ وہ سمجھ نہیں رہا ہے اور سمجھنا تکلیف کے لئے شرط ہے جیسا کہ اصول میں یہ بات ثابت شدہ ہے'' (المجموع شرح المہذب ۱۷/ ۶۳)۔

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

''وقوع کے قائلین کا تیسرا ماخذ یہ ہے کہ اس پر تکلیف کا حکم جاری ہے، وہ نہ اس مجنون کی طرح ہے جو مرفوع القلم ہے اور نہ خوابیدہ انسان کی طرح ہے اور یہ بات بھی ضعیف ہے۔ اس لئے کہ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں اس کی طرف امر و نہی کا خطاب متوجہ ہے تو یہ باطل ہے اس لئے کہ جو شخص عقل نہ رکھتا ہو، خطاب کو نہ سمجھتا ہو، وہ کسی قانون وغیرہ کو نہ جانتا ہو اسے کس طرح حکم دیا جائے گا اور روکا جائے گا۔ بلکہ شرعی اور عقلی دونوں کے دلائل سے اس کی نفی ہوتی ہے کہ اس جیسا آدمی مخاطب کیا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کے قول ''لاتقربوا الصلاة وأنتم سکاری'' (سورہ نساء:۴۳) میں انہیں اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ ایسی نشہ آور چیز کا استعمال

کریں جس کے سبب ان کی نماز فوت ہو جائے، یا یہ کہ انہیں نماز کے بالکل قریب وقت میں پینے سے روکا گیا ہے یا یہ نہی اس آدمی کے لئے ہے جس میں نشہ کی ابتدائی علامت ظاہر ہو رہی ہو، لیکن نشہ کی حالت میں تو کسی حال میں اسے خطاب نہیں کیا جا سکتا" (مجموع فتاوی شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ ۳۳/۱۰۵-۱۰۶)۔

یہ کہنا کہ چونکہ اس کی عقل کا زوال معصیت کی سبب سے ہوا ہے اس لئے اسے تقدیراً باقی تصور کیا جائے گا اور شریعت کا خطاب حسب سابق علی حالہ اس کی طرف متوجہ رہے گا یعنی زوال عقل کے باوجود معصیت کی وجہ سے شریعت کی نظر میں وہ عاقل ہے، مجنون اور معتوہ کی عقل کا زوال چونکہ قدرتی آفت کے نتیجہ میں ہے اور غیر اختیاری ہے اور سکران کی عقل کا زوال اختیاری اور ایک فعل ممنوع کے ارتکاب کے نتیجے میں ہے، اس لئے دونوں کے حکم میں فرق ہوگا۔ مجنون ومعتوہ کی طرح اس سے شریعت کا خطاب ساقط نہیں ہوگا، یہ بھی ایک غیر معقول بات ہے خطاب کے ساقط ہونے کی علت زوال عقل ہے، اور خطاب کے متوجہ ہونے کی شرط قیام عقل ہے، اختیاری اور غیر اختیاری کی وجہ سے شریعت کے احکام میں فرق نہیں پڑ سکتا، عدم وقوع کے قائلین کی طرف سے اس کی بہت سی مثالیں دی گئیں جن کا قائلین وقوع کے پاس کوئی جواب نہیں ہے، کوئی بھی شریعت اور قانون حقائق سے چشم پوشی نہیں کر سکتا، بھلا جو شخص فاقد العقل ہے اسے عاقل کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اسے عاقل اور مکلف قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس سے عین بے ہوشی کی حالت میں جب وہ عقل وتمیز کھو بیٹھا ہے اور کوئی بات نہیں سمجھ رہا ہے اس حالت میں اس سے مخاطب ہو کر کہیں کہ چونکہ تم نے شراب پی کر اپنی عقل زائل کی ہے اس لئے ہم تمہیں سزاءً عاقل ہی سمجھیں گے اور احکام شرع کا مکلف بنائیں گے یہ تو تکلیف مالا یطاق ہے۔ جو خطاب کو سمجھنے ہی کا متحمل نہیں ہے اسے خطاب کیسے کیا جا سکتا ہے۔ "**لا یکلف اللہ نفساً إلا وسعھا**" (سورہ بقرہ: ۲۸۶) اللہ کی بنائی ہوئی شریعت حقائق کا انکار نہیں کر سکتی، سکران فاقد العقل ہے یہ مان کر چلنا ہوگا خواہ اس کی عقل کا زوال اختیاری سبب سے ہو یا غیر اختیاری، نفاس کی

حالت میں عورت سے نماز روزہ ساقط ہے خواہ یہ نفاس طبعی اور غیر اختیاری ہو یا بارادہ خود اسقاط حمل کرنے کے نتیجہ میں اختیاری ہو، جبکہ پہلی عورت اس حال میں اجر وثواب کی مستحق ہے حتی کہ اگر وفات ہو جائے تو شہید کے حکم میں ہے جبکہ دوسری عورت نافرمان اور ملعون ہے، کیا اس مسئلہ میں اختیاری یا غیر اختیاری فعل کے فرق کے نتیجہ میں صوم وصلاۃ کے خطاب کے ساقط ہونے میں کوئی فرق ہے، علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

"ولا خلاف بينكم فيمن تردى ليقتل نفسه عاصيا لله فسلمت نفسه إلا أنه سقط على رأسه ففسد عقله وفيمن حارب وأفسد الطريق فضرب في رأسه ففسد عقله أنه لا يلزمه شيئ مما يلزمه الأصحاء وهو الذي أدخل على نفسه الجنون بأعظم المعاصي" (المحلی ۱۱/۵۳۵)۔

(آپ لوگوں کے درمیان اس شخص کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے خودکشی کے ارادے سے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرالے اور وہ سلامت رہ جائے، لیکن سر کے بل گرنے کی وجہ سے اس کی عقل رخصت ہو جائے اور اس شخص کے بارے میں جو ڈاکہ زنی کرے اور اس کے نتیجہ میں اس کے سر پر ایسی چوٹ لگے جس سے دماغی توازن بگڑ جائے کہ ان دونوں اشخاص وہ احکام جاری نہیں ہوں گے جو صحت مند اور صاحب عقل لوگوں پر جاری ہوتے ہیں (یعنی شریعت کے احکام کا وہ مکلف باقی نہیں رہے گا اس میں کسی کا اختلاف نہ ہوگا) حالانکہ اس نے عظیم ترین جرم کے ارتکاب سے اپنے اوپر جنون لاحق کیا ہے)۔

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"أن جميع الأقوال والعقود مشروطة بوجود التمييز والعقل، فمن لا تمييز له ولا عقل ليس بكلامه في الشرع اعتبار أصلاً ...... فإذا كان القلب قد زال عقله الذي به يتكلم ويتصرف فكيف يجوز أن يجعل له أمر ونهي، أو إثبات ملك أو إزالته، وهذا معلوم بالعقل، مع تقرير الشارع له" (مجموع فتاوی شیخ

الإسلام: ۳۳ / ۱۰۷)۔

(تمام اقوال اور عقود وتصرفات عقل وتمیز کے ساتھ مشروط ہیں، تو جو شخص عقل وتمیز نہیں رکھتا شریعت میں اس کے کلام کا کوئی اعتبار نہیں ہے، پس اگر قلب کی وہ عقل زائل ہو جائے جس کے ذریعہ انسان بات چیت اور تصرف کرتا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے لئے امر ونہی کا خطاب ہو یا کسی ملک کا اثبات یا ازالہ ہو اور یہ بات عقل کے ذریعہ معلوم ہے اور شارع نے اسے برقرار رکھا ہے)۔

بہر حال عقل ونقل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نشہ کی حالت میں آدمی عقل وخرد کھو بیٹھنے کی وجہ سے مجنون کے مشابہ ہو جاتا ہے، اختیاری اور غیر اختیاری فعل کا اثر احکام شرع پر اثر انداز نہیں ہوتا، اس لئے سکران کو مجنون ومعتوہ اور صبی کے ساتھ لاحق کرنا مناسب ہے، اسی بنا پر اس کے ارتداد کا اعتبار نہیں ہوتا اور سکران پر حدود وقصاص اور دیگر تصرفات کے نفاذ کا مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے، کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ اس پر حدود وقصاص جاری ہوں گے یہ حکم بھی فقہاء نے اجتہاد ہی سے صادر کیا ہے، اس لئے اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے اور یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ اس پر حدود وقصاص کا بھی نفاذ نہ ہو، چونکہ شبہات کی بنیاد پر حدود کو ساقط کرنے کا حکم ہے اور اس کی حالت مجنون کے مشابہ ہے، اس لئے اس میں بھی مجنون کا حکم ہونا چاہئے، علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

"والحكم في عتقه ونذره وبيعه وشرائه وردته وإقراره وقتله وقذفه وسرقته كالحكم في طلاقه لأن المعنى في الجميع واحد" (المغنی ۷ / ۱۱۶)۔

(سکران کے عتق، نذر، بیع وشراء، ارتداد، اقرار، قتل، قذف اور چوری کا وہی حکم ہے جو اس کی طلاق کا ہے، اس لئے کہ سبب سب کا ایک ہی ہے)۔

سکران کے مکلف ہونے کی ایک دلیل یہ بھی دی گئی ہے کہ اس کو نماز کی قضا کا حکم دیا جاتا ہے، ابن المنذر نے اس کا جواب یہ دیا کہ خوابیدہ انسان غیر مکلف اور مرفوع القلم ہے اس

بنا پر اس حال میں اگر وہ طلاق دے تو اس کا اعتبار نہیں، لیکن بیدار ہونے کے بعد اسے قضا نمازوں کی ادائیگی کا حکم دیا جاتا ہے، تو قضا کے حکم سے جس طرح نائم کا مکلف ہونا لازم نہیں آتا اسی طرح سکران کا مکلّف ہونا بھی لازم نہیں آتا (حوالہ سابق)، یہ بھی دلیل دی گئی ہے کہ سکران کو مکلّف کیسے قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس سے تکلیف کو ساقط کیا ہے اور نماز کے قریب بھی نہ جانے کا حکم دیا ہے۔

زجر و تعزیر کے طور پر وقوع طلاق کا حکم موجودہ حالات کے مناسب نہیں ہے، جیسا کہ سوالنامہ میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ موجودہ حالات میں ہندوستان جیسے ملک میں شوہر کم اور بیوی بچے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ شوہر کو آسانی سے دوسرا رشتہ مل جاتا ہے جبکہ بیوی بچوں کو سنگین مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے یہ سزا شوہر کے لئے موجودہ حالات میں زاجر نہیں ہے اور قرآن کریم کی رو سے ایک شخص کے جرم کی سزا دوسرے کو نہیں دی جاسکتی و لا تزر وازرة وزر أخرى پھر یہ کہ عرف و عادت اور ظروف و احوال اور زمان و مکان کی تبدیلی سے تعزیر میں بھی فرق آتا ہے، عین ممکن ہے ایک چیز ایک ملک اور ایک زمانہ کے لئے تعزیر ہو اور دوسرے ملک اور دوسرے زمانہ میں وہ تعزیر کے بجائے تعظیم و اکرام شمار کیا جائے، جیسا کہ فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے اور مثالیں دی ہیں، اس لئے ممکن ہے کہ جن حالات میں فقہاء نے تعزیرا طلاق کا حکم دیا ان میں وہ واقعتاً تعزیر تھا، لیکن موجودہ حالت میں وہ زاجر باقی نہیں رہا، اس لئے بھی اسے تبدیل ہونا چاہئے۔ جبکہ شرب خمر کی سزا مستقلاً شریعت میں موجود ہے۔

اور یہ کہنا کہ اسباب پر احکام مرتب ہوتے ہیں لہٰذا طلاق کا سبب تطلیق ہے تو جب سکران کی طرف سے تطلیق پائی گئی تو اس پر حکم شرعی یعنی وقوع طلاق مرتب ہونا چاہئے، علامہ نووی نے اس کا جواب نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس کا سبب مطلقاً لفظ طلاق کے تلفظ کو قرار دیا جائے تو پھر ہر حلال شی میں تلفظ پر طلاق واقع ہونی چاہئے، خواہ اس سکر کا سبب حلال ہو یا حرام اور خواہ اس کا تلفظ سکران کرے یا مجنون و صبی اور نائم جبکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور اگر یہ کہا جائے

کہ اس شخص کا طلاق واقع کرنا معتبر ہے جو عاقل ہو اور اپنی بات کو سمجھنے والا ہو تو پھر سکران ایسا نہیں ہے لہٰذا اس کی طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے (المجموع شرح المہذب: ۱۷/ ۶۴)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے سکران کے تصرفات کے صحیح نہ ہونے کی ایک دلیل یہ دی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ماعزؓ کے منہ سونگھنے کا حکم دیا تھا جبکہ انہوں نے زنا کا اقرار کیا، یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کے منہ سے شراب کی بو آتی تو رسول اللہ ﷺ ان پر حد جاری نہ فرماتے، اس سے پتہ چلا کہ سکران کے اقرار و دیگر تصرفات کا شرعاً اعتبار نہیں کہ وہ غیر مکلّف ہے (مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ۳۴/ ۱۰۶)۔

امام ابوحنیفہ کے علاوہ دیگر فقہائے احناف صاحبین وغیرہ نے سکر کی جو تعریف کی ہے اس سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ نشہ کی آخری حالت زوال عقل سے قبل کی حالت کا اعتبار کرتے ہیں اور اس حالت کی طلاق کو واقع قرار دیتے ہیں جبکہ اس کے ہوش وحواس بالکلیہ ختم نہیں ہوتے، علامہ شامی لکھتے ہیں:

"لأن السكران في العرف من اختلاف جده بهزله فلا يستقر على شيء، ومال أكثر المشائخ إلى قولهما، وهو قول الأئمة الثلاثة، واختاروه للفتوىٰ لأنه المتعارف" (حاشیہ رد المحتار کتاب الطلاق ۴/ ۴۴۴، طبع بیروت)۔

(اس لئے کہ عرف میں سکران وہ کہلاتا ہے جس کی سنجیدہ بات مزاق کے ساتھ گڈمڈ ہوگئی ہو اور وہ کسی بات پر برقرار نہ رہتا ہو اور اکثر مشائخ صاحبین کے قول کی طرف مائل ہیں اور یہ ائمہ ثلاثہ (مالک، شافعی اور احمد) کا بھی قول ہے اور انہوں نے فتویٰ کے لئے اسی کو اختیار کیا ہے اس لئے کہ وہ متعارف ہے)۔

اس تعریف کی رو سے جبکہ عقل بالکلیہ زائل نہ ہو بلکہ عقل مغلوب ہو جائے اور بکواس کرنے لگے، صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وقوع طلاق کا حکم ہے اس صورت میں ظاہر یہی ہے کہ یہ کیفیت قرآن میں حتی تعلموا ما تقولون کی ہے، اس لئے جب بالکلیہ عقل وہوش

کا فقدان نہ ہوتو اس حالت میں وقوع طلاق کا حکم ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر اس سے پوچھا جائے اور وہ بتلا دے کہ ہمیں طلاق دینا یاد ہے تو پھر یہ وہ کیفیت نہیں ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے، اس صورت میں طلاق واقع ہونی چاہئے، البتہ جب عقل وشعور کا بالکلیہ فقدان ہو جائے تو اس حالت کی طلاق کے واقع ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ اور بعض دیگر فقہاء کے کلام سے واضح ہوتا ہے، چنانچہ فقہ مالکی کی مشہور کتاب "**عقد الجواهر الثمينة في مذهب عالم المدينة**" میں اس اختلاف ائمہ کی یہی توجیہ کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ اختلاف اس سکران کے بارے میں ہے جس کی عقل پوری طرح زائل نہیں ہوتی ہو کچھ باقی ہو لیکن وہ سکران جو زوال عقل کے باعث آسمان وزمین اور مرد وزن کے درمیان تمیز نہ کر سکے اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ تمام افعال واحوال میں اس کا حکم مجنون جیسا ہے۔ فيما بينه وبين الله بھی اور فيما بينه وبين الناس بھی (عقد الجواہر الثمینہ ۲/۱۶۱)۔

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں سوالنامہ کے اخیر میں درج دونوں سوالات کا جواب درج ذیل ہے۔

۱- معاشرہ کی حالت کی جو عکاسی اور احکام شرعی کے بارے میں سوالنامہ میں جو تفصیلات درج ہیں ان سے یہ عاجز سو فیصد متفق ہے۔

۲- مقاصد شرع کی رعایت اور مدارج احکام پر نظر رکھتے ہوئے اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ آج کے حالات میں سکران کی طلاق کو غیر نافذ قرار دیا جائے اور اس کا فتویٰ دیا جائے، یہ خروج عن المذہب نہیں ہے۔

☆☆☆

طلاق سکران ائمہ وفقہاء کی آراء کی روشنی میں

مفتی حبیب اللہ القاسمی ☆

کتب فقہ وفتاویٰ کے تتبع وجستجو کے بعد طلاق سکران کے وقوع وعدم وقوع کے بارے میں دو طرح کی رائیں سامنے آتی ہیں، اکثر صحابہ کرام ائمہ اور فقہاء حالت نشہ کی طلاق کے وقوع کے قائل ہیں، جب کہ بعض حضرات سکران کی طلاق کو واقع نہیں مانتے۔

قائلین عدم وقوع

حضرت عثمان غنیؓ، امام شافعی (ایک قول کے مطابق) حنفیہ میں سے امام طحاوی، امام کرخی، محمد بن مسلمہ۔

قائلین عدم وقوع کے دلائل

تمام کتب فقہیہ میں قائلین عدم وقوع کی جانب سے صرف ایک دلیل مذکور ہے اور وہ ''زوال عقل'' ہے یعنی نشہ آور چیز کے پینے سے جب اس کی عقل زائل ہوگئی تو وہ غیر عاقل کے حکم میں ہوگیا، خواہ مباح چیز کے پینے سے نشہ آیا ہو یا کسی حرام چیز کے پینے سے اور وقوع طلاق کے لئے عقل کا صحیح سالم ہونا متفقہ طور پر ضروری ہے، کیونکہ طلاق دینا ایک طرح کا تصرف ہے اور غیر عاقل کا تصرف جائز نہیں ہے، جیسا کہ مجنون اور غیر عاقل بچے کی طلاق باتفاق ائمہ واقع نہیں ہوتی، اس کی علت صرف عدم عقل ہے، اسی طرح یہاں بھی جب نشہ کی وجہ سے عقل زائل ہوگئی تو

☆ بانی ومہتمم دار العلوم مہذب پور، اعظم گڑھ۔

وہ غیر عاقل کے حکم میں ہو گیا اور غیر عاقل کی طلاق واقع نہیں ہوتی (بدائع الصنائع ۳/ ۹۹ ہدایہ ۲/ ۳۳۸، بدائع الصنائع ۳/ ۹۹ ہدایہ ۲/ ۳۳۸)۔

مذکورہ بالا ائمہ وفقہاء کے علاوہ تقریباً سبھی حضرات طلاق سکران کے وقوع کے قائل ہیں۔

قائلین وقوع کے دلائل

کتب فقہیہ میں قائلین وقوع طلاق کی جانب سے عام طور پر تین دلائل ملتے ہیں، ان تینوں میں سے مشترکہ طور پر جو دلیل سبھی فقہاء نے پیش کی ہے، وہ شوہر کی تعزیر ہے، یعنی قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ طلاق سکران واقع نہ ہو، چونکہ نشہ کی حالت میں انسان عقل کھو دیتا ہے، لیکن ازراہ زجر طلاق سکران نافذ کی جاتی ہے، سوائے اس کے کہ اس نے کسی مباح چیز کا استعمال کیا ہو اور اسے نشہ آ گیا ہو، یا ایسی حالت میں نشہ آور شئی استعمال کی جب اس کے لئے اس کا استعمال مباح تھا اور نشہ میں اس نے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی (بدائع الصنائع ۳/ ۹۹، البحر الرائق ۳/ ۲۴۷، شامی ۲/ ۴۲۳، الجوہرۃ النیرۃ ۲/ ۵۶، ہدایہ ۲/ ۳۳۸)۔

کسی حرام شئی کے استعمال کی وجہ سے نشہ میں مبتلا شخص کو حکماً وتقدیراً عاقل ماننے پر صاحب بدائع جزئیہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ولهذا لو قذف إنساناً وقتل يجب عليه الحد والقصاص وأنهما لا يجبان على غير العاقل دل أن عقله جعله قائماً وقد يعطى للزائل حقيقة حكم القائم تقديراً" (بدائع الصنائع ۳/ ۹۹)۔

(یعنی جس طرح نشہ میں مبتلا شخص کے گالی دینے اور کسی کو قتل کرنے پر حد اور قصاص واجب ہوتا ہے تقدیراً عاقل سمجھتے ہوئے، اسی طرح یہاں بھی طلاق کے باب میں حکماً عاقل سمجھا جائے گا)۔

علامہ ابن نجیم صاحب البحرالرائق فرماتے ہیں کہ حرام شئی کے استعمال کی وجہ سے نشہ میں مبتلا شخص شریعت کی نظر میں اوامر ونواہی اور دیگر تمام فرعیات کا مخاطب رہتا ہے، جیسے اگر نماز چھوٹ جائے تو بعد میں قضا کرنی پڑے گی، اس سے یہ معلوم ہوا کہ شریعت نے ایسے شخص کو از راہ زجر وتوبیخ حکماً عاقل مانا ہے اور عاقل کی طلاق واقع ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے، لہذا ایسے شخص کی بھی طلاق واقع ہوجائے گی (البحرالرائق ۳/ ۲۷۴)۔

وقوع طلاق کے قائلین کی جانب سے بطور دوسری دلیل کلام پاک کی یہ آیت پیش کی گئی ہے:

"الطلاق مرتان (إلی قوله تعالیٰ) فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجاً غيره" (سورہ بقرہ: ۲۳۰-۲۹۳) (یعنی اگر دو طلاق کے بعد تیسری طلاق دی تو وہ عورت شوہر پر حرام ہوجائے گی، یہاں اللہ تعالیٰ نے کوئی تفصیل نہیں بیان کی کہ وہ حالت نشہ میں ہو یا نہ ہو، معلوم ہوا کہ حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہوجائے گی۔

"ولنا عموم قوله عزوجل: الطلاق مرتان -إلی قوله تعالیٰ- فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجاً غيره" من غير فصل بين السكران وغيره إلا من خص بدليل وقوله عليه الصلاة والسلام: كل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمعتوه" (بدائع الصنائع ۳/ ۹۹)۔

قائلین وقوع طلاق کی جانب سے دلیل دیتے ہوئے علامہ شیخ ابوبکر بن علی بن محمد صاحب جوہرہ فرماتے ہیں:

"ولأنه مكلف العدد كما إذا قال كعدد الألف" (الجوہرۃ النیرۃ ۲/ ۵۶)۔

نشہ میں مبتلا شخص حقیقتاً تو عاقل نہیں ہے لیکن شریعت کی نظر میں تقدیراً عاقل ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ عدد کا مکلف ہے یعنی ایک دو تین جتنی مرتبہ طلاق دے گا اتنی ہی معتبر ہوگی، اسی طرح حالت نشہ میں اگر کسی کا کچھ اقرار کرتا ہے تو اس پر وہ لازم ہوجائے گا، اب جتنا اقرار

کرتا ہے اتنا ہی لازم ہوگا اگر شریعت اسے عاقل نہ مانتی تو اس کا بیان کردہ عدد معتبر نہ مانا جاتا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ عاقل ہے اور عاقل کی طلاق واقع ہوتی ہے۔

فریقین کے دلائل اور تمام گوشوں پر نظر کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ قائلین وقوع طلاق کے دلائل زیادہ قوی اور مضبوط ہیں، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے زمانہ سے آج تک وقوع طلاق کا فتویٰ دیا جارہا ہے، جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ شامی لکھتے ہیں:

"زجراً به يفتی"۔

اس لئے سوالنامہ میں ذکر کردہ موجودہ معاشرہ کی حالت اور احکام شرعی کے بارے میں لکھی ہوئی تمام تفصیلات سے متفق ہونے کے باوجود اس ناکارہ کی رائے یہ ہے کہ حرام شئی کے استعمال سے نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کو نافذ قرار دیا جائے، جیسا کہ شروع زمانے سے چلا آرہا ہے اور اس میں کسی طرح کی کوئی ڈھیل اور شفقت نہ برتی جائے، ورنہ شریعت کھیل ہو کر رہ جائے گی جو چاہے گا بلا جھجک شراب جیسی نشہ آور چیز استعمال کرے گا اور اس طرح فاسق کو فسق میں مبتلا ہونے کا سامان فراہم ہو جائے گا جیسا کہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صاحب البحر الرائق فرماتے ہیں:

"وفي البزازية: المختار في زماننا لزوم الحد، لأن الفساق يجتمعون عليه، وكذا المختار وقوع الطلاق، لأن الحد يحتال لدرئه والطلاق يحتاط فيه" (البحر الرائق ۳/ ۲۴۷ مطبوعہ کراچی پاکستان)۔

☆☆☆

حالت نشہ کی طلاق شرعی تفصیلات کی روشنی میں

مولانا راشد حسین ندوی☆

اصل سوال کا جواب دینے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سکران کی تعریف بیان کردی جائے اور اس کی طرف سے دی جانے والی طلاق کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں فقہاء وعلماء کے مسالک نقل کر کے ان کے دلائل کا بھی جائزہ لے لیا جائے، تا کہ مسئلہ کی روح اور حقیقت تک پہنچنا آسان ہو جائے۔

سکران کی تعریف

لغت میں سکران: سکر یسکر (باب فرح) سے صفت کا صیغہ ہے، قاموس میں فرماتے ہیں کہ یہ "صحا" کی ضد ہے، لسان العرب میں ہے کہ سکران صاحی کی اور سکر صحو کی نقیض ہے "سکر کفرح سُکراً وسَکراً......نقیض صحا فهو سکر وسکران وهی سکرة سکری و سکرانة ج سُکاری وسکاری" (القاموس المحیط: مادہ: سکر، نیز دیکھئے: لسان العرب اور المعجم الوسیط مادہ سکر)۔

اصطلاح میں سکران کی تعریف کے سلسلہ میں دو اقوال ہیں:۔

۱- امام ابوحنیفہ کے نزدیک سکران اس شخص کو کہیں گے جس پر عقل زائل کردینے والی مستی چھا جائے اور اس کی وجہ سے وہ آسمان وزمین میں تمیز نہ کر سکے۔

☆ مدرسہ ضیاء العلوم، میدانپور تکیہ کلاں (رائے بریلی)۔

"السكر سرور يزيل العقل فلا يعرف به السماء من الأرض" (ردالمحتار ۲/ ۴۳۵۹)۔

(سکر وہ سرور ہے جو عقل کو زائل کردے اور وہ اس کی وجہ سے آسمان وزمین میں تمیز نہ کر پائے)۔

۲- صاحبین کے نزدیک سکران وہ ہے جس کی عقل پر سرور کا غلبہ ہو جائے اور وہ لایعنی گفتگو کرنے لگے "وقالا: بل يغلب على العقل فيهذي في كلامه" (ایضا)۔

آگے علامہ شامی فرماتے ہیں:

"ومال أكثر المشائخ إلى قولهما وهو قول الأئمة الثلاثة، واختاروه للفتوى، لأنه المتعارف" (شامی ۲/ ۴۵۹)۔

(اکثر مشائخ کا رجحان صاحبین کے قول کی طرف ہے، ائمہ ثلاثہ کا قول بھی یہی ہے اور علماء نے فتوی کے لئے اسی کو مختار قرار دیا ہے، اس لئے کہ متعارف یہی ہے)۔

صاحب "المغنی" فرماتے ہیں:

"وحد السكر الذى يقع الخلاف فى صاحبه هو الذى يجعله يخلط فى كلامه، ولا يعرف رداء ه من رداء غيره ونعله من نعل غيره (ثم قال) ولا يعتبر أن لا يعرف السماء من الأرض، ولا الذكر من الأنثى، لأن ذلك لا يخفى على المجنون فعليه أولى" (المغنی ۸/ ۲۵۷)۔

(اور اس سکر کی تعریف جس کے مبتلا کے بارے میں اختلاف ہے، یہ ہے کہ جو اس کو کلام میں خلط کرنے والا بنادے اور وہ دوسرے کی چادر سے اپنی چادر اور دوسرے کے جوتے سے اپنا جوتا نہ پہچان پائے (پھر فرماتے ہیں) اور اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کہ آسمان وزمین اور مرد وعورت کے درمیان تمیز نہ کر پائے، اس لئے کہ یہ تو پاگل پر مخفی نہیں ہوتا، تو اس پر بدرجہ اولی مخفی نہ ہوگا۔

سکران کی طلاق کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں فقہاء کے مسالک اور ان کے دلائل

سکران کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اس میں فقہاء کے دو مسالک ہیں:

(الف) چنانچہ: سعید ابن المسیب، حضرت عطاء، مجاہد، حسن، بن سیرین، شعبی، نخعی، میمون ابن مہران، حکم، امام مالک، امام ثوری، اوزاعی، قول اصح کے مطابق امام شافعی، ابن شبرمہ، امام ابوحنیفہ، صاحبین، سلیمان ابن حرب اور ایک روایت کے مطابق امام احمد ابن حنبل رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ سکران کی طلاق واقع ہوگی، یہ مسلک صحابہ کرام میں سے حضرت علی، حضرت معاویہ اور بقول صاحب المغنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے (المغنی ۸/۲۵۵، الاقناع ۲/۲۸۷، المدونۃ الکبری/۲۹۸)۔

(ب) حضرت عثمانؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عمر بن عبد العزیز، قاسم، طاؤس، ابوثور، ربیعہ، یحی انصاری، لیث، عنبری، اسحاق، مزنی اور ایک قول کے مطابق امام شافعی، امام زفر نیز امام احمد، ابن حنبل رحمہم اللہ کا قول معتمد یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی، ہمارے مشائخ حنفیہ میں سے امام کرخی، طحاوی، اور محمد ابن سلمہ نے بھی اسی کو مختار قرار دیا ہے (المغنی ۸/۲۵٦، فتح القدیر ۳/۳۴۵، زاد المعاد ۵/۲۱۰)۔

ایک روایت کے مطابق یہی امام احمد کا مسلک ہے اور ان کے مسلک کا اسی پر استقرار ہے اور اس کی طرف رجوع کر لینے کی امام احمد نے تصریح کی ہے۔

فریق اول کے دلائل

۱- ان حضرات کی پہلی دلیل مندرجہ ذیل آثار ہیں:

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عمرؓ کے بارے میں منقول یہ اثر:

"أن عمر أجاز طلاق السكران بشهادة نسوة" (نصب الرایہ ۳/۲۲۴)۔

(حضرت عمرؓ نے عورتوں کی شہادت پر طلاق سکران کو نافذ کر دیا) نیز حضرت علیؓ کا یہ اثر:

"كل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه" (بخاری تعلیقاً فی الطلاق، باب فی الاغلاق الخ ۹/۵۰۳ وسنن بیہقی ۷/۳۵۹)۔

اس اثر کی تخریج ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالہ سے مرفوعاً بھی کی ہے، لیکن اس پر نقد کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے:۔

"هذا حديث لا نعرفه مرفوعاً إلا من حديث عطاء بن عجلان، وعطاء ابن عجلان ضعيف ذاهب الحديث" (سنن ترمذی مع العرف الشذي، کتاب الطلاق باب ما جاء في طلاق المعتوه ۱/۲۲۶)۔

(میں اس حدیث کو مرفوع کی حیثیت سے صرف عطاء ابن عجلان کے طریق سے جانتا ہوں اور عطاء ابن عجلان ضعیف ہیں)۔

صاحب تحفہ نے بھی اس حدیث پر نقد نقل کیا ہے، لیکن حضرت علیؓ پر موقوف حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (دیکھئے: باب مذکور ۴/۲۹۶)۔

۲- دوسری دلیل یہ ہے کہ شریعت نے فروعات میں سکران کو امر و نہی کا مخاطب بنایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شریعت نے اس کو عاقل قرار دیا ہے، لہذا اس کے تمام فروعی تصرفات معتبر ہوں گے اور طلاق بھی فروعی تصرفات میں سے ایک ہے (دیکھئے: کفایہ مع الفتح ۳/۳۴۷)۔

۳- تیسری دلیل یہ ہے کہ اس کی عقل ایک معصیت کے ارتکاب کی وجہ سے زائل ہوئی ہے، لہذا زجر کے لئے حکماً اس کو باقی مانا جائے گا۔

"ولنا أنه زال بسبب هو معصية فجعل باقيا حكماً زجراً له" (ہدایہ مع الفتح ۳/۳۴۶، بدائع الصنائع ۳/۱۵۹)۔

قائلین عدم وقوع کے دلائل

۱- صحابہ کرام کے آثار، مثلاً حضرت عثمانؓ کا قول:

"ليس لمجنون ولا لسكران طلاق" (بخاری تعلیقا مع الفتح ۹/ ۳۰۳)۔

(مجنون اور سکران کی طلاق نہیں ہوتی)۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے:

"طلاق السكران والمستكره ليس بجائز" (رواه البخاري تعليقا، وقال الحافظ: وصله ابن أبي شيبة وسعيد بن منصور) (بخاری مع الفتح ۹/ ۳۰۹)۔

(سکران اور مکرہ کی طلاق جائز نہیں ہے)۔

امام احمد فرماتے ہیں:

"حديث عثمان أرفع شيء فيه، وهو أصح يعني من حديث علي" (المغنی ۸/ ۲۵۶)۔

(اس باب میں حضرت عثمانؓ کی حدیث سب سے عالی ہے اور وہ حضرت علیؓ کی حدیث کے مقابلہ میں اصح ہے)۔

۲- صاحب "المغنی" عدم وقوع طلاق کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ولأنه زائل العقل أشبه المجنون والنائم (ثم قال) ولأن العقل شرط التكليف إذ هو عبارة عن الخطاب بأمر أو نهي ولا يتوجه ذلك إلى من لا يفهمه، ولا فرق بين زوال الشرط بمعصية أو غيرها بدليل أن من كسر ساقيه جاز له أن يصلي قاعداً، ولو ضربت المرأة بطنها فنفست سقطت عنها الصلاة، ولو ضرب رأسه فجن سقط التكليف" (المغنی ۸/ ۲۵۶ ۹)۔

(اور اس لئے بھی کہ وہ مفقود العقل، پاگل اور سونے والے کے مشابہ ہے (پھر فرمایا) اور اس لئے بھی کہ عقل شرطِ تکلیف ہے، کیونکہ تکلیف کا مطلب امر ونہی کا مخاطب بنانا ہے اور خطاب اس شخص کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جو اسے سمجھتا نہ ہو اور معصیت یا غیر معصیت سے شرط مفقود ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اس دلیل سے کہ جو اپنے پیر توڑ ڈالے، اس کے لئے بیٹھ کر

نماز پڑھنا جائز ہے اور عورت اگر اپنے پیٹ پر ضرب لگائے اور اس کو نفاس آجائے تو اس سے نماز ساقط ہو جائے گی اور اگر سر پر ضرب لگائے، اور پاگل ہو جائے تو اس سے تکلیف ساقط ہو جائے گی)۔

علامہ ابن الہمام ان حضرات کے قول کی توجیہ ان الفاظ سے کرتے ہیں:

"ووجهه أن أقل ما يصح التصرف معه وإن كان حكمه مما يتعلق بمجرد لفظه القصد الصحيح أومظنته وليس له ذلک، و هو أسوأ حالا من النائم، لأنه إذا أوقظ يستيقظ بخلاف السكران، وصار كزواله بالبنج والدواء وهو الأفيون، وكون زوال عقله بسبب هو معصية لا أثرله وإلا صحت ردته ولا تصح" (فتح القدیر ۳/۳۴۵)۔

(اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ کم از کم چیز جس کے ساتھ تصرف صحیح ہوتا ہے (اگر چہ اس کا حکم مجرد لفظ سے متعلق ہوتا ہو) قصد صحیح یا اس کے مظنہ کا وجود ہے اور سکران کو یہ چیز حاصل نہیں ہے، اور وہ سونے والے سے بھی برے حال میں ہوتا ہے، اس لئے کہ سکران کے برخلاف اگر سونے والے کو بیدار کیا جائے تو بیدار ہو جائے گا اور یہ ایسے ہی ہو گیا جیسے بھنگ اور دوا یعنی افیون سے عقل زائل ہو جائے اور اس کی عقل کے معصیت سے زائل ہونے کا کوئی اثر نہیں ہوگا ورنہ اس کا ارتداد صحیح ہوتا جبکہ وہ صحیح نہیں ہوتا)۔

۳- علامہ ابن القیم نے عدم وقوع پر اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے:۔

" يا أيها الذى آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى" (سورہ نساء: ۴۳)۔

(اے ایمان والو! نہ جاؤ نماز کے قریب جس وقت کہ تم نشہ کی حالت میں ہو)۔

جہاں تک فریقین کی پہلی دلیل کا تعلق ہے تو اس میں آثار دونوں طرف ہیں، بلکہ بقول بعض فریق ثانی کے آثار زیادہ قوی ہیں، چنانچہ "المغنی" میں امام احمد کا قول نقل کیا ہے:

"حديث عثمان أرفع شئى فيه وهو أصح يعني من حديث علي" (المغنی

۲۵۶/۸)۔

(اس باب میں حضرت عثمانؓ کی حدیث سب سے عالی ہے اور وہ حضرت علیؓ کی حدیث کے مقابلہ اصح ہے)۔

بلکہ راقم کی ناقص فہم کے مطابق حضرت علیؓ کے اس اثر:

"**كل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه**" (بخاری مع الفتح تعلیقا فی الطلاق باب فی الاغلاق الخ ۳۰۵/۹ و بیہقی ۳۵۹/۷) (معتوہ کی طلاق کے علاوہ ہر طلاق جائز ہے) سے فریق اول کا استدلال تام نہیں ہے، اس لئے کہ لغت کی کتابوں میں معتوہ کے جو معنی درج کئے جاتے ہیں ان سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے عموم میں سکران بھی داخل ہو جائے گا، چنانچہ قاموس میں ہے:

"**عته كعني..... فهو معتوه: نقص عقله أو فقد أو دهش**" (مادہ: عته)

(عتہ عنی کی طرح ہے، اس سے صیغہ صفت معتوہ ہے: یعنی عقل کم ہو جانا یا ختم ہو جانا یا دہشت زدہ ہو جانا)۔

اور لسان العرب میں ہے:

"**المعتوه : المدهوش من غير مس جنون، وقيل: الناقص العقل** (مادہ: عته)

(معتوہ بغیر جنون کے دہشت زدہ ہو جانے والے کو کہتے ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ ناقص العقل کو کہتے ہیں)۔

اسی لئے حافظ ابن حجر نے سکران کو بھی معتوہ کے حکم میں داخل ہو جانے کی تصریح کی ہے:

"**فيدخل فيه الطفل والمجنون والسكران**" (فتح الباری فی الطلاق باب الطلاق فی الاغلاق الخ ۳۰۵/۹)۔

(لہذا بچہ پاگل اور سکران معتوہ میں داخل ہو جائیں گے)۔

جہاں تک فریق اول کی دوسری دلیل کا تعلق ہے، تو میرے خیال سے صرف احکام شریعت کا مخاطب ہو جانے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اس کی دی ہوئی طلاق نافذ مانی جائے،

اس لئے کہ سونے والا بھی احکام شریعت کا مخاطب ہوتا ہے، لیکن اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

حافظ ابن حجر ابن المنذر رسے نقل کرتے ہیں:

"وأجاب ابن المنذر عن الاحتجاج بقضاء الصلوات بأن النائم يجب عليه قضاء الصلاة، ولا يقع طلاقه، فافترقا" (فتح الباری ۹/ ۳۰۳)۔

(اور نمازوں کی قضا سے استدلال کا جواب ابن المنذر رنے اس بات سے دیا ہے کہ سونے والے پر نماز کی قضا واجب ہوتی ہے، اور اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی، لہذا نماز کی قضا اور وقوع طلاق میں فرق ہے)۔

پھر اس دلیل کو تسلیم کیا جائے تو ہر سکران کی طلاق واقع ہونی چاہئے تھی، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا کوئی قائل نہیں ہے اور کسی کو اگر زبردستی شراب پلا دی جائے یا کوئی دوا کے طور پر افیون وغیرہ کھالے اور اسے نشہ آجائے یا شراب پینے سے سر درد ہو جائے اور اس سر درد کی وجہ سے اس کی عقل زائل ہو جائے اور وہ طلاق دے بیٹھے تو طلاق واقع نہیں ہوتی (اس کی تفصیل کے لئے دیکھئے: ہندیہ ۱/ ۳۵۳، فتح القدیر ۳/ ۳۴۷، ہدایہ مع الفتح ۳/ ۳۴۸)۔

جہاں تک حدود و قصاص کا تعلق ہے تو بلاشبہ سکران پر حدود و قصاص کا نفاذ ہوتا ہے۔

"ولهذا لو قذف إنساناً أو قتل يجب عليه الحد والقصاص" (بدائع الصنائع ۳/ ۱۵۹)۔

(اسی لئے اگر کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائے یا قتل کر ڈالے تو اس پر حد اور قصاص لازم ہوگا)۔

لیکن یہ بات غور کرنے کی ہے کہ سوائے حد قذف یا سبب قصاص کے بقیہ حدود کا اقرار سکران سے کیوں ثابت نہیں ہوتا؟ اس کی حکمت "البحر الرائق" میں ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

"وأشار إلى أن كل حد كان خالصاً لله تعالىٰ فلا يصح إقرار السكران

به، وإن لم يكن خالصاً لله تعالى فإنه يصح إقراره به، كحد القذف لأن فيه حق العبد، والسكران فيه كا لصاحي عقوبة عليه كما في سائر تصرفاته، والحاصل أن إقراره بالحدود لا يصح إلا حد القذف وإقراره بسبب القصاص" (البحر الرائق ۵/۲۷،۲۸)۔

(یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر وہ حد جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اس کا اقرار سکران سے صحیح نہیں ہے اور جو خالص اللہ کا حق نہ ہو اس کا اقرار صحیح ہے، جیسے کہ حد قذف، اس لئے کہ اس میں حق عبد پایا جاتا ہے اور اپنے تمام تصرفات کی طرح سزا کے طور پر سکران اس میں صاحی کے حکم میں ہوتا ہے، خلاصہ کلام یہ ہے سوائے حد قذف اور سبب قصاص کے بقیہ حدود کا اقرار اس سے صحیح نہیں ہوتا)۔

معلوم ہوا کہ سکران پر حد قذف وقصاص کا نفاذ اس لئے ہے کہ اس میں سکران کی تعدی محسوس طور پر دوسرے کے اوپر واقع ہوتی ہے اور اگر اس پر سزا مقرر نہ کی جائے تو قاتلین اور قاذفین کے ہاتھ میں بہت ہی بہترین ہاتھ آ جائے گا اور وہ یہ کام ہمیشہ حالت سکر میں کیا کریں گے، اسی لئے فقہ وحکمت کا تقاضہ یہی ہے کہ اس پر حدود قصاص کا نفاذ ہو، اسی لئے جہاں دوسرے پر تعدی کا مسئلہ نہ ہو وہاں اس کا اقرار صحیح نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ کفریہ الفاظ بکنے سے اس پر ارتداد کا حکم نہیں لگایا جاتا، اس لئے کہ اس سے خالص اللہ کا حق متعلق ہے "إلا أنه لا تصح ردة السكران" (البتہ سکران کا ارتداد صحیح نہیں ہوتا) (بدائع الصنائع ۳/۱۵۹)۔

اس اعتبار سے غور کریں تو طلاق کو حد قذف یا قصاص کے بجائے بقیہ حدود کے اقرار نیز ارتداد پر قیاس کرنا چاہئے، اس لئے کہ موجودہ حالات میں دوسروں کے حقوق طلاق سکران کے اعتبار کے بجائے عدم اعتبار سے محفوظ رہتے ہیں، طلاق معتبر مانی جائے تو بیوی بچوں کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

لہذا صرف یہ دلیل باقی بچتی ہے کہ وقوع طلاق بطور زجر وتوبیخ ہوگا۔

اس دلیل پر بعض حضرات نے یہ اشکال کیا ہے کہ سکر کی ایک مخصوص حد شریعت نے مقرر کردی ہے، لہذا اس پر کسی دوسری چیز کا اضافہ نہ ہونا چاہئے:

"فقال عثمان البتي: لا يلزمه عقد ولا بيع ولا حد إلا حد الخمر فقط"

(عثمان بتی فرماتے ہیں: اس پر سوائے حد خمر کے کوئی اور عقد یا بیع وغیرہ لازم نہیں ہوگی)۔

لیکن اس اشکال کو نظر انداز کر بھی دیں تب بھی راقم کو اکیڈمی کی یہ بات دل میں لگتی ہے کہ ہمارے فقہاء نے جس دور اور جس معاشرہ میں یہ فیصلہ فرمایا تھا اس میں بلاشبہ ایقاع طلاق مردوں کے لئے زجر کا کام کرسکتا تھا، اس لئے کہ نکاح جدید کرتے وقت مصارف کا کل یا زیادہ تر حصہ اسی کے ذمہ آتا تھا، آج بھی بعض عرب ممالک میں یہی صورت حال ہے، لہذا ہوسکتا ہے کہ ایقاع طلاق کا فیصلہ آج بھی ان کے یہاں زاجر ہو۔

لیکن اس دور میں ہمارے ملک کی صورت حال اس سے خاصی مختلف ہے، چنانچہ طلاق واقع ہونے سے مرد سے کئی گنا زیادہ عورتوں کو مصائب کا شکار ہونا پڑتا ہے، مرد کو خواہ کچھ دشواری پیش بھی آتی ہو، لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ عام طور سے اسے دوسرا رشتہ آسانی سے مل جاتا ہے، لیکن عورتوں خاص طور سے مطلقہ عورتوں کے لئے رشتہ تلاش کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہوتا اور زوجین اگر صاحب اولاد ہوں تو ان کے بچوں پر بھی مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں اور وہ دو چکیوں کے درمیان میں پس کر رہ جاتے ہیں، لہذا راقم کی رائے میں امام زفر کے قول پر فتوی دینے کی گنجائش ہونی چاہئے۔

امام زفر وغیرہ کے قول کو فتوی کے لئے مختار قرار دینے کے وجوہ

۱- ایک وجہ ترجیح راقم کی فہم ناقص میں یہ ہے کہ کسی حکم کا زجراً لاگو ہونا گویا اس کا بطور تعزیر واقع ہونا ہے، اس لئے کہ زجر کا مقصد بھی مکلف کو منہی عنہ سے باز رکھنا ہوتا ہے اور تعزیر کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے، لہذا زجر و تعزیر ایسی چیزوں سے ہونی چاہئے جو واقعۃً ردع کا کام کرسکیں،

اسی وجہ سے عرف اور علاقہ کی تبدیلی سے تعزیرات کی شکلیں بدل جاتی ہیں، چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر تعزیر کی کسی نوع کو ایک علاقہ میں توہین سمجھا جاتا ہو اور دوسرے علاقہ میں تعظیم سمجھا جاتا ہو، تو دونوں جگہ الگ الگ چیزوں سے تعزیر ہوگی۔

" قال القرافي: إن التعزير يختلف باختلاف الأزمنه والأمكنة وتطبيقاً لذلك، قال ابن فرحون: رب تعزير في بلد يكون إكراماً في بلد آخر كقطع الطيلسان ليس تعزيرا في الشام بل إكرام، وكشف الرأس عند الأندلسيين ليس هواناً، مع أنه في مصر والعراق هوان" (الموسوعة الفقہیہ ۱۲/ ۲۶۲ تعزیر فقرہ ۱۱)۔

(قرافی کہتے ہیں کہ تعزیر زمانوں اور مکانوں کے مختلف ہونے سے بدل جاتی ہے، اس کی تطبیق میں ابن فرحون کہتے ہیں کہ کسی شہر کی بعض تعزیرات دوسرے شہر میں اعزاز ہوتی ہیں جیسے چادروں کو کاٹ ڈالنا شام میں تعزیر نہیں بلکہ اعزاز ہے اور اہل اندلس کے یہاں سر کھولنا ذلت نہیں ہے جب کہ مصر اور عراق میں وہ ذلت ہے)۔

لہذا جب یہ بات متحقق ہوگئی کہ طلاق سکران کے وقوع کا حکم زجراً ہے اور موجودہ دور میں وقوع کا حکم لگانا زجر نہیں رہ گیا ہے، بلکہ اس میں کچھ دوسرے معصومین بلا سبب دشواریوں میں پڑ جاتے ہیں تو اب زجر کی اس شکل کو تبدیل کیا جا سکتا ہے اور چونکہ حکم کی یہ تبدیلی عرف کی تبدیلی کے سبب ہے، لہذا اس سے خروج عن المذہب لازم نہیں آئے گا، اس لئے کہ ابھی آگے تفصیل آرہی ہے کہ تغیر زمان کی وجہ سے حکم میں تبدیلی کر لینے کی اجازت ہمارے فقہاء نے خود دے رکھی ہے۔

۲- فقہاء نے بیان کیا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں امام صاحب اور صاحبین متفق ہوں تو ضرورت کے بغیر اس سے عدول جائز نہیں ہے۔

"والحاصل أنه إذا اتفق أبوحنيفة وصاحباه على جواب لم يجز العدول عنه إلا لضرورة" (رسائل ابن عابدین ۱/ ۲۶)۔

(خلاصہ کلام یہ کہ جب امام صاحب اور صاحبین کسی جواب پر متفق ہوں تو بغیر ضرورت اس سے عدول کرنا جائز نہ ہوگا)۔

اور اگر عرف وعادت بدل جائے، زمانہ میں تبدیلی ہو جائے، یا ضروریات متقاضی ہوں تو اس صورت میں تینوں کے مقابلہ میں امام زفر کے قول کو بھی اختیار کرنے کی گنجائش رہتی ہے، چنانچہ ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جہاں پر ائمہ ثلاثہ کے قول کو مندرجہ بالا وجوہات کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا اور امام زفر کے قول پر عمل کیا گیا۔

اس پر اگر یہ اشکال کیا جائے کہ مندرجہ بالا تفصیل تو صرف مفتی مجتہد کے لئے ہے اور علامہ شامی نے لکھا ہے کہ دور حاضر میں مفتی مجتہد ختم ہو گئے ہیں، لہذا تفصیل (یعنی پہلے امام صاحب کے قول پر فتوی دیا جائے، نہ ہو تو صاحبین کے قول پر الخ) پر عمل کرنا ضروری ہے۔

"ولما انقطع المفتي المجتهد في زماننا ولم يبق إلا المقلد المحض وجب علينا اتباع التفصيل" (رسائل ابن عابدین ۱/۲۸)۔

پھر ہمارے لئے امام زفر کے قول کو راجح قرار دینے کی گنجائش کہاں ہے؟

تو میں عرض کروں گا کہ اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ انفرادی اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے، تب بھی بقول علماء اجتماعی اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے، لہذا اگر ہمارے علماء کی اکثریت امام زفر کے قول پر فتوی کی اجازت دیتی ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا، مولانا منت اللہ صاحب رحمانی کی یہ تحریر دل کو لگتی ہے:

"آج کے حالات میں کسی خاص فرد کو تو یہ منصب سونپ دینا درست نہیں، لیکن علماء اور اصحاب نظر کی ایک جماعت جو دین کے متعلق ضروری علوم میں مہارت رکھتی ہو اور اس کی نگاہ زمانہ حال اور اس کی ضروریات، ملک کے تمدنی وثقافتی معاملات پر گہری ہو، نیز تاریخ اسلام، فقہ اسلامی کے مختلف ادوار اور ان تاریخی عوامل پر بھی نظر ہو جو مختلف مراحل میں قانون پر اثر انداز ہوئے ہوں نیز وہ ورع وتقوی کے زیور سے بھی آراستہ ہوں اور کتاب وسنت، آثار صحابہ، اجماع

متقدمین اور اجتہاد فقہاء کو سامنے رکھ کر اپنی پوری صلاحیتیں اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ صرف کریں تو امید ہے کہ ان مسائل کا حل نکل سکے گا (پھر آگے اس کی کچھ نظیریں بھی بیان کی ہیں)

(بحث ونظر فقہی سمینار نمبر ج ۲ شمارہ ۶ خطبہ افتتاحیہ ص ۳۳ / ۳۴)۔

اور جب ہم اس بات کو تسلیم کرلیں تو مندرجہ بالا اشکال دور ہو جاتا ہے اور یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مشائخ مجتہدین ہی کی طرح اجتماعی طور پر ہمارے لئے بھی امام زفر کے قول کو اختیار کرنے کی گنجائش ہے اور جس طرح تقریباً سترہ مسائل میں امام زفر کے قول کو راجح قرار دینے سے ہمارے مشائخ کا خروج عن المذہب لازم نہیں آیا، اس مسئلہ میں ہمارے امام زفر کے قول کو مفتی بہ قرار دینے سے بھی خروج عن المذہب لازم نہیں آئے گا، علامہ شامی نے اس کی توجیہ یوں کی ہے:

"وكذا ما بناه المشائخ على العرف الحادث لتغير الزمان أوللضرورة و نحو ذلک لا يخرج عن مذهبه أيضاً، لأن ما رجحوه لترجيح دليله عندهم مأذون به من جهة الإمام، وكذا ما بنوه على تغير الزمان والضرورة باعتبار أنه لو كان حيا لقال بما قالوه" (رسائل ابن عابدین ۱ / ۲۵)۔

(اسی طرح جس کی بناء مشائخ نے زمانہ کی تبدیلی یا ضرورت وغیرہ کی وجہ سے (نئے پیدا شدہ) عرف حادث پر رکھی ہو، وہ بھی امام صاحب کے مذہب سے باہر نہیں ہوگا، اس لئے کہ جس کو انہوں نے اپنے نزدیک دلیل کے راجح ہونے کی بنیاد پر ترجیح دیا ہے، اس کی امام صاحب کی طرف سے اجازت ہے، اسی طرح اس کا بھی حکم ہوگا جس کی بنا مشائخ نے زمانہ کی تبدیلی اور ضرورت کی وجہ سے اس اعتبار سے کی ہو کہ اگر امام صاحب زندہ ہوتے تو وہی کہتے جو وہ کہہ رہے ہیں)۔

رسم المفتی میں اس طرح کے مسائل کی تعداد سترہ لکھی ہے، پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ تعداد اتنی نہیں ہے، لیکن اس طرح کے مسائل کی تعداد سترہ ہو یا اس سے کم ہو، اس سے کوئی فرق نہیں

پڑے گا، اس لئے کہ اس سے ہمارے مدعا کا اثبات بہر حال ہوجاتا ہے کہ اس طرح کے حالات میں امام زفر کے قول کو اختیار کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اس طلاق کا وقوع شوہر کے لئے اس زمانہ میں یقیناً زاجر رہا ہوگا، اسی لئے اکثر کتب فقہیہ میں اس بات کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے، لیکن اب زمانہ بدل گیا ہے اور اس طلاق کا وقوع شوہر کے لئے بطور زجر نہیں رہ گیا ہے، بلکہ وقوع کے فیصلہ سے کچھ دوسرے معصومین کو مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لہذا امام زفر کے قول پر فتوی دینے کی گنجائش ہے۔

اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ زمانہ قریب میں تغیر زمان اور ضرورت وغیرہ کی وجہ سے حضرت تھانوی نے کئی مسائل میں صرف یہی نہیں کہ فقہ حنفی کے غیر مفتی بہ اور مرجوح کو اختیار کیا بلکہ امام مالک کے مسلک کو بھی اختیار کیا اور جمہور علماء نے ان کی تائید کی اور خود فقہ اکیڈمی بھی کئی بار اس طرح کے جرأت مندانہ قدم اٹھا چکی ہے اور عام طور سے علمی حلقوں میں اس کا استقبال ہی ہوا ہے۔

☆☆☆

نشہ والے شخص کی طلاق کا شرعی حکم

مولانا ابوبکر قاسمی☆

اگر کسی شخص نے نشہ آور چیز کا استعمال خود اپنے اختیار و تعدی سے نہیں کیا، بلکہ کسی کے اکراہ (زبردستی کرنے) سے یا بحالت اضطرار یا کسی معتمد مسلم ڈاکٹر کے مشورہ سے بطور علاج کے کیا یا یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ چیز نشہ آور ہے اور استعمال کرلیا یا یہ معلوم ہے کہ یہ چیز نشہ آور ہے لیکن اس کے استعمال سے فوری نشہ پیدا نہیں ہوا بلکہ درد سر ہوا اور عقل زائل ہوگی، یا کھانا کھایا اور سکر پیدا ہوگیا یا کسی جائز ومباح چیز کے استعمال سے سکر پیدا ہوگیا، اور اسی حال میں بیوی کو طلاق دیدی تو ان تمام صورتوں میں ایسے سکران کی طلاق باتفاق فقہاء واقع نہ ہوگی، البتہ تمام صورتوں میں یہ شرط ہے کہ نشہ آور چیز کے استعمال سے عقل بالکل چھپ گئی ہو اور اس کے تصرفات میں بگاڑ آگیا ہو، ورنہ اگر نشہ کے استعمال کے باوجود ہوش وحواس صحیح ہوں تو بلاشبہ ایسے شخص کی طلاق واقع ہوگی (الموسوعہ ۲۹/۱۶، فتح الباری ۹/ ۳۰۳)۔

وقوع طلاق کے قائلین کے بالمقابل فقہاء کا ایک گروہ وہ ہے جن کے نزدیک حالت نشہ میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی، ان میں سرِ فہرست سیدنا عثمانؓ، سیدنا ابن عباسؓ، ابوالشعثاء، عطاء، طاؤس، عکرمہ، قاسم، عمر بن عبدالعزیز، ربیعہ، لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل، ابن حزم ظاہری اور حافظ ابن قیم کا نام آتا ہے اور فقہائے حنفیہ میں سے امام طحاوی، ابوالحسن کرخی اور شوافع میں سے امام مزنی بھی اسی کے قائل ہیں (فتح الباری ۹/ ۳۰۳)۔

☆ مدرسہ اسلامیہ، شکرپور بھروارہ، دربھنگہ۔

قائلین وقوع کے دلائل

۱-سکران کی طلاق کے وقوع کے قائلین کی سب سے پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سکران کو احکام شرعیہ کا مکلّف قرار دیا ہے۔

۲-دوسری دلیل وہ حدیث نبوی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کے صریح الفاظ سے وقوع طلاق کے لئے قصد و ارادہ اور نیت کی قطعاً ضرورت نہیں ہے، بلکہ بغیر نیت اور قصد و ارادہ کے محض مذاق سے الفاظ طلاق کے تکلم سے بلکہ بطور خطاء کے زبان سے الفاظ طلاق کے صادر ہو جانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے:

"ثلث جدهن جد وهزلهن جد: النكاح والطلاق والرجعة" (ابو داؤد ۱/۲۹۸، ابن ماجہ ۱/۱۴۷، ترمذی ۱/۲۲۵، مشکوۃ ۲/۲۸۴، معانی الآثار ۲/۵۷)۔

مندرجہ حدیث نبوی سے یہ بات بالکل عیاں ہوگئی کہ طلاق کا وقوع بلا قصد کے محض الفاظ طلاق کے تکلم سے بھی ہو جاتا ہے، بشرطیکہ وہ طلاق دینے کا اہل ہو اور ظاہر ہے کہ جو شخص خود اپنے اختیار سے نشہ آور چیز کو استعمال کر کے سکران بنا ہے وہ بلاشبہ عند الشرع اہل ہے اور احکام شرع کا مکلّف ہے، اس لئے بلاشبہ اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہوگی، اس کے برعکس سکران کی نماز حالت سکر میں صحیح نہ ہوگی، کیونکہ صحت نماز کے لئے نیت اور قصد و ارادہ ضروری ہے، کیونکہ نماز ذکر ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:"وأقم الصلوة لذكري" (سورۂ طہ:۱۴)۔

۳- جمہور کی تیسری دلیل حضرت عمرؓ کا وہ فیصلہ ہے جو مصنف بن ابی شیبہ میں مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے عورتوں کی شہادت کو سن کر حالت نشہ میں طلاق دینے والے شخص کی طلاق نافذ فرمادی۔

"أخرج ابن أبي شيبة في مصنفه أن عمر أجاز طلاق السكران بشهادة نسوة" (نصب الرایہ ۳/۲۲۴)۔

۴- حالت نشہ میں وقوع طلاق کے سلسلہ میں جمہور علماء کی چوتھی دلیل حضرات صحابہ کا وہ اجماع ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان حضرات نے حد قذف کے جاری کرنے میں نشہ والے شخص کو تندرست وباہوش شخص کے مانند مکلّف قرار دیا ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۹/ ۱۶)۔

۵- طلاق سکران کے وقوع کی پانچویں دلیل سکران کے سلسلہ میں حضرات صحابہ کا وہ اجماع واتفاق ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نشہ آور چیز کو استعمال کر کے مدہوش ہو جانے والے شخص کی سزا اس شخص کی سزا کے مانند ہے جو بغیر کسی شرعی ثبوت کے کسی پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگائے، کیونکہ جو شخص نشہ آور چیز کو استعمال کرتا ہے وہ افترا پردازی بھی کرتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حالت نشہ میں افترا پردازی کے سبب اسے معذور نہیں قرار دیا جا سکتا ہے، بلکہ اس حالت میں بھی وہ شخص احکام شرع کا مکلّف ہے، لہٰذا سکران کی طلاق بلا شبہ واقع ہوگی۔

"واستدلوا بقول الصحابة في قصة الاتفاق على أن حد السكر حد المفتري لأنه إذا سكر افترىٰ فلولا أنه يؤاخذ بافترائه لم يحدوه حد المفتري" (حاشیہ مؤطا امام مالک/۲۱۶)۔

۶- وقوعِ طلاق سکران کی چھٹی دلیل یہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سکران کی طلاق کو واقع قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ نے زاد المعاد میں لکھا ہے:

"عن سعيد بن المسيب أن معاوية أجاز طلاق السكران" (زاد المعاد ۵/ ۲۱۲، المحلی ۱۰/ ۲۰۹)۔

۷- سکران متعدی کے طلاق کے واقع ہونے کی ساتویں دلیل یہ ہے کہ شریعت نے مجنون ومعتوہ کے علاوہ ہر بالغ کی دی ہوئی طلاق کو معتبر تسلیم کیا ہے، چنانچہ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے۔

"كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه" (نصب الرایہ ۳/ ۲۲۲ نقلاً عن مصنف ابن ابی شیبہ)۔

لہذا اسکران متعدی کے جس طرح فعل جنایت کو بالاتفاق علماء نے موجب مؤاخدہ قرار دے کر تاوان کو لازم کیا ہے اسی طرح اس کے قول کو معتبر تسلیم کیا جائے گا اور اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہوگی۔

طلاق سکران کے سلسلہ میں یہاں تک قائلین وقوع کے دلائل کا خلاصہ تھا اور عدم قائلین کی طرف سے علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ نے اس آیت قرآنی کو پیش کیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حالت سکر میں نماز ادا کرنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"حتی تعلموا ما تقولون" (سورہ نساء:۴۳)۔

(یہاں تک کہ تم جان لو کہ کیا کہہ رہے ہو)۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سکران کے قول کو غیر معتبر مانا ہے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، لہذ اسکران کی طلاق واقع نہ ہوگی (زاد المعاد ۲۱۰/۵)۔

لیکن آیت مذکورہ سے علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ کا سکران کے قول کے غیر معتبر ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ اس آیت سے جو ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ نماز حالت صحو میں پڑھی جائے، حالت سکر میں نماز پڑھنی جائز نہیں ہے، مگر اس سے سکران کے قول کا غیر معتبر ہونا ثابت نہیں ہوسکتا، کیونکہ مذہب اسلام نے ہر نشہ آور چیز کو موجب بغض وعدوات قرار دیا ہے (زاد المعاد ۲۱۰/۵، نصب الرایہ ۲۲۲/۳)۔ جو سکران کے قول کے معتبر ہونے پر دال ہے۔

"وصح عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ أنہ قال: لیس لمجنون ولا لسکران طلاق" (بخاری ۷۹۳/۲ باب الطلاق فی الاغلاق)۔

"قال ابن عباس طلاق السکران والمستکرہ لیس بجائز"۔

وقوع طلاق کے لئے ضروری ہے کہ تلفظ طلاق کے ساتھ قصد صحیح ہو اور ظاہر ہے کہ حالت سکر میں صحیح قصد نہیں ہوسکتا، اس لئے سکران کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

عدم وقوع طلاق کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ جب سکران کا کفر وارتداد معتبر نہیں ہے تو اس کی طلاق کیونکر معتبر ہوگی، نیز جب سکران غیر متعدی کی طلاق واقع نہیں ہوتی تو سکران متعدی کی طلاق کیونکر معتبر ہوگی۔

یہاں تک فریقین کے پیش کردہ دلائل کا خلاصہ ہوا، دونوں گروہ کے دلائل میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے گروہ کے دلائل زیادہ قوی ہیں اور قرآن وسنت کے اشارات اور دیگر نظائر سے قائلین وقوع ہی کی تائید ہوتی ہے، رہے دوسرے گروہ کے دلائل تو بعض کی حیثیت شبہات کی ہے اور بعض دلائل اگرچہ صحیح ہیں لیکن قائلین وقوع کے دلائل کی موجودگی میں ان میں تاویل لازم ہے، جس کی تائید تابعین کے آثار سے ہوتی ہے تاکہ دونوں متضاد اقوال میں تطبیق ہوجائے۔

☆☆☆

سماجی مشکلات کی وجہ سے طلاق سکران کے عدم وقوع کا حکم

مولانا بدر احمد مجیبی ندوی ☆

نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کے حکم میں عہد صحابہ سے ہی اختلاف چلا آرہا ہے، بعض صحابہ کرام اس کے وقوع کے قائل تھے اور بعض عدم وقوع کے۔

صحابہ میں سے حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں روایات ملتی ہیں کہ انہوں نے سکران کی طلاق کو نافذ قرار دیا ہے، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے:

"عن أبي لبيد أن عمر أجاز طلاق السكران بشهادة النسوة "(مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۷۵)۔

اسی طرح حضرت علیؓ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے (مرقاۃ شرح مشکاۃ ۶/۲۸۹)۔

حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں صراحت ملتی ہے کہ وہ سکران کی طلاق کو واقع قرار نہیں دیتے تھے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی سکران کی طلاق کے عدم وقوع کے قائل تھے، صحیح بخاری میں تعلیقاً مذکور ہے:

"وقال عثمان: ليس لمجنون ولا لسكران طلاق، وقال ابن عباس: طلاق السكران والمستكره ليس بجائز"(صحیح بخاری ۲/۷۹۳)۔

تابعین کے عہد میں دونوں قول کے قائلین نظر آتے ہیں اور دونوں طرف کثیر جماعت

☆ استاذ، المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء پھلواری شریف۔

ہے، طلاق سکران کے وقوع کے قائل تابعین میں درج ذیل حضرات ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز، عکرمہ، قاسم بن محمد، طاؤس، ربیعۃ الرائی، ابوالشعثاء، شعبی، عطاء بن رباح وغیرہ۔ حضرات مجتہدین میں بھی دونوں فریق موجود ہیں، قائلین وقوع میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام ابو یوسف، امام محمد وغیرہ ہیں اور عدم وقوع کے قائلین میں امام لیث بن سعد، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام زفر، امام ثور وغیرہ ہیں (فتح الباری ۹/۳۹۱، فتح القدیر ۳/۳۴۵، شرح نقایۃ لعلی القاری ۱/۳۶۰۸، نیل الأوطار ۶/۲۳۵، المغنی ۷/۱۱۵)۔

ائمہ اربعہ کے اقوال ان کے مسلک کی کتابوں سے پیش کئے جارہے ہیں تاکہ خود اپنے مسلک کی کتابوں سے طلاق سکران کے سلسلہ میں ائمہ کے اقوال واضح طور سے معلوم ہوجائیں۔

حنفیہ

حنفیہ کے نزدیک اگر کسی شخص نے اپنی مرضی سے بلاضرورت حرام مسکر چیز کا استعمال کیا جس سے اس کو نشہ آ گیا اور اس نے اس کے نشہ میں بیوی کو طلاق دیدی تو یہ طلاق واقع ہوجائے گی اور اگر مباح چیز کے استعمال سے نشہ آ گیا یا اضطراری حالت میں مسکر چیز استعمال کی یا اس کو زبردستی پلادی گئی اور اس نے اس کے نشہ میں بیوی کو طلاق دیدی تو ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی (خلاصۃ الفتاویٰ ۲/۷۵، بدائع الصنائع ۳/۹۹، فتح القدیر ۳/۳۴۸)۔

مالکیہ

امام مالک کے نزدیک بھی ممنوع سبب سے جس کو نشہ آیا ہے اس کی طلاق واقع ہوجائے گی، اسی طرح حدود و قصاص وغیرہ کے احکام اس پر نافذ ہوں گے اور سبب مباح سے نشہ ہوا ہے تو اس طرح طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ وہ مجنون کے مثل ہوگا (الکافی لابن عبدالبر ۲/۲۶۲، بدایۃ المجتہد ۲/۹۵، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر ۲/۵۴۳، کتاب الأم ۵/۲۳۵، السراج الوہاج علی متن المنہاج ۱/۴۰۸)۔

حنابلہ

امام احمد بن حنبل کے طلاق سکران کے بارے میں تین اقوال ملتے ہیں: ایک قول وقوع کا ہے جس کو ابوبکر خلال وغیرہ نے اختیار کیا ہے، دوسرا قول عدم وقوع سے متعلق ہے جس کو ابوبکر عبدالعزیز نے اختیار کیا ہے اور تیسرا توقف کا ہے کہ اس میں عہد صحابہ سے ہی اختلاف منقول ہے، اس لئے اس میں توقف کیا جائے اور کوئی قول اختیار نہ کیا جائے، علامہ ابن قدامہ حنبلی پہلے وقوع کے قائل تھے مگر بعد میں انہوں نے عدم وقوع کی طرف رجوع کرلیا تھا (المغنی ۱۱۵/۷، إعلام الموقعین ۴۸/۴)۔

مذاہب اربعہ کی ان کتابوں سے یہ وضاحت ہو جاتی ہے کہ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، کے نزدیک اگر سکر ممنوع سبب سے ہوا ہے تو سکران کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور حنابلہ کے نزدیک سکران کی طلاق واقع نہیں ہوتی، بعد کے فقہاء کی ایک تعداد نے عدم وقوع کے قول کو اختیار کیا ہے، حنفیہ میں سے امام زفر، امام طحاوی، امام کرخی، فقیہ محمد بن مسلمہ وغیرہ اس طلاق کے متعلق عدم وقوع کے قائل ہیں۔ شافعیہ میں سے امام مزنی بھی عدم وقوع کے قائل ہیں، اسی طرح ابن حزم، ابن تیمیہ اور ابن قیم بھی عدم وقوع کے قائل ہیں۔

قائلین وقوع کے دلائل

فریق اول یعنی سکران کے وقوع کے قائل فقہاء کرام کے دلائل حسب ذیل ہیں:

"الطلاق مرتان فإمساک بمعروف أو تسریح بإحسان– إلی قوله تعالی– فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره" (سورۂ بقرہ/۲۲۹-۲۳۰)۔

یہ آیت عام ہے، اس میں تمام طرح کے طلاق دینے والے شامل ہیں، ان کی طلاق واقع ہو جائے گی، اس میں سے بعض افراد حدیث کے ذریعہ خاص کئے گئے ہیں، وہ اس حکم سے خارج ہیں ان کی طلاق واقع نہیں ہوگی:

"رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يبلغ وعن المعتوه حتى يعقل" (رواہ الترمذی وابوداؤد، مشکاۃ ار ۲۸۴)۔

اس حدیث کی رو سے سونے والے، مجنون اور صبی اس حکم سے خارج ہو جاتے ہیں، ان کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، ان کے علاوہ سب کی طلاق واقع ہوگی، اس لئے سکران کی طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔

صحابہ کرام میں حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ کے آثار: یہ حضرات طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے۔

سکران مکلّف ہے، کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر وہ قذف کرے گا تو اس پر حد جاری ہوگی، کسی کو قتل یا زخمی کرے گا تو قصاص لیا جائے گا، جبکہ غیر مکلّف پر حدود جاری نہیں ہوتے، جب وہ مکلّف ہے تو مکلّف کی طلاق واقع ہوتی ہے، اس لئے سکران کی طلاق بھی واقع ہوگی۔

وہ شرائع کا مخاطب ہے، کیونکہ سکر کی حالت میں بھی اس پر نماز و روزہ وغیرہ فرض ہیں، نشہ اترنے کے بعد وہ نمازیں پوری کرے گا۔

سکران کی عقل کا زوال معصیت کی وجہ سے ہوا ہے، اس نے معصیت کا کام کیا ہے یعنی اپنی مرضی سے بلا ضرورت شراب پی ہے، جس سے اس کو نشہ آگیا ہے، اس لئے اس کی عقل کے زوال کا شرعاً اعتبار نہیں کیا گیا ہے اور اس کو قائم العقل کے مثل قرار دیا گیا ہے اور جب وہ قائم العقل کے مثل ہے تو اس کے تمام تصرفات نافذ ہوں گے۔

دلائل کا تجزیہ

پہلی دلیل میں آیت قرآنی کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے، اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس کو عام ماننے کی صورت میں مباح چیز کے سکر میں دی گئی طلاق بھی واقع ہونی چاہئے، اسی طرح اکراہ یا اضطرار کی صورت میں نشہ آجانے پر دی گئی طلاق بھی واقع ہونی چاہئے جس کا کوئی

قائل نہیں ہے۔

دوسری دلیل میں بعض صحابہ کرام یعنی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے وقوع کے قول سے استدلال کیا گیا ہے، اس پر یہ اشکال ہے کہ دوسرے صحابہ عدم وقوع کے بھی قائل ہیں۔

بقیہ تینوں دلیلیں قیاس سے متعلق ہیں:

۱- سکران کو زجراً مکلّف بنایا گیا ہے، اس لئے اس کے تمام تصرفات نافذ ہوں گے، اس پر اشکال یہ ہے کہ پھر تو ان کے بھی تمام تصرفات درست ہونے چاہئیں جس کا کوئی قائل نہیں ہے۔

سکران کو شرائع کا مخاطب بنایا گیا ہے، نماز و روزہ اس کو افاقہ کے بعد ادا کرنا ہے، اس پر اشکال یہ ہے کہ یہ تو سونے والے پر بھی لازم ہے، وہ بھی نیند سے بیداری کے بعد فرائض ادا کرے گا، لیکن نیند میں اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، اسی طرح سکران کی طلاق بھی واقع نہیں ہونی چاہئے۔

سکران کی عقل کا زوال معصیت کی وجہ سے ہوا ہے، اس لئے اس کو قائم العقل قرار دیا گیا ہے، اس پر یہ اشکال ہے کہ اس زجر کی کیا ضرورت ہے، شریعت نے خود اس پر حد خمر جاری کی ہے، پھر ایک اور سزا نافذ کرنا اس پر اضافہ ہے جو درست نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی نظیر ہے۔

قائلین عدم وقوع کے دلائل

فریق دوم یعنی طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل فقہاء کرام کے دلائل درج ذیل ہیں:

"یایها الذین آمنوا لا تقربوا الصلاۃ وأنتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون" (سورہ نساء: ۴۳)۔

اس آیت میں حالت سکر میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے اور حکم ہوا ہے کہ جب اپنی کہی ہوئی بات سمجھنے لگو تب نماز پڑھو، یہ اس پر واضح دلیل ہے کہ سکران یہ نہیں سمجھتا کہ وہ کیا

کہہ رہا ہے، اس کے اندر فہم کی صلاحیت نہیں رہتی، ایسا شخص جو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ مکلّف کیسے ہوسکتا ہے، مکلّف ہونے کے لئے فہم کی صلاحیت کا ہونا شرط ہے۔

حضرت ماعز اسلمیؓ کی مشہور حدیث ہے کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس زنا کا اقرار کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا منہ سونگھ کر دیکھو کہیں یہ نشہ میں تو نہیں ہیں، کسی صحابی نے ان کے منہ کو سونگھ کر خبر دی کہ یہ نشہ میں نہیں ہیں تو ان پر حد جاری کی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ نشہ میں ہوتے تو ان کا اقرار معتبر نہ ہوتا اور جب نشہ کا اقرار معتبر نہیں ہے تو نشہ کی طلاق بھی معتبر نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ اقرار اور طلاق دونوں کا تعلق اقوال سے ہے۔

صحابہ کرام میں سے حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے آثار: یہ حضرات طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل تھے۔

سکران کی عقل زائل ہوتی ہے اور مکلّف ہونے کے لئے عقل شرط ہے، عقل نہ ہونے کی وجہ سے ہی صبی، مجنون، بیہوش، سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی، زائل العقل ہونے کی وجہ سے ہی سکران کا ارتداد بھی درست نہیں ہے، اس لئے اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہونی چاہئے۔

معصیت کی وجہ سے کسی عمل کا اصل حکم تبدیل نہیں ہوتا، مثلاً کسی شخص نے اپنا پیر قصداً توڑ لیا ہے اور وہ قیام پر قادر نہیں ہے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے گا، اس سے قیام ساقط ہوجائے گا، اسی طرح کسی شخص نے خودکشی کی کوشش کی جس سے اس کی زندگی تو بچ گئی لیکن جنون طاری ہوگیا تو اس پر مجنون کا حکم جاری ہوگا اور وہ غیر مکلّف قرار دیا جائے گا، اگر کسی نے چوری یا ڈاکہ زنی کی نیت سے سفر کیا تو اس کو سفر کی شرعی سہولت حاصل ہوگی، وہ نماز قصر کرے گا، اسی طرح سکران مفقود العقل ہوتا ہے، خواہ اس نے اپنی مرضی سے نشہ استعمال کیا ہو، اس کا حکم بھی مفقود العقل لوگوں کی طرح ہونا چاہئے، اس کی طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے۔

دلائل پر تبصرہ

آیت قرآنی سے استدلال پر یہ اشکال ہے کہ یہ آیت تحریم خمر سے قبل کی ہے اور یہ سکران کی طلاق واقع نہ ہونے پر صریح نہیں ہے، حدیث ماعز پر یہ اشکال ہے کہ اس سے بھی طلاق سکران کے عدم وقوع کی صراحت نہیں ہوتی ہے، البتہ اس سے اقرار سکران کے معتبر نہ ہونے کا مفہوم نکلتا ہے۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے آثار سے استدلال پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے آثار وقوع کے بارے میں بھی موجود ہیں، بقیہ دلیلیں قیاس سے متعلق ہیں، ان کے بارے میں فریق اول یہ کہہ سکتا ہے کہ قیاس کے اعتبار سے تو طلاق نہیں ہونی چاہئے تھی، لیکن بطور سزا طلاق واقع مانی جاتی ہے۔

دونوں فریق کے دلائل کے جائزہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں فریق میں سے کسی کے پاس قرآن سے کوئی صریح دلیل نہیں ہے، اسی طرح کوئی حدیث مرفوع صحیح جو اس باب میں صریح ہو موجود نہیں ہے، جہاں تک صحابہ کرام کے آثار کا تعلق ہے تو دونوں طرح کے آثار موجود ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پیش نظر بھی کوئی نص نہیں تھی، یہ بھی اجتہاد و قیاس پر ہی مبنی ہیں، اس لئے اب مسئلہ قیاس پر ہی آجاتا ہے، دونوں فریق قیاس سے کام لیتے ہیں۔

موجودہ حالات کا تقاضہ

ہم دلائل کے قوت وضعف سے قطع نظر کر کے یہ جائزہ لیں کہ موجودہ حالات کے پیش نظر سکران کی طلاق کے بارے میں کیا فتوی ہونا چاہئے۔

جو فقہاء کرام طلاق سکران کے وقوع کے قائل ہیں، وہ اس کو شوہر کے لئے بطور سزا نافذ کرتے ہیں کہ اس سے شوہر کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا اور وہ آئندہ شراب نوشی سے پرہیز کرے گا، فقہاء کرام کے زمانے کی حد تک تو یہ فیصلہ درست تھا کہ اس زمانے کے ماحول کے لحاظ

سے واقعی اس کو عبرت ہوتی تھی اور عورتوں کے لئے بھی زیادہ پریشانی نہیں تھی، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی شادیاں عام طور سے ہوجایا کرتی تھیں۔

لیکن موجودہ ماحول میں جبکہ جہیز ومطالبات جیسی ہندوانہ رسم ورواج کی وجہ سے کنواری لڑکیوں کی شادیوں میں بھی دقتیں پیش آرہی ہیں، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی شادیاں انجام دینا تو بہت دشوار اور مشکل ترین مسئلہ بن گیا ہے، اگر سکران کی طلاق کو واقع مانیں تو شوہر کو کوئی سزا نہیں ملتی، وہ بڑے آرام سے دوسری شادی کر لیتا ہے اور ساری سزا اس کی معصوم اور بے قصور بیوی پر عائد ہو جاتی ہے، اور وہ زندگی بھر کے اس عذاب کو برداشت کرنے کے لئے تنہا رہ جاتی ہے، فقہاء کرام نے جس مقصد کے پیش نظر اس کو نافذ کیا تھا وہ فوت ہو چکا ہے، اب یہ طلاق شوہر کے بجائے اس کی بے قصور بیوی کے لئے سزا بن چکی ہے۔

ایسے حالات میں حنفیہ میں سے ہی امام زفر، فقیہ محمد بن مسلمہ، امام طحاوی اور امام کرخی کے قول کو اختیار کر کے اس پر فتوی دینا بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اور اندازہ ہوتا ہے کہ صاحب درمختار علامہ حصکفی نے بھی کچھ ایسے ہی حالات کے پیش نظر تاتارخانیہ کے حوالہ سے امام طحاوی اور امام کرخی کے عدم وقوع کے قول کو مفتی بہ بتایا ہے۔

"ولم يوقع الشافعي طلاق السكران، واختاره الطحاوي والكرخي، وفي التاتارخانية عن التفريد: والفتوىٰ عليه"۔

تاتارخانیہ کی عبارت یہ ہے:

"وكان الشيخ أبو الحسن الكرخي يختار أنه لا يقع شئ وهو قول الطحاوي وأحد قولي الشافعي وفي التفريد: والفتوى عليه"۔

اس لئے میری ناقص رائے یہی ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر عدم وقوع کے قول کو اختیار کیا جائے اور اسی پر فتوی دیا جائے، خصوصاً جبکہ حنفیہ میں سے متعدد متقدمین فقہاء بھی اس کے قائل مل جاتے ہیں اور صاحب درمختار بھی اس کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔

☆☆☆

شریعت کی نگاہ میں طلاق سکران

مولانا محمد ثناء الہدیٰ قاسمی ☆

اسلام میں نکاح کی حیثیت ایک پاکیزہ اور مستحکم رشتہ کی ہے اور استحکام کو متاثر کرنے والی ساری چیزوں پر شریعت کی نگاہ سخت ہے، اسی لئے زن وشو کے رشتوں کی استواری کے لئے قدم قدم پر زوجین کو خصوصی ہدایات دی گئیں اور اس رشتہ کو ختم کرنے والے الفاظ کے مذاق کو بھی حقیقت پر محمول کرکے یہ پیغام دیا کہ اسے عام حالات میں زبان پر نہ لایا جائے اور ہر ممکن گریز کیا جائے، اب اگر ان تاکیدی احکامات کے باوجود کوئی اس کا خیال نہیں رکھتا اور ارادی طور پر ممنوعہ اشیاء کو استعمال کرکے بے قابو ہو جاتا ہے اور اس حالت میں یا معمول کی زندگی میں ان کلمات کو استعمال کرکے اپنے کو ضیق اور مصیبت میں ڈالتا ہے تو شریعت ایسے لوگوں سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتی اور اس کا نفاذ ضروری سمجھتی ہے۔

شریعت ان تمام حضرات کو معذور سمجھتی ہے جنہیں اس ''ابغض المباحات'' کو مجبوراً اپنانا پڑتا ہے، لیکن اس کو اپنانے والوں کی ایک بڑی تعداد وہ ہوتی ہے جو نشہ کی حالت میں غیر ضروری طور پر اسے اپناتے ہیں اور پھر دارالافتاء کے چکر لگاتے ہیں کہ تعلقات کی بقا کی کوئی شکل نکل آئے۔

اس سلسلہ میں فقہاء کا موقف یہ ہے کہ اگر نشہ مباح چیزوں کے استعمال سے ہوا ہے یا ناواقفی کی وجہ سے کسی ایسی چیز کے استعمال سے جسے نشہ آور نہیں سمجھا گیا یا بغرض علاج استعمال کیا

☆ نائب ناظم، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ۔

گیا اور نشہ ہوگیا یا نشہ آور چیز کے استعمال خصوصاً شراب کے استعمال کے لئے جبر کیا گیا اور نشہ ہوگیا اور اس نشہ کی حالت میں طلاق دیدیا تو یہ طلاق بالاتفاق نہیں ہوگی، شرح الکبیر میں ہے:

"سواء زال بجنون أو إغماء أوشرب دواء أو إكراه علی شرب الخمر أو شرب مایزیل عقله أو لم یعلم أنه مزیل للعقل فکل هذا یمنع وقوع الطلاق روایة واحدة و لانعلم فیه خلافاً" (شرح الکبیر مع المغنی ۸/۲۳۸)۔

(خواہ جنون کی وجہ سے یا غشی طاری ہوجانے کی وجہ سے یا کسی دوا کے پینے کی وجہ سے عقل زائل ہوگئی ہو یا یہ کہ شراب کے پینے پر مجبور کردیا گیا ہو یا یہ کہ اس نے ایسی چیز نوش فرمالی جس کی وجہ سے اس کی عقل جاتی رہی یا یہ کہ اس نے انجانے میں کسی چیز کو پی لیا اور اسے یہ نہیں معلوم کہ وہ عقل کو زائل کردینے والی ہے، تو یہ تمام چیزیں ایک روایت کے مطابق طلاق کے واقع ہونے میں مانع ہونگی اور ہمیں اس سلسلہ میں کسی اختلاف کا علم نہیں ہے)۔

ان صورتوں کے علاوہ کسی نے محض سرور ومستی کے لئے بلاضرورت شراب پی لیا، بھنگ وغیرہ کھالیا اور نشہ کی حالت میں طلاق دیدیا تو یہ طلاق جمہور فقہاء کے نزدیک نافذ ہوجائے گی حضرت علیؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت معاویہؓ سے یہی منقول ہے، سعید ابن مسیّب، عطاء مجاہد، ابن سیرین، شعبی، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا مذہب نیز امام شافعی کا ایک قول یہی ہے کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجائے گی، بدایۃ المجتہد میں ہے:

"وأما طلاق السکران فالجمهور من الفقهاء علی وقوعه" (بدایۃ المجتہد ۲/۶۲-۶۱)۔

(جہاں تک طلاق سکران کے واقع ہونے کی بات ہے تو جمہور فقہاء اس کے وقوع کے قائل ہیں)۔

"یقع طلاقه اختار ها أبوبکر الخلال والقاضي وهو مذهب سعید بن المسیب وعطاء ومجاهد والحسن وابن سیرین والشعبي والنخعي ومیمون بن

مهران والحكم ومالک والثوري والاوزاعي والثاني في أحد قوليه وابن شبرمة وأبي حنيفه وصاحبيه وسليمان بن حرب" (المغني ۸/ ۲۵۵)۔

(طلاق سکران واقع ہوجائے گی، اس بات کو ابوبکر خلال اور قاضی نے اختیار کیا ہے، یہی مذہب سعید بن مسیب، عطاء، مجاہد، حسن ابن سیرین، شعبی، نخعی، میمون بن مہران، حکم، مالک، ثوری اور اوزاعی کا بھی ہے اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے، ابن شبرمہ، امام ابوحنیفہ ان کے صاحبین اور سلیمان بن حرب نے بھی طلاق کے واقع ہوجانے ہی کو اختیار کیا ہے۔

ان حضرات کی دلیل ایک تو حضرت ابن عباسؓ کا وہ اثر ہے، جس کے الفاظ "طلاق السكران جائز" منقول ہیں، دوسری وہ حدیث ہے جس کے الفاظ "كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب على عقله"، حدیث کی مختلف کتابوں میں ذکر کئے گئے ہیں (مشکوۃ ۲/ ۲۸۴)۔

لیکن ایک جماعت نے نشہ کی طلاق کو درست نہیں قرار دیا ہے اور واقع نہیں مانا ہے ان میں حضرت عثمان غنیؓ کا نام سرفہرست ہے۔ ان کے علاوہ عمر بن عبد العزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحیٰی الانصاری، لیث، اسحاق، امام احمد بن حنبل، ابن حزم ظاہری، حافظ ابن قیم، امام طحاوی، ابوالحسن کرخی اور شوافع میں مزنی کا یہی مذہب ہے کہ حالت نشہ میں طلاق واقع نہیں ہوگی، بدایۃ المجتہد میں ہے:

"وقال قوم: لايقع، مفهوم المزني وبعض أصحاب أبي حنيفة ... وبه قال داؤد وأبوثور وإسحاق وجماعة من التابعين أعني أن طلاقه ليس يلزم" (بدایۃ المجتہد ۲/ ۶۲-۶۱)۔

(ایک جماعت کا کہنا ہے جن میں مزنی اور بعض اصحاب امام ابوحنیفہ بھی ہیں....اور اسی کے قائل داؤد، ابوثور اسحاق اور تابعین کی ایک جماعت بھی ہیں یعنی یہ کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی)۔

المغنی میں ہے:

"لایقع طلاقه اختارها أبوبکر عبد العزیز وهو قول عثمان ومذهب عمر بن عبد العزیز والقاسم وطاؤس وربیعة ویحییٰ الأنصاري واللیث والعنبری وإسحاق وأبي ثور والمزني" (المغني ۸/۲۵٦)۔

(اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی اسے ابوبکر عبدالعزیز نے اختیار کیا اور یہی قول عثمانؓ کا ہے۔ نیز عمر بن عبدالعزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحییٰ انصاری، لیث، عنبری، اسحاق، ابوثور اور مزنی کا بھی یہی مسلک ہے)۔

ان حضرات کی دلیل حضرت عثمانؓ کا وہ اثر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاگل اور نشہ باز کی طلاق واقع نہیں ہوگی، بعض اہل علم نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی حضرت عثمانؓ کا مخالف نہیں تھا، بدایۃ المجتہد میں ہے:

"وثبت عن عثمان بن عفانؓ أنه کان لایری طلاق السکران وزعم بعض أهل العلم لامخالف لعثمان في ذلک من الصحابة" (بدایۃ المجتہد ۲/ ٦۲)۔

(حضرت عثمان بن عفان سے یہ ثابت ہے کہ وہ طلاق سکران کے واقع ہونے کے قائل نہیں تھے اور بعض اہل علم کا یہ بھی خیال ہے کہ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی ان کے مخالف نہیں تھے)۔

المغنی میں ہے:

"قال ابن المنذر هذا ثابت عن عثمان ولا نعلم أحداً من الصحابة خالفه" (المغنی ۸/۲۵٦)۔

(ابن منذر نے کہا ہے کہ حضرت عثمانؓ سے یہ ثابت ہے اور ہمیں یہ نہیں معلوم کہ صحابہ کرام میں کوئی ان کا مخالف بھی تھا)۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ دلائل دونوں فریق کے پاس ہیں اور

تحقیق، تنقیح اور تنقید کے بعد ہر فریق دوسرے کے دلائل کو کمزور سمجھ رہا ہے۔ جن حضرات نے عدم وقوع طلاق کا فتویٰ دیا ہے، انہوں نے مجنون اور سکران کو ایک ہی حکم میں رکھا ہے، کیونکہ دونوں فاقد العقل ہیں اور مکلّف قرار دینے کے لئے عقل کا ہونا ضروری ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ دونوں ایک نہیں ہیں، اس لئے کہ مجنون کا فساد عقل قدرتی ہوتا ہے جس میں اس کے قصد وارادہ کو دخل نہیں ہوا کرتا، جبکہ سکران بقید ہوش وحواس بلکہ برضا ورغبت اپنے عقل میں فساد پیدا کرتا ہے گویا اس نے شراب نوشی کر کے ایک جرم کا ارتکاب کیا اور اس جرم کے اثرات سے نشہ ہوا اور اس نے اس کے زیر اثر طلاق دیدیا، احناف کے یہاں چونکہ جرم کی وجہ سے کسی عمل کا اصل حکم ساقط نہیں ہوتا، اس لئے جرم کی وجہ سے بلکہ اس کے زیر اثر طلاق دینے کا جو عمل اس نے کیا ہے وہ لغو قرار نہیں دیا جا سکتا، بلکہ وہ نافذ ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ نشہ میں عقل وحواس اتنے مختل نہیں ہوتے جتنے جنون میں ہوتے ہیں، اسی لئے مجنون کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور کس کو کہہ رہا ہے۔ جبکہ نشہ باز اتنے ہوش میں تو یقیناً ہوتا ہے جس سے وہ جانتا ہے کہ طلاق بیوی کو ہی دی جاتی ہے ماں کو نہیں، دارالافتاء میں طلاق کے سلسلہ کا جو استفتاء آتا ہے اور جس میں طلاق نشہ کی حالت میں مذکور ہوتا ہے اس میں یہ بالکل نہیں ہوتا کہ نشہ باز نے ماں، بہن کو بھی طلاق دیدیا۔ جس کا صاف اور سیدھا مطلب یہی تو ہے کہ وہ مجنون کی طرح نہیں ہے، بلکہ اس کے تحت الشعور میں ہی نہیں شعور میں بھی یہ بات موجود ہے کہ طلاق بیوی کو ہی دی جاتی ہے۔ اس لئے اس واضح فرق کی وجہ سے احقر کی رائے ہے کہ نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہوگی۔

البتہ یہ بات صحیح ہے کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں اس طلاق کے نفاذ سے عورتیں زیادہ متاثر ہوتی ہیں، اور انہیں ناکردہ گناہ کی سزا نکاح ثانی کے دشوار ہونے کی وجہ سے پوری زندگی برداشت کرنی ہوتی ہے خاندان کا شیرازہ منتشر ہو جاتا ہے اور نتیجہ میں جو مصیبتیں آتی ہیں اس کی زد میں معصوم بچے، آتے ہیں، اس کا حل راقم الحروف کے نزدیک یہ نہیں ہے کہ تغیر

زمان کی وجہ سے فتویٰ میں تبدیلی کی جائے بلکہ یہ ہے کہ ہم ایک ایسے سماج کی تشکیل کے لئے جدوجہد کریں جس میں شراب کی شناعت اور نشہ کی حرمت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو، طلاق ایک ناپسندیدہ لفظ ہو، نشہ تک کی حالت میں زبان پر نہ آئے، مطلقہ اور بیوہ کا نکاح معیوب نہ سمجھا جائے اور تعدد ازدواج بھی ضرورتاً معیوب نہ قرار پائے۔ دراصل خرابی کی جڑ وہاں ہے، فتووں کے بدل دینے سے خرابیاں ختم نہیں ہوجائیں گی اور اگر طلاق کا مسئلہ حل ہوگا تو کچھ دوسرے مسائل پیدا ہوجائیں گے اس لیے:

۱- معاشرہ کی حالت کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس سے کلی اتفاق ہے لیکن احکام شرعی کے بارے میں جو تفصیلات ذکر کی گئی ہیں اس سے جزوی اختلاف کے ساتھ تفصیلی باتیں اوپر درج کردی گئی ہیں۔

۲- مقاصد شرع کی رعایت اور مدارج احکام پر نظر رکھتے ہوئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مفتی بہ قول عند الاحناف وقوع طلاق کے فتویٰ کو باقی رکھا جائے اور معاشرہ کی حالت سدھارنے کے لئے مختلف سطح پر جدوجہد کی جائے۔

☆☆☆

نشہ کی حالت میں طلاق

مولانا سید اسرار الحق سبیلی ☆

۱-طلاق سکران سے متعلق سوالنامہ میں معاشرہ کی جو حالت اور تفصیلات لکھی گئی ہیں، راقم الحروف کو اس سے مکمل اتفاق ہے۔

۲-طلاق سکران سے متعلق احکام ودلائل بیان کرنے سے پہلے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کی حکمت ومصلحت پر کچھ روشنی ڈالی جائے۔

طلاق کی مصلحت:

نکاح ایک مضبوط اور پائدار رشتہ ہے، جس رشتہ میں بندھ کر مرد وعورت سکون وراحت کا سامان فراہم کرلیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ومن آياته أن خلق لكم من أنفسكم أزواجا لتسكنوا إليها وجعل بينكم مودة ورحمة" (الروم:۲۱)۔

(اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں، تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے، اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی)۔

لیکن اگر نکاح میں رہنے کے باوجود زوجین کا سکون غارت ہو جائے، ایک دوسرے سے بیزار ہو جائیں، ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا جذبہ ختم ہو جائے، مزاج میں ہم آہنگی کی کوئی صورت نہ ہو، تو دوسرے مذاہب کی طرح اسلام زبردستی اس رشتہ کو باقی رکھنا ضروری نہیں

☆ جامعۃ القرآن، اکبر باغ حیدرآباد۔

سمجھتا، اسلام میں زوجین کو یہ حق ہے کہ وہ خوش گواری کے ساتھ ایک دوسرے سے علاحدہ ہوسکتے ہیں، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۱۴-۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

”فإنه قد يصير الزوجان متناشزين، إما لسوء خلقهما، أو لطموح عين أحدهما إلى حسن إنسان، أو يضيق معيشتهما، أو لخرق واحد منهما ونحو ذلک من الأسباب، فيكون إدامة هذا النظم مع ذلک بلاء عظيما وحرجا“

(حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۳۹۸، ط: دیوبند)۔

(کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زوجین ایک دوسرے کی بات نہیں مانتے، اس کی وجہ یا تو ان کی بداخلاقی ہوتی ہے، یا ان میں سے کوئی کسی اجنبی شخص کے حسن کی طرف رغبت کرنے لگتا ہے، یا رزق کی تنگی اور کسی کی حماقت وغیرہ اس کے اسباب ہوتے ہیں، لہٰذا ان قباحتوں کے ساتھ اس رشتہ کا باقی رکھنا بڑی مصیبت اور تنگی کا باعث ہے)۔

علماء کی آراء

فقہ حنفی کے اہم ترجمان علامہ علاء الدین کاسانیؒ (م: ۵۸۷ھ) لکھتے ہیں:

”وأما السكران إذا طلق امرأته، فإن كان سكره بسبب محظور بأن شرب الخمر أو النبيذ طوعا، حتى سكر وزال عقله، فطلاقه واقع عند عامة الصحابة“۔

(نشہ میں مدہوش شخص جب اپنی بیوی کو طلاق دے دے، تو اگر ناجائز طریقہ پر اس کو نشہ آیا ہو، جیسے اس نے شراب یا نبیذ خوشی سے پی لی، اس کو نشہ آگیا اور اس کی عقل زائل ہوگئی، تو اکثر علماء وصحابہ کے نزدیک اس کی طلاق واقع ہوگی)۔

”وعن عثمان رضي الله عنه: أنه لايقع طلاقه، وبه أخذ الطحاوي والكرخي وهو أحد قولي الشافعي“ (بدائع الصنائع ۳/۱۵۸، ط: دیوبند، نیز دیکھئے: البحر

الرائق ۳/ ۲۶۷، رد المحتار ۴/ ۴۴۴، الاشباہ والنظائر/ ۳۱۰)۔

(سیدنا عثمانؓ سے منقول ہے کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، اسی کو امام طحاوی اور کرخی نے اختیار کیا ہے، امام شافعی کا ایک قول بھی یہی ہے)۔

فقہ حنفی کے دوسرے اہم ترجمان علامہ برہان الدین مرغینانیؒ رقم طراز ہیں:

''نشہ میں پڑے ہوئے شخص کی طلاق واقع ہو جائے گی، امام کرخی اور طحاوی نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، امام شافعی کا ایک قول بھی یہی ہے، کیونکہ عقل کی بنا پر ارادہ صحیح ہوتا ہے، اس کی عقل تو زائل ہو گئی ہے، جیسے بھنگ اور دوا پینے سے عقل زائل ہونے کا حکم ہے، ہمارا کہنا یہ ہے کہ گناہ کی وجہ سے اس کی عقل زائل ہوئی ہے، لہٰذا بہ طور سزا اس کو صحیح آدمی کے حکم میں رکھا جائے گا، لہٰذا اگر کسی حلال چیز کے پینے سے اس کا سر چکرانے لگے اور اس کی عقل زائل ہو جائے تو ہم کہیں گے کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی'' (الهداية مع الفتح ۳/ ۴۰۷-۴۷۲)۔

فقہ مالکی کے شارع علامہ احمد دردیر لکھتے ہیں:

''ولو سكر) المكلف سكرا (حراما) كما لو شرب خمراً عمداً مختارا فيلزمه الطلاق ميز أو لم يميز، لأنه أدخل على نفسه، وقيل: إن ميز، وإلا فهو كالمجنون'' (الشرح الصغیر ۲/ ۵۴۳، ط: دار المعارف مصر ۱۳۹۲ھ)۔

(اگر مکلف شخص حرام طور پر نشہ میں آجائے، جیسے جان بوجھ کر خوشی سے شراب پی لے، تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، خواہ اس میں تمیز کی صلاحیت ہو یا نہ ہو، کیونکہ اس نے از خود نشہ کو اپنے اوپر مسلط کیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ طلاق کا حکم تمیز کی حالت میں ہے، ورنہ وہ مجنون کے حکم میں ہے)۔

فقہ شافعی کے اہم شارح اور ترجمان علامہ نووی کا بیان ہے:

''اگر کسی کو خمر یا نبیذ پینے کی وجہ سے نشہ آ گیا، اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دے

دی، تو نقل کیا گیا ہے کہ اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، امام مزنی نے امام شافعی کے قول قدیم کے بارے میں فرمایا ہے کہ سکران کے ظہار کے بارے میں دو قول ہیں، ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جب یہ بات ثابت ہے تو طلاق سکران کے بارے میں بھی ان کا دو قول سمجھا جائے گا، ایک یہ کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، امام ربیعہ، لیث، داؤد، ابوثور اور مزنی کا یہی مذہب ہے، کیونکہ اس کی عقل زائل ہوگئی ہے، وہ پاگل کے مشابہ ہے" (المجموع شرح المہذب ۱۷/۶۲)۔

اور فقہ حنبلی کے شارح علامہ ابن قدامہ (م: ۶۲۰ھ) نقل کرتے ہیں:

"وعن أبي عبد الله رحمه الله في السكران روايات: رواية يقع الطلاق، ورواية لايقع، ورواية يتوقف عن الجواب و يقول: قد اختلف فيه أصحاب رسول الله ﷺ" (المغنی ۷/۲۸۹، ط: دار الفکر بیروت)۔

(امام احمد سے طلاق سکران کے بارے میں چند روایات منقول ہیں: ایک روایت یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جائے گی، ایک روایت کے مطابق طلاق واقع نہیں ہوگی، ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے جواب دینے میں توقف فرمایا اور فرمایا کہ اس بارے میں صحابہ کا اختلاف ہے)۔

حنابلہ کے نزدیک راجح مذہب یہ ہے کہ طلاق سکران واقع نہیں ہوتی ہے، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"هذه المسألة هو فيها قولان للعلماء: أصحهما أنه لايقع طلاقه .... وهو إحدى الروايتين عن أحمد، اختارها طائفة من أصحابه" (فتاوی ابن تیمیہ ۳۳/۱۰۲، ط: دار الرحمۃ قاہرۃ)۔

اس مسئلہ میں علماء کا دو قول ہیں، زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، یہی ایک روایت امام احمد سے بھی ہے، جس کو ان کے شاگردوں کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے)۔

حافظ ابن قیم نے تو اس بارے میں امام احمد کا رجوع بیان کیا ہے:

"ولذلک رجع الإمام أحمد إلى هذا القول بعد أن كان يفتي بنفوذ

طلاقہ" (اعلام الموقعین: ۴/ ۴۸، ط: دار الجیل بیروت)۔

اسی طرح طلاق سکران کے بارے میں علماء کی دو رائے پائی جاتی ہیں، صحابہ میں سیدنا علی، سیدنا معاویہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم، تابعین میں سعید بن مسیّب، سلیمان بن یسار، زید بن علی، ہادی اور مؤید باللہ اور فقہاء میں امام ابوحنیفہ، صاحبین، امام مالک، ثوری، اوزاعی اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک نشہ والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

لیکن سیدنا عثمان، جابر بن زید، ابن عباس رضی اللہ عنہم (ایک روایت) تابعین میں ابوشعثاء، طاؤس، عکرمہ، مجاہد، قاسم بن محمد اور عمر بن عبدالعزیز اور فقہاء میں امام ابویوسف، امام زفر، امام طحاوی، امام کرخی، امام اسحاق، ربیعہ ولیث، داؤد بن علی، ابوثور، مزنی، ناصر، ابوطالب، ابن سریج اور ابوبکر عبدالعزیز وغیرہ کے نزدیک سکران کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے (دیکھئے: المغنی ۷/ ۲۸۹، المجموع ۱۷/ ۶۳، اعلام الموقعین: ۴/ ۴۹)۔

بہتر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فریقین کی دلائل پیش کر دیے جائیں، تاکہ ان کی روشنی میں کوئی رائے قائم کرنے میں آسانی ہو۔

قائلین طلاق کے دلائل اور ان کا جائزہ

۱ - **يا أيها الذين آمنوا لاتقربوا الصلاة وأنتم سكارىٰ.** (النساء: ۴۳)

(اے ایمان والو! تم نماز کے پاس کبھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو)۔

علامہ ابن ہمام (م: ۶۸۱ھ) کہتے ہیں: "اگر نشہ کی حالت میں خطاب کیا گیا ہے تو یہ نص ہے، اگر خطاب نشہ سے پہلے ہے، تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ نشہ کی حالت میں مخاطب ہے، کیونکہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اگر تم پاگل ہو جاؤ، تو ایسا نہ کرنا" (فتح القدیر ۳/ ۳۴۷، نیز دیکھئے: المجموع ۱۷/ ۶۲)۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں دراصل نشہ سے روکا گیا ہے، تاکہ نماز کی قریب

ہوا جا سکے، نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں نشہ میں چور شخص کو نماز سے روکا گیا ہے، چنانچہ آگے کہا گیا حتی تعلموا ما تقولون (یہاں تک کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ تم کیا کہہ رہے ہو) اس لفظ سے معلوم ہوا کہ نشہ والا ایسی بات کہتا ہے جس کا اس کو علم نہیں ہوتا، تو جس کا یہ حال ہو وہ مکلّف کیسے ہو سکتا ہے، وہ نا سمجھ ہے اور اصول ہے کہ مکلّف قرار دینے کے لئے سمجھ شرط ہے (المجموع ۱۷/ ۶۳)۔

۲- "کل طلاق جائز، إلا طلاق المعتوه المغلوب علی عقله" (ترمذی ۱/ ۲۲۶، کتاب الطلاق، باب ماجاء فی طلاق المعتوہ)۔

(تمام طلاق جائز ہے، سوائے نا سمجھ کے جس کی عقل زائل ہو چکی ہو)۔

علامہ کاسانی نے لکھا ہے کہ قرآن میں طلاق کا بیان مطلق ہے، جس میں سکران اور غیر سکران کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے، البتہ حدیث میں جن لوگوں کی طلاق کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، جیسے معتوہ بچہ اور پاگل، تو صرف ان ہی کی طلاق کا اعتبار نہیں ہوگا (بدائع الصنائع ۳/ ۱۵۹، اور دیکھئے: المغنی ۷/ ۲۸۹)۔

اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے شرعی دلائل سے اگر طلاق سکران ثابت نہ ہو تو آیت وحدیث کے عموم میں تخصیص کی جا سکتی ہے۔

ابو وبرہ کلبی کہتے ہیں کہ خالد نے مجھے سیدنا عمرؓ کے پاس بھیجا، میں مسجد میں ان کے پاس پہنچا، ان کے ساتھ سیدنا عثمان، علی، عبدالرحمٰن، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم موجود تھے، میں نے کہا: خالد کہتے ہیں کہ لوگوں ں کو خمر کے بارے میں تامل ہے، وہ اس کی سزا معلوم کرنا چاہ رہے ہیں، سیدنا عمر نے کہا: یہ حضرات تمہارے سامنے ہیں ان سے پوچھ لو، سیدنا علیؓ نے کہا: ہم سمجھتے ہیں کہ جب اسے نشہ آجاتا ہے تو بے کار کی باتیں کرنے لگتا ہے، جب بے کار کی باتیں کرنے لگے گا، تو افترا پردازی کرے گا، اور الزام لگانے والے کے لئے اسی کوڑے ہیں، سیدنا عمرؓ نے کہا: انہوں نے جو بات کہی ہے، اسے اپنے ساتھی تک پہنچا دو" (المغنی ۷/ ۲۸۹، المجموع ۱۷/ ۶۲)۔

گویا صحابہ نے شراب پینے والے کو صحیح آدمی کے حکم میں رکھا، لیکن یہاں یہ کہا

جاسکتا ہے کہ صحابہ کی حد مقرر کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ صحابہ نے اس کو ہوش مند آدمی کی حکم میں رکھا ہے، اگر ایسی بات ہوتی تو خود اس مجلس میں موجود رہتی والے حضرت عثمانؓ شرابی کی طلاق کے قائل ہوتے، جب کہ وہ قائل نہیں ہیں، بلکہ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ کسی صحابی سے حضرت عثمانؓ کا اختلاف ثابت نہیں (دیکھئے: اعلام الموقعین ۴/ ۴۷، فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۳/ ۱۰۲)۔

۴- انہوں نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ شراب پینے والا گنہ گار ہے گناہ کی وجہ سے وہ غیر مکلّف نہیں سمجھا جاسکتا، اس لئے اس کو قضا نماز پڑھنے کا اور ان چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے جو نشہ سے پہلے اس پر واجب تھیں، امام طحاوی نے اس کا جواب دیا ہے کہ فاقد العقل کے احکام مختلف نہیں ہوتے، خواہ اس کی وجہ سے عقل زائل ہوئی ہو یا کسی اور وجہ سے، اسی طرح خواہ کسی وجہ سے نماز میں قیام کرنے سے مجبوری ہو، کوئی فرق نہیں پڑتا، جیسے کسی نے اپنا پاؤں خود ہی توڑلیا، تو اب اس کے لئے قیام فرض نہیں رہے گا (المجموع ۱۷/ ۶۴، فتح الباری ۹/ ۳۸۹)۔

ابن منذر نے قضا نماز پر قیاس کا جواب دیا ہے کہ سونے والے شخص پر نماز کی قضا واجب ہے، لیکن اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ سونے کی حالت میں وہ بالاتفاق غیر مکلّف ہے (حوالہ سابق)۔

۵- ان کا استدلال اس لئے بھی ہے کہ احکام کا تعلق اسباب سے ہوتا ہے، یہاں طلاق کا سبب خود طلاق کا تکلم ہے، جیسے جنایات میں ہوتا ہے، اس کا جواب دیا گیا ہے کہ اگر محض طلاق کا تکلم سبب ہے، تو مجنون، سویا ہوا اور ایسے نشہ والے کی بھی طلاق پڑجانی چاہئے، جس کے نشہ میں آنے میں اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ (حوالہ سابق)

مانعین طلاق کے دلائل

۱- ”عن ماعز بن مالک لما جاء إلی النبي ﷺ وأقر أنه زنی أمر النبي ﷺ أن يستنكهوه ليعلموا هل هو سكران أم لا؟“ (بخاری بحوالہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۳/ ۱۰۲)۔

(حضرت ماعز بن مالکؓ جب نبی ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے بدکاری کا اقرار کیا، تو نبی کریم ﷺ نے سونگھنے کا حکم دیا کہ کہیں وہ نشہ کی حالت میں تو نہیں ہیں)؟

حافظ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اگر وہ نشہ کی حالت میں ہوتے، تو ان کا اقرار درست نہیں ہوتا، جب اس حالت میں اقرار درست نہیں، تو معلوم ہوا کہ اس کے اقوال باطل ہیں، جیسا کہ مجنون کے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں (فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۳/۱۰۲)۔

۲- ''وقال علي: بقر حمزة خواصر شارفي، فطفق النبي ﷺ يلوم حمزة، فإذا حمزة ثمل محمرة عيناه، ثم قال حمزة: وهل أنتم إلا عبيد لأبي، فعرف النبي ﷺ أنه قد ثمل، فخرج وخرجنا معه'' (بخاری ۲/۷۹۳، کتاب الطلاق: باب الطلاق في الإغلاق والكره)۔

(حضرت علیؓ نے کہا: حضرت حمزہؓ نے میری اونٹنی کی ایڑیاں کاٹ ڈالیں، نبی ﷺ حضرت حمزہؓ پر ملامت کرنے لگے، حضرت حمزہؓ نشہ میں مدہوش تھے، ان کی آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں، انہوں نے کہا: تم لوگ میرے والد کے غلام ہو، نبی ﷺ نے جب محسوس کیا کہ وہ نشہ میں چور ہیں، تو آپ ﷺ وہاں سے چلے آئے، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلے آئے)۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۷۷۳-۸۵۲ھ) نے اس حدیث کو قابل استدلال قرار دیا ہے، اور اس پر اعتراض کا جواب بھی دیا ہے:

''یہ ان لوگوں کے لئے قوی تر دلیل ہے جو سکران کو قابل مؤاخذہ نہیں سمجھتے کہ نشہ کی حالت میں اس کی طلاق وغیرہ واقع نہیں ہوتی۔ مہلب نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اس وقت شراب مباح تھی، لہٰذا اس حالت میں جو کچھ کہا گیا، اس کا حکم بھی ساقط ہوگیا، نیز اسی واقعہ کے سبب شراب حرام کردی گئی ان کا یہ اعتراض محل نظر ہے، کیونکہ اس واقعہ سے صرف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حالت نشہ میں کے قول وعمل پر مؤاخذہ نہ ہو، اس لئے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ شراب مباح تھی یا نہیں تھی'' (فتح الباری ۹/۳۸۸)۔

۳- "لاتقربوا الصلاة وأنتم سكارىٰ حتى تعلموا ما تقولون" (النساء:۴۳)۔
(تم نماز کے قریب ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ تم نشہ میں ہو، یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ تم کیا کہتے ہو)۔

حافظ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ جس طرح نشہ کی حالت میں نماز درست نہیں ہوتی، اسی طرح اس آیت کے مطابق طلاق بھی واقع نہیں ہونی چاہیے۔(فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۳/ ۱۰۳، نیز دیکھئے فقہ السنہ: ۲/ ۲۱۲)

۴- "وقال عثمانؓ: ليس لمجنون ولا لسكران طلاق" (بخاری ۲/ ۷۹۳، وصله ابن أبي شيبة عن شبابة، فتح الباري ۹/ ۳۸۹)۔
(سیدنا عثمانؓ نے کہا: پاگل اور نشہ والے شخص کی طلاق نہیں پڑتی)۔

۵- "وقال ابن عباس: طلاق السكران والمستكره ليس بجائز" (حوالہ سابق)۔
(سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں: نشہ والے اور زبردستی کئے جانے والے شخص کی طلاق جائز نہیں)۔

حافظ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد حافظ ابن قیم کا دعویٰ ہے کہ صحابہ میں سے کسی نے ان دونوں حضرات کے فتویٰ کی مخالفت نہیں کی ہے، اور اسی بنا پر امام احمد نے اسی قول کی طرف رجوع کرلیا: "ولا يعرف عن رجل من الصحابة أنه خالف عثمان وابن عباس في ذلک، ولذلک رجع الإمام أحمد إلى هذا القول بعد أن كان يفتي بنفوذ طلاقه" (دیکھئے: اعلام الموقعین: ۴/ ۴۸-۴۹، فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۳/ ۱۰۲)۔

واضح رہے کہ علامہ کاسانی نے بھی دعویٰ کیا ہے کہ اکثر صحابہ کے نزدیک طلاق سکران واقع ہوجاتی ہے، لیکن اس پر انہوں نے نہ کوئی دلیل پیش کی ہے، نہ کسی صحابی کا قول ذکر کیا ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی توضیح کی ہے۔(ملاحظہ ہو: بدائع الصنائع: ۳/ ۱۵۸)

۶-معتوہ (کم فہم اورنا تدبیر) پر قیاس

"واختاره الطحاوي واحتج بأنهم أجمعوا على أن طلاق المعتوه لا يقع، قال: والسكران معتوه بسكره" (فتح الباری ۹/۳۸۹)۔

(امام طحاوی نے اس کو اختیار کیا ہے، ان کا استدلال یہ ہے کہ معتوہ کی طلاق واقع نہ ہونے پر علماء کا اتفاق ہے، اسی طرح نشہ والا اپنے نشہ کی وجہ سے معتوہ کے حکم میں ہے)۔

۷- "والقياس الصحيح المحض على زائل العقل بدواء أو بنج أو مسكر هو معذور بمقتضى قواعد الشريعة، فإن السكران لاقصد، فهو أولى بعدم المؤاخذه فمن اللاغي" (اعلام الموقعین ۴/۴۹)۔

(دوا، بھنگ یا ایسی منشیات کا استعمال کیا، جن میں شرعی قواعد کے مطابق معذور ہے اور اس کی عقل زائل ہوگئی (تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی) اس کے مطابق صحیح قیاس یہ ہے کہ جان بوجھ کر منشیات استعمال کرنے والے کی بھی طلاق واقع نہ ہو، کیونکہ اس کا ارادہ طلاق دینے کا نہیں ہے، معتوہ کے مقابلہ میں وہ زیادہ نا قابل مؤاخذہ ہے)۔

۸-دوسری نظائر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سکران کی طلاق واقع نہ ہو، ابن قدامہ لکھتے ہیں:

"من كسر ساقيه جاز له أن يصلي قاعداً، ولو ضربت المرأة بطنها فنفست سقطت عنها الصلاة، ولو ضرب رأسه فجن سقط التكليف" (المغنی ۷/۲۸۹-۲۹۰)۔

(جو خود اپنی پنڈلی توڑ ڈالے، اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، اگر عورت اپنے پیٹ پر مارے اور اس کو نفاس کا خون آنے لگے، تو اس سے نماز معاف ہو جائے گی، اسی طرح اگر کسی نے اپنے سر پر مارا جس کی وجہ سے وہ پاگل ہوگیا، تو اس پر سے شرعی پابندی اٹھ جائے گی)۔

طلاق سکران کی وجوہات اور ان کا جائزہ

قائلین طلاق سکران کے نزدیک تین وجوہ پیش نظر ہیں، جیسا کہ علامہ نووی نے ذکر

کیا ہے:

''سکران کی نیت کے بارے میں ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کے نشہ کا علم اسی کی طرف سے ہوسکتا ہے، فسق کی بنا پر وہ نشہ کے دعویٰ میں متہم ہے، اس لحاظ سے ظاہر میں تو اس کی طلاق ہو جائے گی، لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس شخص کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوگی''۔

جبکہ بعض حضرات کہتے ہیں: بہ طور سختی (تغلیظ) اس کی طلاق واقع شمار کی جاتی ہے، اس کے مطابق اس کا وہ تمام عمل واقع شمار کیا جائے، جس میں سختی ہو، جیسے طلاق، ارتداد، عتق اور حدود اور جس میں تخفیف ہو جیسے نکاح، رجعت اور ہدیہ قبول کرنا، یہ واقع نہ ہوں، بعض حضرات کہتے ہیں: اس کا نشہ میں آنا گناہ ہے، اس لئے نشہ کا حکم ساقط ہوگیا، گویا وہ صحیح آدمی کی طرح ہے، اس کے تمام افعال درست ہوں گے'' (المجموع ۱۷/ ۶۲)۔

صاحب ہدایہ نے بھی لکھا ہے کہ معصیت کے سبب بہ طورِ زجر اس کی طلاق واقع سمجھی جائے گی (دیکھئے: ہدایہ مع الفتح ۳/ ۲/ ۷ ۴)۔

پہلی وجہ کا جواب یہ ہے کہ نشہ کوئی ایسی مخفی چیز نہیں جس کا دوسروں کو اندازہ نہ ہوسکے، حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جب یہ جان لیا کہ سیدنا حمزہؓ حالت نشہ میں ہیں، تو ان کے پاس سے ہٹ گئے: ''فعرف النبي ﷺ أنه قد ثمل فخرج'' (بخاری ۲/ ۷۹۳)۔

معصیت، تغلیظ اور زجر کا بہتر جواب علامہ شوکانی نے دیا ہے:

علامہ شوکانی کہتے ہیں: ''نشہ میں مدہوش شخص جو سمجھ نہیں رکھتا ہے، اس کے لئے طلاق کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس حالت میں اس پر شرعی احکام لاگو نہیں ہوتے، شارع نے اس کی سزا متعین کردی ہے، ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم اپنی عقل سے اس سے تجاوز کریں اور کہیں کہ بہ طور سزا اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، تاکہ اس کی سزا دوہری ہو جائے'' (فقہ السنہ ۲/ ۱۲۳)۔

اس کے علاوہ یہ حقیقت ہے کہ اگر سزا کی طور پر سکران کی طلاق واقع سمجھی جائے تو اس

سے زیادہ اس کی بیوی اور بچوں کے لئے سزا ہو جاتی ہے، اس لئے آج کے موجودہ حالات کے مطابق بہ طور زجر وسزا اسکران کی طلاق قرار دینے میں کوئی معقولیت نظر نہیں آتی ہے۔ آخر میں علامہ حافظ ابن تیمیہ کی بات نقل کر کے موضوع ختم کرتا ہوں۔

"ومن تأمل أصول الشريعة ومقاصدها تبين له أن هذا القول هو الصواب، وأن إيقاع الطلاق بالسكران قول ليس له حجة صحيحة يعتمد عليها" (مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۳؍۱۰۳، الفتاویٰ الکبری ۳؍۳۰۴)۔

(جو شریعت کے اصول اور اس کے مقاصد پر غور کرے اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہی بات درست ہے اور سکران کی طلاق کو واقع کرنا ایسا قول ہے جس کی کوئی صحیح اور قابل اعتماد دلیل نہیں ہے)۔

☆☆☆

حالت نشہ کی طلاق سماجی مشکلات اور حل

مولانا محمد نور القاسمی☆

وقوع طلاق کے قائلین

جو حضرات کہتے ہیں کہ حرام شئی کے استعمال سے پیدا شدہ نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، ان میں امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، عطاء بن رباح، مجاہد، حسن بن حی، محمد بن سیرین، سعید بن المسیب، عمر بن عبد العزیز (قول قدیم) سلیمان بن یسار، ابراہیم نخعی، ابن شہاب زہری (قول قدیم) شعبی، ابو بکر خلال، القاضی میمون بن مہران، امام مالک، سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی (ایک قول)، ابن شبرمہ، سلیمان بن حرب، حضرت علی، حضرت معاویہ، امام احمد (ایک روایت)، جابر بن زید اور ابن ابی لیلیٰ وغیرہم (رضی اللہ تعالی عنہم) شامل ہیں (ملاحظہ ہو: نصب الرایہ ۳/ ۲۲۴، المغنی ۸/ ۲۵۵، المحلی لابن حزم ۷/ ۲۰۹، کتاب الأم ۵/ ۲۵۳، المبسوط ۶/ ۲۸۶ بدائع الصنائع ۳/ ۹۹، رد المحتار ۳/ ۲۳۹ فتح القدیر ۳/ ۴۹۰ مجمع الانہر والدر المنتقی ۱/ ۳۸۴ اعلام الموقعین ۴/ ۴۹، موسوعۃ فقہ ابراہیم نخعی ۲/ ۷۰۳ المدونۃ الکبریٰ ۲/ ۱۲۷، سنن سعید بن منصور: ۱/ ۲۶۹۔ ۲۷۴)

ان حضرات کے دلائل

طلاق سکران کے وقوع کے قائلین کی دلیلوں میں سے بعض نقلی ہیں اور بعض عقلی۔

دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ان حضرات کا کہنا ہے کہ شریعت نے نشہ کی حالت میں بھی انسانوں کو مخاطب کیا

☆ جامعۃ الہدایہ جے پور راجستھان۔

ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”یاأیها الذین آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون“ (سورۂ نساء: ۴۳)۔

(اے ایمان والو! نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہیں)۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نشہ کی حالت میں بھی مومنین کو شریعت نے مکلّف بنایا ہے اور مکلّف کے اقوال وافعال معتبر ہیں، لہٰذا اسکران کے اقوال وافعال معتبر ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ اگر نشہ کی حالت میں وہ کسی کو قتل کردے تو بطور قصاص اس کو بھی قتل کردینے کا حکم ہے۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ حدود شبہہ کی بنا پر ختم ہوجاتے ہیں، جب نشہ کی حالت میں قتل کرنے کی وجہ سے اسے بھی قتل کرنے کا حکم ہے جو کہ محض شبہہ کی بنا پر ختم ہوجاتے ہیں یعنی حدود ختم نہ ہوسکے تو طلاق وغیرہ کے سلسلہ میں اس کے اعمال واقوال بدرجہ اولیٰ معتبر ہوں گے کہ اس میں شبہہ وعدم شبہہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۲- چونکہ اس نے اپنی عقل کو اپنے قصد وارادہ سے حرام شئی کے استعمال کی وجہ سے زائل کیا ہے، اس لئے فقہاء حنفیہ وغیرہم نے اس کو تقدیراً عاقل مانتے ہوئے اس پر طلاق کو ازارہ زجر وتوبیخ نافذ مانا ہے کہ طلاق کا وقوع خود اس کی سزا ہوجائے گی (ہدایہ مع الفتح ۳؍۴۹۰، فصل: ویقع طلاق کل زوج الخ کتاب الطلاق، ط: دار الفکر بیروت دوسرا ایڈیشن)۔

۳- **”عن أبی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ: کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب علی عقله“** (سنن الترمذی ۱؍۱۴۲ باب ما جاء فی طلاق المعتوہ، طبع کتب خانہ رشیدیہ)۔

(حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر طلاق جائز ہے سوائے ایسے معتوہ کی طلاق کے جس کی عقل مغلوب ہو)۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ صرف معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اس کے علاوہ ہر عاقل بالغ مرد کی طلاق واقع ہو جاتی ہے خواہ وہ نشہ کی حالت میں ہو یا عدم نشہ کی حالت میں، اس لئے کہ اگر سکران کی بھی طلاق واقع نہ ہوتی تو نبی کریم ﷺ معتوہ کے ساتھ سکران کا بھی استثناء کرتے۔

۴-صحابہ کرام نے سکران کو صاحی (غیر مدہوش) کی طرح مانا ہے جیسا کہ حضرت وبرہ کلبیؓ کی روایت سے پتہ چلتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے مجھے حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا، جب میں وہاں پہنچا تو حضرت عمرؓ کے پاس صحابہ کرام کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی جس میں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد الرحمٰن، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ میں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ ہمارے علاقہ میں لوگ شراب پینے کے عادی ہو چکے ہیں اور انہیں سزا کا کوئی خوف نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ صحابہ کی یہ جماعت تمہارے سامنے ہے ان سے دریافت کرلو! حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ جب کوئی نشہ کا استعمال کرے گا تو بعد میں بکواس کرے گا اور اس بکواس میں پاکدامن عورتوں پر تہمت بھی لگا سکتا ہے، اور تہمت لگانے والے کی سزا اسی ۸۰ کوڑے ہیں، لہذا شراب نوشی کرنے والے کی سزا بھی ۸۰ اسی کوڑے ہوگی۔ اس سے پتہ چلا کہ ان حضرات نے اس کو صاحی کی طرح مانا ہے جبھی تو انہوں نے نشہ کی حالت میں تہمت لگانے پر اسی (۸۰) کوڑے بطور سزا رسید کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ شیخ منصور البہوتی (م:۱۰۵۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"لأن الصحابة جعلوه كالصاحي في الحد بالقذف" (کشاف القناع عن متن الاقناع ۵ر ۲۳۴، کتاب الطلاق، طبع دار الفکر بیروت ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء)۔

(اس لئے کہ صحابہ نے اس کو حد قذف کے سلسلہ میں صاحی کی طرح مانا ہے)۔

آیت کریمہ میں خطاب "سکاریٰ" یعنی مدہوش سے نہیں ہے بلکہ ایسے لوگوں سے ہے جن کا نشہ اتر چکا ہو، گویا اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے ان مومنین کو جو عدم نشہ کی حالت میں ہیں،

مخاطب کر کے فرمایا کہ جب نماز کا وقت قریب آجائے تو نشہ آور چیزوں کے استعمال سے کنارہ کشی اختیار کرلو! ایسا نہ ہو کہ نماز کا وقت قریب ہو تو تم نشہ کا استعمال کرو اور پھر لڑکھڑاتے ہوئے نماز میں حاضر ہو جاؤ (اصول الفقہ الاسلامی لبدران، ص ۳۱۵، المبحث الاول: شروط التکلیف، ناشر موسسۃ شباب الجامعہ الاسکندریہ ۱۹۸۴ء)۔

دوسری دلیل کے بارے میں خود علامہ ابن الہمام نے لکھا ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ نشہ کرنے والے نے اپنے قصد وارادہ سے معصیت یعنی گناہ کا ارتکاب کر کے عقل کو زائل کیا ہے، لیکن محض اس کے قصد وارادہ کی وجہ سے اس کے اعمال واقوال پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اس لئے کہ اگر اس کا اثر ہوتا تو اس کا ارتداد بھی صحیح ہونا چاہئے، جب کہ بالاتفاق اس شخص کو مرتد قرار نہیں دیا جاتا ہے۔

"وكون زوال عقله بسبب هو معصية لا أثر له وإلا صحت ردته ولا تصح" (فتح القدیر ۳/ ۴۹۰ طبع دار الفکر بیروت دوسرا ایڈیشن)۔

(اس کے عقل کا زائل ہونا معصیت کی وجہ سے ہے، اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا ورنہ اس کا ارتداد بھی صحیح ہوتا حالانکہ صحیح نہیں ہوتا)، نیز اس سلسلہ میں امام ابوجعفر طحاوی فرماتے ہیں کہ فاقد العقل کے احکام عاقل کے احکام سے مختلف ہیں، خواہ فقدان عقل خود اس کے اپنے عمل سے ہوا ہو یا دوسروں کے عمل سے فاقد العقل کے احکام میں تبدیلی نہیں آئے گی، جیسا کہ اگر کسی شخص کا پیر ٹوٹ جائے تو اس سے نماز میں قیام کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے، خواہ اس نے خود اپنے عمل سے پیر توڑا ہو یا خود بخود ٹوٹ گیا ہو۔ خلاصہ یہ کہ شارب خمر اپنے اس فعل کی وجہ سے گناہ گار تو ہوگا تاہم چونکہ وہ فاقد العقل ہے اس لئے جو فاقد العقل کے احکام ہیں وہ اس کے لئے بھی ہوں گے (فتح الباری ۹/ ۳۹۱، کتاب الطلاق، باب الطلاق فی الاغلاق والکرہ والسکران ابخ طبع دار المعرفہ بیروت)۔

وقوع طلاق کے قائلین کی ایک دلیل حدیث: "كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب على عقله" (سنن الترمذی ۱/ ۱۴۲، باب ماجاء فی طلاق المعتوہ طبع کتب خانہ رشیدیہ)

ہے، امام طحاوی فرماتے ہیں کہ معتوہ کی طلاق اس وجہ سے واقع نہیں ہوتی کہ اس کی عقل میں خلل ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سکران بھی اس میں داخل ہے کیونکہ اس کی عقل میں بھی خلل واقع ہوجاتا ہے، چنانچہ علامہ ابن حجر نقل کرتے ہیں:

"واحتج بأنهم أجمعوا على أن طلاق المعتوه لا يقع، قال: والسكران معتوه بسكره" (فتح الباری ۳۹۱/۹، کتاب الطلاق، طبع دار المعرفہ بیروت)۔

(وہ دلیل دیتے ہیں کہ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سکران بھی اپنے سکر کی وجہ سے معتوہ ہے)۔

حضرت علیؓ کا قول: إذا شرب سكر وإذا سكر هذى وإذا هذى افترىٰ وإذا افترىٰ جلد ثمانين (المحلی ۲۱۱/۱۰) (یعنی جب شراب پیئے گا تو نشہ آئے گا اور جب نشہ آئے گا تو بکواس کرے گا اور جب بکواس کرے گا تو تہمت لگائے گا اور جب تہمت لگائے گا تو اس کو اسّی کوڑے رسید کئے جائیں گے) وقوع کے قائلین کی دلیل ہے، اس کے بارے میں علامہ شوکانی تحریر فرماتے ہیں:

"اعلم أن هذا الأثر لا يتم إلا بعد تسليم أن كل شارب خمر يهذي بما هو افتراء وأن كل مفتر يجلد ثمانين جلدة والكل ممنوع، فإن الهذيان إذا كان ملازماً للسكر فلا يلزمه الافتراء، لأنه نوع خاص من أنواع ما يهذي به الإنسان والجلد إنما يلزم من افترى افتراء خاصا وهو القذف لا كل مفتر وهذا لاخلاف فيه فكيف صح مثل هذاالقياس، فإن قال قائل: إنه من باب الإخراج للكلام على الغالب فذلك أيضاً ممنوع، فإن أنواع الهذيان بالنسبة إلى الافتراء وأنواع الافتراء بالنسبة إلى القذف هي الغالب بلا ريب، وقد تقرر في علم المعاني أن أصل "إذا" الجزم بوقوع الشرط، ومثل هذا الأمر النادر مما يبعد بوقوعه" (نیل الأوطار من أحادیث سید الأخیار ۱۴۶/۷، کتب حد شارب الخمر طبع دار القلم بیروت)۔

(جان لو کہ اس اثر کا مفہوم اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ یہ تسلیم نہ کرلیا جائے کہ شراب پینے والا ہر شخص ایسی بکواس کرتا ہے جس میں تہمت ہوتی ہو اور یہ کہ ہر تہمت لگانے والے کو اسی کوڑے مارے جاتے ہوں، حالانکہ یہ دونوں باتیں ممنوع ہیں، اس لئے کہ ہذیان کو اگر سکر کے لئے لازم وملزوم مان بھی لیں تو بھی ہذیان میں افتراء ہی ہو یہ ضروری نہیں، اس لئے کہ انسان کے بکواس وہذیان میں سے ایک خاص قسم کا نام افتراء ہے اور کوڑے کی سزا بھی ہر قسم کی افتراء پر نہیں ہوتی، بلکہ ایک خاص قسم کے افتراء یعنی قذف (پاکدامن پر زنا کی تہمت لگانے) پر ہوتی ہے، یہ تمام مسائل تو متفق علیہ ہیں تو پھر اس قسم کا قیاس کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے، اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس قیاس میں جو باتیں کہی گئی ہیں وہ غلبہ کی بنا پر کہی گئی ہیں۔ تو یہ اعتراض بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ہذیان کے اقسام کی نسبت افتراء کی طرف اور افتراء کے اقسام کی نسبت قذف کی طرف اگرچہ اکثر وبیشتر ہوتا ہے، لیکن علم ''معانی'' میں یہ بات ثابت ہے کہ لفظ ''إِذا'' کی اصل شرط کے وقوع کا بالیقین ہونا ہے، جب کہ مذکورہ امر نادر کے وقوع کا بالکل یقین کرلینا بہت بعید ہے)۔

عدم وقوع کے قائلین

جن حضرات کا موقف یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں اگر طلاق دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی، ان میں حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، جابر بن زید، عکرمہ، ابوبکر عبدالعزیز، عمر بن عبدالعزیز (اصح قول)، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحی بن سعید انصاری، لیث بن سعد، العنبری، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، المزنی، احمد بن حنبل (دوسری روایت)، عطاء (اصح قول)، ابن سریج، جوینی، ابوجعفر طحاوی، ابوالحسن کرخی، ابویوسف (ایک روایت) محمد بن الحسن (ایک روایت) زفر بن ہذیل، حمید بن عبدالرحمٰن، عبداللہ ابن الحسین، امام محمد بن اسماعیل بخاری، علامہ ابن القیم جوزی، علامہ شوکانی، ابوحامد، ابوسہل صعلوکی، سہل صعلوکی، ابوالطاہر زنادی، محمد بن مسلمہ، علامہ

ابن حزم، ابوالشعثاء وغیرہم (رضی اللہ عنہم وارضاہم) شامل ہیں (ملاحظہ ہو: نصب الرایہ ۳/ ۲۲۴، المغنی ۸/ ۲۵۶، اعلام الموقعین ۴/ ۴۹، فقہ السنہ ۳/ ۲۲۲، روضۃ الطالبین للنووی ۸/ ۶۲، المحلی ۱۰/ ۲۱۹، فتح الباری ۹/ ۳۹۱، فتح القدیر ۳/ ۴۹۰، سنن سعید بن منصور ۱/ ۲۶۹، ۲۷۴)۔

ان حضرات کے دلائل

۱- ہر قول وعمل کی صحت کا دارومدار نیت پر ہے، حدیث میں ہے: "إنما الأعمال بالنیات" (صحیح البخاری ۱/ ۲، باب کیف کان بدء الوحی الخ طبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی)۔

جس شخص میں قصد وارادہ کی صلاحیت ہی نہ ہو اس کے اعمال واقوال کیسے درست قرار دیئے جاسکتے ہیں، سکران اپنے نشہ کی وجہ سے اس حالت میں نہیں ہوتا کہ اس کی طرف سے قصد وارادہ کا وقوع ہو۔

۲-حضرت عثمانؓ کا قول: "لیس لمجنون والسکران طلاق" (صحیح البخاری ۲/ ۷۹۳، باب الطلاق فی الاغلاق والکرہ والسکران الخ طبع کتب خانہ رشیدیہ)۔

(مجنون اور سکران کی طلاق نہیں ہوتی ہے)۔

اس حدیث کے ذکر کرنے کے بعد علامہ ابن قدامہ نے ابن المنذرؒ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

"قال ابن المنذر: هذا ثابت عن عثمان و لا نعلم أحداً من الصحابة خالفه" (المغنی ۸/ ۲۵۶، روایات عن ابی عبداللہ فی طلاق السکران، کتاب الطلاق طبع دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۳ء)۔

(ابن المنذرؒ نے فرمایا کہ یہ حضرت عثمانؓ سے ثابت ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ صحابہ میں سے کسی نے ان کی مخالفت کی ہو)۔

اور امام احمد بن حنبل کا قول اس طرح نقل فرمایا ہے:

"قال أحمد: حديث عثمان أرفع شئی فيه وهو أصح" (حوالہ سابق)۔

(احمد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان کی حدیث اس سلسلہ میں سب سے زیادہ بلند ہے اور اصح ہے)۔

دوسری روایت میں حضرت عثمان کی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

"عن عثمان قال: كل الطلاق جائز إلا طلاق النشوان وطلاق المجنون" (سنن سعید بن منصور، تحقیق الشیخ حبیب الرحمن الاعظمی: ۱/۱۲۷۱، حدیث ۱۱۱۲، باب ما جاء فی طلاق السکران الخ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت، پہلا اڈیشن ۱۴۰۵ء ۱۹۸۵ء)۔

(حضرت عثمان سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہر طلاق جائز ہے، سوائے مست آدمی اور مجنون کی طلاق کے)۔

۳- حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

"طلاق السكران والمستكره ليس بجائز" (صحیح البخاری ۲/ ۷۹۳، باب الطلاق فی الاغلاق والکرہ والسکران، کتاب الطلاق، طبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی)۔

(سکران اور ایسے شخص کی طلاق جس کو مجبور کیا گیا ہو، واقع یا نافذ نہیں ہوگی اور ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

"ليس لسكران ولا مضطهد طلاق" (کتاب تہذیب التہذیب ۵/ ۲۳۶، عن عبداللہ بن طلحہ الخزاعی، طبع دار الفکر بیروت) (سکران اور مجبور کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے)۔

۴- "قال ابن عباس: الطلاق عن وطر والعتاق ما أريد به وجه الله" (صحیح البخاری ۲/ ۷۹۳، باب الطلاق فی الاغلاق والکرہ والسکران، طبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی)۔

(حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ طلاق ضرورت کی وجہ سے ہوتی ہے اور عتاق تو وہ ہے جس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو)۔

یعنی شوہر کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو بغیر ضرورت طلاق دے، ہاں ضرورت ہو مثلاً بیوی ناشزہ ہو تو پھر طلاق دے دے جبکہ سکران اپنی ضرورت سے طلاق نہیں دیتا

ہے بلکہ نشہ کی وجہ سے بغیر قصد وارادہ کے وہ بکواس کرتا ہے)۔

۵-امام بخاری نے طلاق سکران کے عدم وقوع پر استدلال کرتے ہوئے حضرت علیؓ کا قول بھی پیش کیا ہے:

"كل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه" (صحیح البخاری ۲/ ۷۹۳، کتاب الطلاق طبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی) (معتوہ کی طلاق کے علاوہ سب طلاقیں نافذ ہوتی ہیں)۔

طریقہ استدلال شاید یہ ہے کہ اس روایت میں معتوہ کی طلاق کو نافذ نہیں مانا گیا ہے، کیونکہ کہ اس کی عقل میں نقص پیدا ہو چکا ہوتا ہے، معتوہ میں خود سکران بھی داخل ہے، اس لئے کہ نشہ کی وجہ سے اس کی عقل بھی مختلل اور ماؤف ہو جاتی ہے۔

۶-ان حضرات کا استدلال اس سے بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نشہ کی حالت میں انسان کے قول وعمل کو قابل مؤاخذہ تسلیم نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعہ سے پتہ چلتا ہے۔

"قال علي : بقر حمزة خواصر شارفي فطفق النبي ﷺ يلوم حمزة فإذا حمزة قد ثمل محمرة عيناه ثم قال حمزة: هل أنتم إلا عبيد لأبي فعرف النبي ﷺ أنه قد ثمل فخرج وخرجنا معه" (حوالہ سابق)۔

(حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حمزہ نے میری دو اونٹنیوں کے پیٹ پھاڑ دیئے، نبی کریم ﷺ ان کی ملامت کرنے لگے، حضرت حمزہ نشے میں تھے ان کی آنکھیں سرخ تھیں، پھر حضرت حمزہ نے کہا: کیا تم لوگ میرے باپ کے غلام نہیں ہو نبی کریم ﷺ نے سمجھ لیا کہ وہ نشہ میں ہیں، لہذا آپ ﷺ وہاں سے چلے گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکل گئے)۔

یہاں حضرت حمزہؓ کا عمل ایسا تھا کہ اگر عدم نشہ کی حالت میں یہ ہوتا تو ان کا زبردست مؤاخذہ ہوتا، لیکن چونکہ نشہ کی حالت میں یہ واقعہ پیش آیا تھا اس لئے نبی کریم ﷺ نے درگذر فرمایا، معلوم ہوا کہ نشہ کی حالت میں اعمال واقوال معتبر نہیں ہوتے ہیں۔ اس واقعہ پر اعتراض

واقع ہوتا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ شراب نوشی مباح تھی، اسی وجہ سے مواخذہ نہیں ہوا؟ اس اعتراض کو علامہ ابن حجر نے نقل کیا ہے اور اس کا جواب بھی دیا ہے:

"واعترض المهلب بأن الخمر حينئذ كانت مباحة، قال: فبذلك سقط عنه حكم ما نطق به في تلك الحال، قال وبسبب هذه القصة كان تحريم الخمر، وفيما قاله نظر، اما أولاً فإن الاحتجاج من هذه القصة إنما هو بعد مؤاخذة السكران بما يصدر منه ولا يفترق الحال بين أن يكون الشرب مباحاً أو لا" (فتح الباری ۹؍۳۹۰، کتاب الطلاق، باب الطلاق فی الاغلاق والکرہ والسکران الخ طبع دار المعرفہ بیروت)۔

(مہلب نے اعتراض کیا ہے کہ شراب اس وقت حلال تھی، وہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے اس حالت میں جو کچھ انہوں نے کہا اس پر مواخذہ نہ ہوا، نیز وہ فرماتے ہیں کہ شراب کی حرمت کا سبب یہی واقعہ ہے۔ انہوں نے جو بات کہی ہے وہ صحیح نہیں (یہ قابل غور) ہے، اولاً تو اس لئے کہ اس واقعہ سے استدلال صرف یہ ہے کہ سکران کا مواخذہ نہیں ہوتا ہے اور شراب کے مباح یا حرام ہونے کی وجہ سے اس بات پر کوئی اثر نہیں پڑتا)۔

۷- علامہ ابن قدامہ بطور دلیل تحریر فرماتے ہیں:

"ولأنه زائل العقل فأشبه المجنون والنائم" (المغنی: ۸؍۲۵۶، کتاب الطلاق طبع دار الکتاب العربی بیروت) (اور اس لئے بھی کہ وہ زائل العقل ہے، لہذا وہ مجنون اور سونے والے کے مشابہ ہو گیا)۔

یہ معلوم ہے کہ مجنون اور سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، لہذا سکران کی بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

۸- ان حضرات کی دلیل کی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ ابن الہمام نقل فرماتے ہیں:

"ووجهه أن أقل ما يصح التصرف معه إن كان حكمه يتعلق بمجرد لفظه القصد الصحيح أو مظنته وليس كذلك وهو أسوء حالاً من النائم، لأنه

إذا أوقظ يستيقظ بخلاف السكران" (فتح القدیر ۳/۴۹۰، فصل: ویقع طلاق کل زوج اذا کان الخ کتاب الطلاق، طبع دار الفکر بیروت۔ دوسرا ایڈیشن)۔

(اس کی دلیل یہ ہے کہ اُس تصرف کے صحیح ہونے کے لئے جس کا تعلق محض الفاظ سے ہو، کم از کم قصد وارادہ یا اس کا غلبہ گمان ہونا ضروری ہے، جب کہ اس کی یہ حالت نہیں ہوتی، بلکہ نشہ والا شخص سوئے ہوئے آدمی کے مقابلہ بری حالت میں ہوتا ہے، اس لئے کہ سونے والے کو جب جگایا جاتا ہے تو وہ جاگ جاتا ہے برخلاف سکران کے کہ اسے کتنا ہی جھنجھوڑ یئے وہ نشہ ہی میں رہتا ہے)۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے تو سکران کی طلاق بدرجہ اولیٰ نہیں ہونی چاہئے۔

۹- ان حضرات کی دلیل یہ بھی ہے حضرت ماعز اسلمیؓ نے جب نبی کریم ﷺ کے پاس آکر زنا کے سرزد ہونے کا اقرار کیا تھا تو آپ نے ان کا منہ سونگھنے کا حکم دیا تھا کہ کہیں نشہ کی حالت میں تو وہ اس کا اقرار نہیں کر رہے ہیں؟ چنانچہ امام ابوداؤد سجستانی نے نقل کیا ہے:

"عن أبي بريدة عن النبي ﷺ استنكهه ماعزاً" (سنن ابی داؤد ۲/۶۰۸، کتاب الحدود، باب في الرجم ،طبع کتب خانہ رشیدیہ۔ (حدیث نمبر: ۴۴۳۳) (حضرت ابوبریدۃ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ماعزؓ کا منہ سونگھا)۔

مسلم کی روایت میں ہے:

"فقال: أشرب خمراً فقام رجل فاستنكهه فلم يجد منه ريح خمر" (صحیح مسلم ۲/۶۷، کتاب الحدود، باب حد الزنا طبع کتب خانہ رشیدیہ) (تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس نے شراب پی رکھی ہے؟ چنانچہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے ان کا منہ سونگھا اس نے ان کے منہ سے شراب کی بو نہیں پائی)۔

معلوم ہوا کہ اگر نشہ کی حالت میں وہ اقرار کرتے تو آپ ﷺ انہیں سنگسار کرنے کا

حکم نہ دیتے۔ اس لئے کہ نشہ کی حالت میں نہ قول معتبر ہوتا ہے نہ کوئی عمل۔ لیکن جب شراب کی بو نہیں آئی تب آپ ﷺ نے رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

ترجیح

ہندوستان کے موجودہ ماحول کو سامنے رکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں ان لوگوں کی رائے کو راجح قرار دیا جائے جو نشہ حالت میں دی ہوئی طلاق کے عدم وقوع کے قائل ہیں، جیسا کہ قیاس کا تقاضا بھی ہے۔ ہندوستان میں اس طلاق کو نافذ ماننے کی صورت میں عورت کے لئے نکاح ثانی کی دشواری اور عدالتی کارروائیوں کی سرگرانی اور طول عمل کی وجہ سے طلاق کے نتیجہ میں جو مصیبتیں آتی ہیں ان سے شوہر کے بجائے بیوی اور معصوم بچے اور ان کے گھر والے زیادہ دوچار ہوتے ہیں نیز شاید ہی کوئی ایسی مثال ملتی ہو کہ وقوع طلاق کی وجہ سے نشہ کرنے والے نے نشہ کا استعمال چھوڑ دیا ہو۔

☆☆☆

نشہ آنے کے بعد دی گئی طلاق-شرعی موقف

مولانا محمد ابرار خان ندوی☆

حالت نشہ میں دی گئی طلاق کے واقع ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں صحابہ کرام اور بعد کے فقہاء عظام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اور ہر ایک کے پاس عقلی و نقلی دلائل موجود ہیں۔

نشہ کی طلاق کا نفاذ بطور سزا

جو لوگ نشہ میں دی گئی طلاق کو نافذ مانتے ہیں، ان کے نزدیک بھی یہ صرف اسی صورت میں ہے جبکہ حرام طریقہ پر شراب پی کر طلاق دی گئی ہو اور اس کی یہ علت بیان کرتے ہیں کہ اس نے شراب نوشی کا جرم کیا ہے، ناجائز طریقہ پر شراب پی ہے، تو بطور سزا طلاق کو نافذ قرار دیا گیا ہے کہ خود اس شوہر کو اور دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ شراب نوشی کے جرم سے باز آجائیں، اس کے برعکس شراب بطور دوا استعمال کی ہو یا حلق میں لقمہ اٹک جائے اور پانی یا کوئی متبادل چیز موجود نہ ہو تو لقمہ نگلنے کے لئے شراب پینی پڑے، بصورت دیگر ہلاکت یقینی یا مظنون ہو، وغیرہ (اس کے علاوہ بہت سی اضطراری صورتیں ہیں جو اعذار میں شمار ہیں) تو ان اضطراری صورتوں میں شراب پینے سے نشہ آنے کے بعد اگر طلاق دی گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

نشہ میں مست شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے، تو اگر اس کا نشہ حرام وممنوع طریقہ سے

☆ جامعۃ الہدایہ جے پور، راجستھان۔

ہوا ہے (مثلاً بغیر کسی جبر و اضطرار کے شراب پی ہو، پھر اسی نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیدی) تو عام علماء وصحابہ کرام کے نزدیک طلاق ہو جائے گی، برخلاف اس کے کہ اگر اس کی عقل بھنگ یا دوا کے استعمال سے جاتی رہے (تو طلاق واقع نہیں ہوگی)، کیونکہ یہاں عقل کے زائل ہونے کا سبب معصیت نہیں ہے۔

نشہ کی طلاق علماء کرام کی نظر میں

ناچیز کی رائے تو یہی ہے کہ جہاں نشہ کے استعمال پر نہ پابندی ہو اور نہ کوئی سزا مقرر ہے اور دوسری طرف مطلقہ عورت سے شادی کرنا سماجی عیب تصور کیا جاتا ہو، وہاں سزا شوہر کو نہیں ملتی ہے بلکہ بے گناہ عورت کو اپنے شوہر کے جرم کی سزا بھگتنی پڑتی ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جرم کوئی کرے اور سزا کسی اور کو دی جائے، اس لئے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے نشہ کی طلاق کو واقع قرار نہ دینے میں ہی مصلحت ہے، اور یہی تقاضائے شریعت بھی ہے۔

اس مذکورہ رائے کی تائید میں دنیائے اسلام کے چند نامور فضلاء (جن کے تبحر علمی اور فضل وکمال کے دوست ودشمن سبھی معترف ہیں) کی آراء کو پیش کیا جا رہا ہے، تاکہ مسئلہ کی نزاکت اور یہ حقیقت آشکارا ہو جائے کہ بعد کے بھی فاضل علماء نشہ کی طلاق کو واقع نہیں مانتے۔

۱- علامہ ابن تیمیہ: (متوفی: ۷۲۸)

علامہ ابن تیمیہ جو مسلکاً امام احمد بن حنبل کے پیروکار ہیں، قوت دلائل کی بنیاد پر بعض مسائل میں اپنے امام سے اختلاف کرتے ہیں، عقلی ونقلی دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ مدہوش کی نماز جیسے درست نہیں ہوتی ویسے ہی طلاق بھی نہ ہوگی۔

"فالصحيح أنه لا يقع الطلاق إلا ممن يعلم ما يقول كما أنه لا تصح صلاته في هذه الحالة، ومن لا يصح صلاته لا يقع طلاقه" (فتاویٰ النساء لابن تیمیہ، نیز دیکھئے مختصر الفتاویٰ المصریۃ ر ۷ ۵۴، ۶۵۰، دار ابن القیم)۔

(صحیح یہی ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی، ہاں مگر اس شخص کی جو کچھ کہہ رہا ہو اس کو سمجھ بھی رہا ہو، جس طرح حالت (نشہ) میں نماز درست نہیں ہے اور جس کی نماز صحیح نہ ہو اس کی طلاق بھی نافذ نہ ہوگی)۔

۲-علامہ شوکانی

علامہ شوکانی (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ- ۱۷۶۰-۱۸۳۴ء) نے دونوں فریق کے دلائل کا تذکرہ، وقوع طلاق کے قائلین کے دلائل کا تجزیہ اور ان کو دیئے جانے والے جوابات نقل کرنے کے بعد اپنی رائے کا تذکرہ یوں کیا ہے:

"والحاصل أن السكران الذي لايعقل لاحكم لطلاقه ، لعدم المناط الذي تدور عليه الأحكام ، وقد عيّن الشارع عقوبته فليس لنا أن نجاوزها برأينا ونقول: يقع طلاقه عقوبة له فيجمع له بين غرمين" (نیل الاوطار ۶/ ۲۶۷، باب ما جاء في كلام الهازل والمكروه والسكران بالطلاق وغيره)۔

(خلاصۂ کلام یہ کہ جو شخص نشہ میں بدمست ہو وہ احکام کا مکلّف نہیں ہے اور جب خود شارع علیہ السلام نے اس کی سزا مقرر فرمادی ہے تو ہمارے لئے جائز نہیں کہ اپنی عقل ورائے کے ذریعہ اس سے تجاوز کریں اور یہ کہنے لگیں کہ بطور سزا اس کی طلاق پڑ جائے گی، کیونکہ اس سے اس کو دوہری سزا دینا لازم آتا ہے۔

۳-علامہ ابن حزم ظاہری (م:۴۵۶)

علامہ ابن حزم ظاہری کا مسلک یہ ہے کہ سکران جو بے سروپیر کی باتیں کرے، جو بولے اس کو خود نہ سمجھے، ایسے بدمست کی طلاق معتبر نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز جیسی عبادت سے اسے روک دیا ہے کہ نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ کہ اسے خود نہیں معلوم کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو اس پر دیگر احکام طلاق ہو یا کوئی اور حکم کا لاگو کرنا قطعاً جائز نہیں ہوسکتا،

کیونکہ وہ صاحب عقل نہیں ہے کہ احکام شریعت کا مخاطب ہو اور جہاں تک اس کا سوال ہے کہ ازراہ سزا طلاق کا نفاذ ضروری ہے، تو وہ اپنی عقل کے زوال کا مجرم خود ہے، تو مخالفین کی یہ دلیل بالکل لغو ہے کہ آپ حضرات اس شخص کی طلاق کو واقع مانتے ہیں، جیسے عیار ومکار قوم نے گرفتار کر کے اس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے ہوں اور پھر اس کا منہ کھول کر شراب پلا دی گئی ہو جس سے اس کو نشہ آ جائے اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو اس کی طلاق پڑ جائے گی، یہ کہاں کا انصاف ہے، آپ کی دلیل کا خون خود اپنے ہاتھوں ہو رہا ہے کہ یہاں وہ مجبور ہے، خود اس نے جرم نہیں کیا ہے اور نہ کسی قسم کی نافرمانی کا مرتکب ہوا ہے، دیکھئے عبارت: **وطلاق السكران غير لازم الخ** (المحلی ۲ر۱۰، ۲۰۸، المكتبة التجارية للطباعة والنشر بيروت لبنان)۔

۴- ڈاکٹر یوسف القرضاوی

عالم اسلام کے معروف دردمند خطیب، فقہ اسلامی کے رمز شناس اور فکر اخوان کے غیور اور مخلص داعی علامہ یوسف القرضاوی کا دعوت دین اور احیاء خلافت کے ساتھ اسلامی فقہ بھی ان کا خاص موضوع ہے، انہوں نے "طلاق سکران" پر مدلل گفتگو کی ہے کہ انسان نشہ میں قوت تمیز اور قصد وارادہ کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے، اس لئے نشہ کی طلاق، نافذ نہ ہوگی، عبارت ملاحظہ ہو:

"إن طلاق السكران لا يقع لأن العلم والتمييز والقصد معدوم فيه"۔

(نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اس لئے کہ اس میں علم، تمیز اور ارداہ مفقود ہے)۔

مصر اور شام میں نافذ قانون

مصر اور شام کے قانون میں اسی مذکورہ رائے کو اختیار کیا گیا ہے، ۱۹۲۹ء میں مصر کے قانون میں یہ صراحت کی گئی کہ نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق نافذ نہ تصور کی جائے گی اور شام کے

قانون نے بھی یہ وضاحت کی کہ مست بے ہوش اور مکرہ کی طلاق واقع نہیں مانی جائے گی، عربی عبارت ملاحظہ ہو: "وقد أخذ القانون فی سوریة ومصر بهذا الرائي، فنص قانون رقم ۲۵ لسنة ۱۹۲۹م فی مصر علی أنه لا یقع طلاق السکران، ونص القانون السوریة ۸۹ علی ما یلی: لا یقع طلاق السکران والمدهوش ولا المکره"۔

خلاصہ

حالات وزمانہ کے تغیر، اخلاقی انحطاط، مطلقہ عورت کے نکاح ثانی کی مشکلات، عدالتی کارروائیوں کی دشواری اور طلاق کے بعد معصوم بچوں کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے ہندوستان اور اس جیسے ممالک جہاں بے راہ روی عام ہے، جام و مینا فیشن ہے اور خصوصاً انگریزی شراب جس کے مفید صحت ہونے کا پروپگنڈہ اور اس کے کثیر مضرات کو چھپانے کے بعد اس کا چلن بہت زیادہ ہے، منشیات کے کاروبار پر کوئی پابندی نہیں وہاں طلاق کے معتد بہ واقعات نشہ کے نتیجہ میں پیش آتے ہیں، مناسب ہوگا کہ اس سلسلہ میں سیدنا عثمان غنیؓ، لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ، امام شافعی (ایک قول) علماء شوافع میں امام مزنی اور امام احمد بن حنبل (قول معتمد المذہب) فقہاء حنفیہ میں امام زفر، امام ابوجعفر الطحاوی، امام کرخی اور محمد بن مسلمہ کی رائے کو اپنایا جائے اور فتوی بھی اسی رائے پر دیا جائے، تاکہ اس بے راہ روی اور عورت کی مشکل کا خاتمہ ہو اور اسے پریشانی سے بچایا جاسکے۔

امام طحاوی وامام کرخی کے قول پر فتوی

معروف حنفی عالم عالم بن العلاء الانصاری نے "تغرید" کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ فتوی امام کرخی و امام طحاوی کے قول نشہ کی طلاق کے واقع نہ ہونے پر ہے، اگرچہ خود ان کا مسلک جمہور حنفیہ کے موافق ہے، لکھتے ہیں:

"وکان الشیخ أبو الحسن الکرخی یختار أنه لا یقع شئی وهو قول

الطحاوي وأحد قولي الشافعي، وفي التغريد: والفتوى عليه"۔

(شیخ ابوالحسن کرخی اسی کو اختیار فرماتے ہیں کہ کچھ بھی واقع نہیں ہوتا اور یہی امام طحاوی کی رائے اور امام شافعی کا ایک قول ہے اور تغرید میں ہے کہ فتوی اسی پر ہے)۔

☆☆☆

حالت نشہ کی طلاق، وقوع اور عدم وقوع کی فقہی تفصیلات

مولانا نوشاد عالم ندوی ☆

سکران کی تعریف

سکران کسے کہتے ہیں؟ اس سلسلہ میں اقوال متعدد ہیں، چنانچہ حنفی محقق علامہ ابن الہمام نے ''فتح القدیر'' میں سکران کی تعریف اس طرح کی ہے، ''**وهو من لا يعرف الرجل من المرأة ولا السماء من الأرض**'' (فتح القدیر ۳/ ۴۷۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان) (سکران وہ ہے جو مرد وعورت اور آسمان وزمین میں نشہ کی وجہ سے تمیز نہ کرسکے) اس تعریف کے بارے میں علامہ ابن عابد بن شامی نے لکھا ہے کہ یہ تعریف امام ابوحنیفہ سے منقول ہے، مگر انہوں نے صاحبین کی تعریف کو راجح قرار دیا ہے اور وہ اس طرح ہے: ''**قالا: بل يغلب على العقل فيهذي في كلامه**'' (ردالمحتار علی الدرالمختار ۲/ ۴۲۳) (صاحبین فرماتے ہیں کہ سکران وہ ہے جو مغلوب العقل ہو اور نشہ کی وجہ سے گفتگو میں بڑبڑاتا ہو)، سکران کی یہی تعریف ائمہ ثلاثہ سے بھی منقول ہے اور یہی راجح ہے، اس کی تائید حضرت علیؓ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے: ''**إذا سكر هذي**'' (ایضاً مطبوعہ داراحیاء التراث العربی) (جب کوئی نشہ میں ہوگا تو بڑبڑائے گا)۔

طلاق سکران کا حکم

طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں شدید اختلاف ہے، یہ مسئلہ عہد

☆ استاذ معہد الفردوس دوبگا، لکھنؤ۔

صحابہ سے ہی مختلف فیہ چلا آرہا ہے، چنانچہ حضرت علیؓ، حضرت امیر معاویہؓ، سعید بن المسیب، حسن بصری، سیرین، عطاء، ابراہیم نخعی، مجاہد، امام مالک، سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی، (ایک قول) امام احمد رحمہم اللہ (ایک قول) اور اکثر حنفیہ کے نزدیک سکران کی دی ہوئی طلاق واقع ہوجاتی ہے (فتح القدیر ۴/ ۴۷۲)۔

اس کے برخلاف جولوگ کہتے ہیں کہ طلاق سکران واقع نہیں ہوتی ان کے اسماءگرامی مندرجہ ذیل ہیں حضرت عثمانؓ، طاؤس، ربیعہ بن عبدالرحمٰن، ابوثور، عمر بن عبدالعزیز، قاسم، یحی الانصاری، امام لیث، اسحاق، امام شافعی، (ایک قول) امام احمد بن حنبل، (قول معتمد) امام کرخی، امام طحاوی، امام زفر اور محمد بن سلمہ رحمہم اللہ، ان حضرات کا مسلک یہ ہے کہ سکران کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی (ایضا)۔

جوحضرات کہتے ہیں کہ طلاق سکران واقع ہوجاتی ہے ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

دلائل

الف-قرآن کریم کی آیت کریمہ:

"الطلاق مرتان، فإمساك بمعروف أو تسريح بإحسان إلى قوله فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره" (سورۃ البقرہ ۲۲۹-۲۳۰)۔

اس آیت کریمہ سے علامہ کاسانیؒ نے "بدائع الصنائع" میں طلاق سکران کے وقوع پر اس طرح استدلال کیا ہے کہ آیت عام ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق دینے والا خواہ کوئی بھی ہو اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہوجاتی ہے، سکران اور غیر سکران کی کوئی تفصیل اس آیت میں مذکور نہیں ہے، لہذا عام کو خاص کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت پڑے گی، اور یہاں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس سے سکران کو آیت کے عموم سے خارج قرار دیا جائے، پس آیت کے عموم میں سکران بھی داخل ہے (بدائع الصنائع ۳/ ۱۵۹)۔

ب- حضور اقدس ﷺ کا یہ فرمان "كل الطلاق جائز إلا طلاق الصبي والمعتوه" ہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، البتہ صبی غیر عاقل اور معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اس حدیث کے استثناء میں سکران داخل نہیں ہے، لیکن سکران کو معتوہ پر قیاس کیا جا سکتا تھا، کیونکہ زوال عقل میں سکران اور معتوہ دونوں برابر ہیں، مگر یہ قیاس اس لئے درست نہیں ہوگا کہ سکران کے زوال عقل کا سبب معصیت ہے، جب کہ معتوہ میں یہ بات نہیں ہے، چنانچہ سکران کو ارتکاب معصیت سے روکنے کے لئے زجراً و توبیخاً اس کو تقدیری طور پر قائم العقل مان کر اس کی طلاق کو واقع قرار دیا جائے گا (بدائع الصنائع ۱۵۹/۳)۔

جہاں تک سکران کو تقدیری طور پر قائم العقل ماننے کا تعلق ہے تو شریعت میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں، مثلاً اگر وارث نے اپنے مورث کو قتل کر دیا تو اس صورت میں مورث میت کو تقدیری طور پر زندہ مان کر زجراً و عقاباً اس قاتل وارث کو وارثت سے محروم کر دیا جاتا ہے، گرچہ مورث فی الحقیقت مر چکا ہے، چنانچہ مسئلہ طلاق سکران میں بھی تقدیری طور پر سکران کو قائم العقل مان کر بطور سزا اس کی طلاق کو نافذ قرار دیا جائے گا، گرچہ فی الحقیقت وہ زائل العقل ہے (حوالہ سابق)۔

لیکن اگر زوال عقل کا سبب معصیت نہ ہو بلکہ دوا یا اس طرح کی دوسری چیزوں کے استعمال کی وجہ سے عقل زائل ہوئی ہو تو اس وقت سکران کو فی الحقیقت زائل العقل ہی مانا جائے گا اور اس کی دی ہوئی طلاق کو نافذ قرار نہیں دیا جائے گا، کیونکہ یہاں زوال عقل کا سبب معصیت نہیں ہے، اس لئے زجر و عقاب کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جو حضرات کہتے ہیں کہ طلاق سکران واقع نہیں ہوتی ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

الف- حضور اکرم ﷺ کی حدیث "كل الطلاق جائز إلا طلاق الصبي والمعتوه" سے معلوم ہوتا ہے کہ صبی اور معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ اہلیت تصرف کی

بنیادی شرط عقل کا موجود ہونا ہے اور یہ دونوں زائل العقل ہیں، یعنی طلاق کے عدم وقوع کی علت دونوں کے اندر زوال عقل ہے اور یہ بات مسلّم ہے کہ سکران بھی زائل العقل ہے، لہذا اس کی دی ہوئی طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔

ب- حضرت عثمانؓ کا قول ہے: "**ليس لمجنون ولا لسكران طلاق**" (مجنون اور سکران کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی)۔

اس حدیث کے متعلق علامہ ابن قدامہ نے "المغنی" میں امام احمد کا یہ قول نقل کیا ہے

"**قال أحمد: حديث عثمان أرفع شيء فيه وهو أصح من حديث علي**" (امام احمد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی حدیث اس باب میں سب سے زیادہ قوی ہے اور حضرت علیؓ کی حدیث کے مقابلہ میں زیادہ صحیح ہے)۔

ج- "**رفع القلم عن ثلاثة: عن المجنون المغلوب على عقله حتى يبرأ وعن النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يحتلم**"۔

(تین قسم کے لوگ مرفوع القلم ہیں، یعنی ان کے تصرف کا اعتبار نہیں کیا جائے گا: مجنون جو مغلوب العقل ہو یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائے، سونے والا یہاں تک کہ وہ جاگ جائے، نابالغ بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو جائے)۔

علامہ ابن قدامہ نے "المغنی" میں طلاق سکران کے عدم وقوع پر اس حدیث سے بڑا اچھا استدلال کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"**لأنه زائل العقل أشبه المجنون والنائم، ولأنه مفقود الإرادة أشبه المكره**" (المغنی ۷/۹ ۳۷)، (سکران زائل العقل ہے اس لئے مجنون اور سونے والے کے مشابہ ہے اور چونکہ مفقود الارادہ بھی ہے)، اس لئے "مکرہ" کے مشابہ ہے اور ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، اس لئے سکران کی طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ زوال عقل کا سبب اگر معصیت ہو تو اس کی طلاق کو

بطور زجروعقاب نافذ قرار دیا جائے تو اس کا جواب علامہ ابن قدامہ نے اس طرح دیا ہے:

”لا فرق بين زوال الشرط بمعصية أوغيرها بدليل أن من كسر ساقيه جاز له أن يصلي قاعداً أو لو ضربت المرأة بطنها فنفست سقطت عنها الصلاة ولو ضرب رأسه فجنّ سقط عنه التكليف“ (المغنی ۷/۳۸۰)۔

یعنی احکام شریعت کی تکلیف کے لئے عقل کا ہونا شرط ہے، لہذا اس شرط کے زوال میں معصیت یا عدم معصیت کی کوئی تفریق نہیں ہے، کیونکہ اگر کوئی شخص اپنی دونوں پنڈلیوں کو توڑ لے تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے یا کوئی عورت اپنے پیٹ پر خود سے مار لے اور نفاس میں مبتلا ہو جائے تو نماز اس سے ساقط ہو جاتی ہے، اسی طرح اگر کوئی اپنے سر پر مارے اور پاگل ہو جائے تو احکام شریعت کی تکلیف اس سے ساقط ہو جاتی ہے، چنانچہ زوال شرط (عقل) میں اگر معصیت یا عدم معصیت کی کوئی تفریق ہوتی تو پھر خود سے پیر توڑ کر نماز پڑھنے والے کے لئے بطور زجروعقاب بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے تھی، یا پیٹ پر مار کر خود سے نفاس میں مبتلا ہونے والی عورت سے بطور زجروعقاب کے نماز ساقط نہیں ہونی چاہئے تھی، کیونکہ ان تینوں نے معصیت کا ارتکاب کیا ہے، چنانچہ ان کو زجروعقاب کی اشد ضرورت تھی، لیکن جب ان تینوں کے اندر معصیت کی بنیاد پر احکام میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو سکران میں بھی معصیت یا عدم معصیت کی وجہ سے اس کی طلاق کے عدم وقوع پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور اس کو بھی مجنون، معتوہ، نائم، مکرہ، مغمی علیہ وغیرہ پر قیاس کرتے ہوئے اس کی طلاق کو غیر نافذ قرار دیا جائے گا۔

☆☆☆

طلاق سکران، چند ضروری مسائل اور حل

محمد امجد جمال قاسمی ندوی☆

اختلافات کی تفصیلات اور معاشرہ کی صورت حال سوالنامہ میں جس طرح واضح کی گئی ہے وہ بے کم وکاست درست اور مطابق واقعہ ہے۔

طلاق سکران کے وقوع وعدمِ وقوع کا مسئلہ وقت کا نازک اور اہم ترین مسئلہ ہے، سب سے بنیادی چیز جو سامنے آتی ہے وہ کیفیت سکر کی تعیین ہے۔

بعض اہل علم سکر کا اطلاق اس کیفیت پر کرتے ہیں جب انسان اتنا بد مست و مدہوش ہو جائے کہ زمین وآسمان اور مرد وعورت تک کا فرق بھی نہ کر سکے، دوسری طرف بعض حضرات کا کہنا ہے کہ نشہ کا اطلاق مدہوشی سے انسان کی بے معنی گفتگو اور ہذیان پر ہوتا ہے، یہ رائے وقیع بھی ہے اور تجربہ کے مطابق بھی، کیونکہ سکر کی عام کیفیت ہذیان ہوتی ہے، علامہ شامی نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے (ردالمحتار ۲؍۴۳۴)۔

طلاق سکران کے وقوع وعدمِ وقوع کا مسئلہ مختلف فیہ ہے، دونوں طرح کی آراء ہیں۔

وقوع کے قائلین میں حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، معاویہؓ امام مالک، ابوحنیفہ، صاحبین، مجاہد، حسن بصری، سعید بن مسیّب، ابراہیم بن شہاب زہری، قاضی شریح، سلیمان بن یسار، سفیان ثوری، ابن ابی لیلی وغیرہ ہیں، امام شافعی کا بھی ایک قول اسی طرح کا ہے۔

عدم وقوع کے قائلین میں حضرت عثمان غنیؓ، عمر بن عبدالعزیز، لیث بن سعد، عکرمہ،

☆ دارالعلوم اسلامیہ بستی۔

طاؤس، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، ابن حزم ظاہری، امام زفر، طحاوی، کرخی، مزنی وغیرہ ہیں، امام شافعی وزہری کا ایک قول اسی طرح کا ہے راجح قول کے لحاظ سے امام احمد بھی عدمِ وقوع کے قائل ہیں۔

دونوں فریقوں کے پاس اپنی آراء کی تائید میں متعدد دلائل ہیں، ذیل میں ہم مختصراً ان دلائل کا ذکر کریں گے، ساتھ ہی دلائل کی صحت وقابلِ استدلال ہونے کا بھی جائزہ لیں گے۔

جو حضرات سکران کی طلاق کو واقع مانتے ہیں ان کا پہلا مستدل صفوان بن عمران الطائی کی حدیث ہے:

"إن رجلاً كان نائماً فقامت امرأته فأخذت سكيناً فجلست علىٰ صدره فقالت: لتطلقني ثلاثاً أو لأذبحنك، فطلقها ثم أتى النبي ﷺ فذكره له ذلك فقال: لا قيلولة في الطلاق" (موطا امام محمد)۔

(ایک عورت چھری لے کر اپنے شوہر کے سینہ پر جب وہ سو رہا تھا بیٹھ گئی اور مطالبہ کیا کہ اگر وہ اسے طلاق نہ دے گا تو وہ اسے مار ڈالے گی، چنانچہ جبر ودباؤ کی وجہ سے مرد نے اسے طلاق دے دی پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر معاملہ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ طلاق کے معاملہ میں کوئی ٹھہراؤ نہیں ہے)، یعنی طلاق واقع ہو جائے گی۔

دوسرا مستدل ابن عباسؓ کا فرمان ہے:

"كل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب على عقله"۔

تیسرا مستدل حضرات ابوہریرۃؓ کی حدیث معروف ہے:

"ثلاث جدّهن جد وهزلهن جّد: النكاح والطلاق والرّجعة"۔

چوتھا مستدل عثمان کا واقعہ جس میں کسی شراب کے نشہ میں بدمست انسان نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور چار عورتوں کی گواہی کے پیش نظر حضرت عمرؓ نے طلاق کے وقوع کا فیصلہ فرما دیا۔

پانچواں استدلال عقلی ہے کہ طلاق کا ایقاع اس کے جرم ومعصیت شراب نوشی کے لئے سزا وعقاب ہے تا کہ باعثِ عبرت وموعظت ہو۔

مگر جو حضرات سکران کی طلاق کو واقع نہیں مانتے ان کا پہلا استدلال حضرت عثمان غنیؓ کے فتوی سے ہے کہ وہ مجنون وسکران کی طلاق کو واقع نہیں مانتے۔

دوسرا مستدل یہ ہے کہ چونکہ حدیث صریح کے بموجب سارے اعمال کا دارومدار نیات وعزائم پر ہے اور سکران صاحب نیت وارادہ نہیں ہوتا، لہذا اس کی طلاق نافذ نہ مانی جائے گی۔

تیسرا استدلال اس سے ہے کہ چونکہ مجنون، مغمیٰ علیہ (بے ہوش) مخبوط العقل، سونے والا اور سکران بالحلال کی طلاق اجماعاً نافذ نہیں ہے، کیونکہ وہ ہوش میں نہیں ہیں اور نہ ہی صاحبِ عقل ہیں، لہذا یہی حکم سکران کا بھی ہونا چاہئے کہ اس کی طلاق واقع ونافذ نہ مانی جائے۔

دونوں فریقوں کے ان چند دلائل کی روشنی میں بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ وقوع کے قائلین کے دلائل مضبوط ووزنی ہیں اور ان کا مسلک قوی ہے لیکن فی الواقع صحیح وصریح نص کسی کے پاس نہیں ہے اور دونوں آراء قیاس ہی پر مبنی ہیں۔

چنانچہ وقوع کی تائید میں پیش کی جانے والی حدیث صفوان بے انتہا ضعیف ہے، جمہور محدثین صفوان کو ضعیف قرار دیتے ہیں، امام بخاری نے انہیں منکر الحدیث اور ابن حزم نے ساقط الحدیث قرار دیا ہے، اسی سند حدیث کے دوسرے راوی بقیہ بھی ضعیف ہیں، تیسرے راوی غازی بن حبلہ متکلم فیہ ہیں، جنہیں ابن حزم نے مجہول کہا ہے۔

وقوع کے حق میں پیش کی گئی حدیث ابن عباسؓ بھی عطا بن عجلان نامی راوی (جو متہم بالکذب ہیں) کی بنیاد پر ضعیف ہے، ابن قیم دونوں حدیثوں کے ضعف کے قائل ہیں۔

پھر عقلاً یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان احادیث میں وہ طلاق مراد ہے جس میں انسان اپنے ارادہ سے طلاق کا لفظ بولے، بہر حال حدیث مرفوع کسی بھی رائے کی تائید نہیں کرتی، اب

رہے آثار صحابہؓ تو وہ بھی مختلف ہیں، حضرت عمرؓ کا فتوی وقوعِ طلاق کا اور حضرات عثمانؓ کا فتوی و عمل عدمِ وقوع کا مؤید ہے، یہاں یہ بات بھی محل غور ہے کہ حضرت عمرؓ کا اثر مشکوک معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اثباتِ دعویٰ کے لئے نصاب شہادت بالاجماع قرآن کے صریح حکم کے مطابق دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں، حالانکہ یہ اثر صرف چار عورتوں کی شہادت اور اسی بنیاد پر حضرت عمرؓ کے وقوعِ طلاق سکران کے فیصلہ کا ذکر کرتا ہے جو صراحۃً نص کے خلاف اور حضرت عمرؓ سے مستبعد ہے۔

لہذا طلاق سکران اس کے دیگر تصرفات کی طرح غیر نافذ ہے، یہی قول اصول ومقاصد شرع کے مطالعہ کی روشنی میں معتمد اور قابل ترجیح معلوم ہوتا ہے۔

☆☆☆

طلاق سکران اور سماج پر اس کے منفی اثرات

مولانا عبدالستار بن ولی محمد مدنی☆

شریعت کے مصالح ومقاصد اور معاشرے کی بگڑتی ہوئی حالت کو دیکھتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ نصوص شرعیہ نے طلاق سکران کے بارے میں جو سکوت اختیار کیا ہے، شاید اسی لئے اختیار کیا ہے کہ علماء وفقہاء اس کے بارے میں حالات کے اعتبار سے حکم لگائیں۔ چنانچہ سابق زمانہ میں طلاق سکران کو نافذ قرار دینا سکران کے لئے زجر وتعزیر تھا، لیکن موجودہ دور میں خصوصاً ہندوستان میں سکران کی طلاق کو واقع اور نافذ ماننے کی صورت میں اس کے حق میں زجر وتعزیر نہیں رہ گئی ہے، بلکہ اس کی بیوی بچوں کے حق میں زجر ہوگیا ہے اور شوہر کی اس حرکت کی سزا بیوی بچے بھگتتے ہیں، جبکہ شوہر کو کوئی خاص حرج نہیں ہوتا۔

جہاں تک ادلہ کی بات ہے تو طلاق سکران کو نافذ ماننے والوں کے جو نقلی دلائل ہیں وہ صراحت سے تو یقیناً خالی ہیں اور دلالت واقتضاء کی صورت میں بھی مقال سے خالی نہیں اور جو عقلی دلائل ہیں ان کا حاصل بھی زجر وتعزیر ہی ہے اور یہ زجر وتعزیر موجودہ دور میں سکران کے حق میں نہیں رہ گئی ہے۔

فقہاء کی آراء

۱- سکران کی طلاق واقع اور نافذ ہوگی، اس قول کو اکثر حنفیہ، مالکیہ اور صحیح قول کے

☆ استاذ المعہد العالی، امارت شرعیہ، پھلواری شریف پٹنہ۔

مطابق شافعیہ نے اختیار کیا ہے اور امام احمد کی ایک روایت اسی کے مطابق ہے (مجمع الانہر فی ملتقی الابحر ۱/ ۳۸۴ المبسوط ۱۷۶/۶ البحر الرائق ۲۶۶/۳ شرح فتح القدیر ۳/ ۴۷ رد المحتار ۴۳۸/۲ البنایہ شرح الہدایہ ۳۹۱/۴ بدائع الصنائع ۹۹/۳، الکافی للقرطبی ۵۷۲/۲ المجموع شرح المہذب ۱۷/ ۶۲۔ ۶۳ عقد الجواہر الثمینۃ فی مذہب عالم المدینۃ ۱۲۱/۲ الشرح الصغیر علی أقرب المسالک الی مذہب الامام مالک ۵۴۳/۲ والمغنی لابن قدامہ ۱۱۴/۷)

۲- سکران کی طلاق واقع اور نافذ نہیں ہوگی، اسی کو حنفیہ میں سے امام ابوجعفر طحاوی کرخی، زفر اور محمد بن مسلمہ اور شافعیہ میں سے مزنی نے اختیار کیا ہے، امام شافعی کا ایک قول اور امام احمد کا بھی ایک قول اسی کے ساتھ ہے اور یہی حنابلہ کا مذہب ہے (صحیح البخاری مع فتح الباری ۴۸۵/۹ کتاب الطلاق باب) صحابہ میں سے حضرت عثمانؓ اور ابن عباسؓ سے یہی قول منقول ہے (مختصر اختلاف العلماء ۴۳۱/۲)۔

ادلہ فریق اول

جن لوگوں نے سکران کی طلاق کو واقع اور نافذ مانا ہے ان کی نقلی اور عقلی دونوں طرح کی دلیلیں ہیں:

ذیل میں ان کی دلیلیں ملاحظہ ہوں:

"عموم قوله تعالى: فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره..." (سورۂ بقرہ/ ۲۳۰)۔

"من غير فصل بين السكران وغيره إلا من خص بدليل"۔

پس اگر اس کو طلاق دے دیا تو اس کے بعد وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے۔ اس آیت کا عموم سکران اور غیر سکران میں تفریق کئے بغیر سب کو شامل ہے سوائے اس کے جو کسی دلیل سے خاص کر لیا گیا ہو (بدائع الصنائع ۹۹/۳)۔

"قوله تعالىٰ (يأ ايها الذى آمنوا لا تقربوا الصلاة وانتم سكارى....)

(سورۂ نساء/ ۴۳)، فخاطبهم في حال السكر فدل على أن السكران مكلف ....."

(اللہ کا قول "اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ" اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نشہ خور کو نشہ کی حالت میں مخاطب کیا ہے، چنانچہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سکران مکلّف ہے (المجموع شرح المہذب ۱۷/ ۶۲)، لہٰذا اس کا تصرف درست ہے۔

"قوله عليه الصلاة والسلام: كل طلاق جائز إلا طلاق الصبى والمعتوه" (بخاری مع فتح الباری مع قول علی بن ابی طالبؓ ۹/ ۴۵۸ کتاب الطلاق)۔

(نبی پاک ﷺ کا ارشاد کہ بچہ اور بے عقل کی طلاق کے علاوہ ہر طلاق صحیح ہے)

(بدائع الصنائع ۳/ ۹۹، المغنی لابن قدامہ ۷/ ۱۱۵، المبسوط ۶/ ۱۷۶)۔

"إن الصحابة جعلوه كالصاحي في الحد بالقذف"۔

(صحابہ نے قذف کی وجہ سے حد جاری کرنے کے سلسلے میں اس کو غیر مدہوش کی طرح مانا ہے) (المغنی لابن قدامہ ۷/ ۱۱۵)۔

"إن عقله زال بسبب هو معصية فينزل قائماً عقوبة عليه وزجراً له عن ارتكاب المعصية"۔

(اس کی عقل کا چلا جانا ایسے سبب سے ہوا ہے جو معصیت ہے، لہٰذا اس کی زائل شدہ عقل کو موجود ہونے کے درجہ میں مانا جائے گا اس کے لئے عقوبت اور اس کا ارتکاب معصیت کی وجہ سے زجراً) (بدائع الصنائع ۳/ ۹۹)۔

ادلہ فریق ثانی

طلاق سکران کو واقع نہ ماننے والوں کی دلائل درج ذیل ہیں:

"إن عقله زائل والعقل من شرائط أهلية التصرف، ولهذا لا يقع طلاق المجنون والصبى الذي لا يعقل، والذي زال عقله بالبنج والدواء كذا هذا والدليل عليه أنه لا تصح ردته فلان لا يصح طلاقه أولى"۔

(سکران کی عقل زائل ہوتی ہے اور عقل تصرف کی اہلیت کی ایک شرط ہے، اسی وجہ سے مجنون اور غیر عاقل بچہ کی اور جس کی عقل بھنگ اور دوا سے زائل ہوگئی ہو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی تو اس کی بھی طلاق اسی طرح واقع نہیں ہوگی، اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی ردت صحیح نہیں ہوتی تو بدرجہ اولی اس کی طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے) (بدائع الصنائع ۳/۹۹)۔

"إنه زائل العقل فأشبه المجنون والنائم وإن العقل شرط للتكليف إذ هو عبارة عن الخطاب بأمر أونهي ولايتوجه ذلك إلى من لا يفهمه"

(سکران زائل العقل ہے، لہذا وہ مجنون اور سونے کے مشابہ ہے اور عقل تکلیف کی شرط ہے، کیونکہ امرونہی کے ساتھ خطاب کو ہی تکلیف کہتے ہیں اور جو اس کو نہ سمجھ سکے اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

مناقشہ ادلہ

دونوں فریق کے ادلہ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ فریق اول کی دلیلیں نقلی اور عقلی ہونے کے باوجود طلاق سکران کے ثبوت پر دلالت کرنے کے اعتبار سے فریق ثانی کے ادلہ کے مقابلہ میں درج ذیل وجوہات کی بنا پر بہت کمزور ہیں:

۱- نقلی دلیلیں طلاق سکران کے وقوع اور ثبوت کی صراحت سے یقیناً خالی ہیں۔

۲- دونوں قرآنی آیتوں کے عموم میں سکران کو داخل کر کے اس کی طلاق کو اگر صحیح اور واقع مان لیا جائے تو یہ بھی جائز ہے کہ سونے والے، بچے، مجنون، مغمی علیہ اور معتوہ کی صف میں کھڑا کر کے اس کی طلاق کو لغو قرار دیا جائے، کیونکہ جس علت کی بنا پر سونے والے، بچہ، مجنون وغیرہ کی طلاق کو غیر نافذ قرار دیا گیا وہی علت سکران میں بھی ہے۔

۳- جس دلیل سے بچہ، سونے والے، مجنون، مغمی علیہ اور معتوہ کو دونوں آیتوں کے عموم سے خاص کیا گیا ہے، اسی دلیل سے سکران بھی مخصوص اور آیت کے عموم سے خارج ہے، کیونکہ وہ علت اس میں بھی ہے۔

خلاصہ

۱- اگر سکران کے نشہ کا سبب معصیت نہیں ہے تو اس صورت میں اس کی طلاق بالاتفاق واقع اور نافذ نہیں ہوگی۔

۲- لیکن اگر نشہ کا سبب معصیت کے قصد سے سکر کا استعمال ہے تو ایسے سکران کی طلاق کے واقع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔

پہلا قول یہ ہے کہ اس کی طلاق صحیح اور نافذ ہوگی، اس قول کو اکثر حنفیہ، مالکیہ اور صحیح قول کے مطابق شافعیہ نے اختیار کیا ہے اور امام احمد کی ایک روایت اسی طرح ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی طلاق واقع اور نافذ نہیں ہوگی، اس قول کو حنفیہ میں سے امام طحاوی، کرخی، زفر اور محمد بن مسلمہ اور شافعیہ میں سے مزنی اور مالکیہ میں سے محمد بن عبدالحکم نے اختیار کیا ہے، اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے۔ صحابہ میں سے حضرت عثمان اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا یہی قول مروی ہے اور دونوں فریق کے ادلہ کے مناقشہ کے بعد طلاق سکران کا عدم وقوع راجح ہوا۔

☆☆☆

طلاق غضبان وسکران کا حکم

مولانا عبدالسلام ابو ہریرہ سلفی☆

طلاق سکران: آدمی اس طرح نشہ میں مدہوش ہو اور اپنے ہوش وحواس کو کھو بیٹھے جس کی وجہ سے زبان قابو میں نہ رہے کہ کیا کہا اور کیا نہیں کہا، اسی کا نام سکران ہے، ارشاد باری ہے:

"لا تقربوا الصلاۃ وأنتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون" (سورہ نساء:۴۳)، یعنی "ان السکران لا یعلم ما یقول "یعنی سکر اور نشہ کی وجہ سے عقل بالکل غائب ہو چکی ہو، ایسی حالت میں اگر کوئی آدمی طلاق دے دے تو واقع نہیں ہوگی، کیونکہ مختلف معتبر سندوں سے مروی ہے:

"قال عثمان: لیس لمجنون ولا لسکران طلاق" (صحیح بخاری مع الفتح ۹/۳۸۸) (حضرت عثمان بن عفانؓ حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق کو غیر واقع مانتے تھے) اور مصنف ابن ابی شیبہ میں صحیح سند کے ساتھ یہ مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نشہ والے کی طلاق کو واقع مانتے تھے، مگر جب انہیں ابان بن عثمان کے ذریعہ معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ ایسی طلاق کو کالعدم قرار دیتے تھے تو انہوں نے فرمان عثمانی پر عمل کیا (مصنف ابن ابی شیبہ ۵/۳۹)۔

ان دونوں خلفاء راشدین (حضرت عثمان اور حضرت عمر بن عبدالعزیز) کے اس فرمان سے کسی صحابی کا اختلاف معتبر سندوں سے منقول نہیں، اور فرمان الٰہی کے بموجب خلفائے

☆ صدر شعبہ دارالافتاء، جامعہ سلفیہ، مرکزی دارالعلوم بنارس۔

راشدین کی اتباع بھی ہمارے لئے ضروری ہے، ارشاد باری ہے: "فإن تنازعتم في شئ فردوه إلى الله والرسول وأولي الأمر منكم" (النساء:۵۹)۔

صحیح بخاری میں ہے: "قال ابن عباسؓ: طلاق السكران والمستكره ليس بجائز" "وقال عليؓ: كل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه" (صحیح بخاری مع الفتح ۹/۳۸۸)

اور "المعتوہ" کا معنی حافظ ابن حزم نے اپنی کتاب "المحلی" میں یہ لکھا ہے: "وأما السكران الذي لا يدري ما يتكلم به فهو معتوه بلا شك، لأن المعتوه في اللغة هو الذي لا عقل له، ومن لا يدري ما يتكلم به فلا عقل له فهو معتوه بأي وجه كان" (محلی لابن حزم ۱۰/۲۱۱)۔

دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ وعن المجنون، وفي رواية "المعتوه" حتى يعقل أو يفيق وعن الصبي حتى يبلغ" (ابوداؤد، نسائی، داری، ابن ماجہ، ابن حبان، مستدرک حاکم، احمد ۶/۱۰۰، ۱۰۱، ۱۴۴)۔

علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (دیکھئے: ارواء الغلیل ۲/۴)، یعنی تین شخصوں سے احکام شرعیہ مرتفع ہیں، اس میں دوسرا مسلوب العقل ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ سکر کامل سالب عقل اور زائل حواس ہے، لہذا ایسا سکر جس سے عقل اور ہوش وحواس مفقود ہو جائیں اور ایسی حالت میں جو بھی اپنی زبان سے بکے چاہے طلاق کے سلسلے میں یا غیر طلاق کے سلسلہ میں اس کا اعتبار نہ کر کے اس کا شمار مرفوع القلم میں ہوگا۔

حافظ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق کی بابت فرمایا:

"هذه المسألة فيها قولان للعلماء: أصحهما أنه لا يقع طلاقه، فلا تنعقد يمين السكران ولا يقع به طلاق إذا طلق، وهذا ثابت عن أمير المؤمنين

عثمان بن عفانؓ، ولم يثبت عن الصحابة خلافه فيما أعلم، وهو قول كثير من السلف والخلف كعمر بن عبد العزيز وغيره، وهو إحدى الروايتين عن أحمد: اختارها طائفة من أصحابه، وهو القول القديم للشافعي، واختاره طائفة من أصحابه وهو قول طائفة من أصحاب أبي حنيفة كالطحاوی، وهو مذهب غير هؤلاء" (مجموع فتاوی لابن تیمیہ ۱۰۲/۳۳)۔

اکابر علماء حنفیہ میں سے امام طحاوی اور امام کرخی نے عدم وقوع طلاق کے موقف کو اختیار کیا ہے، فقہ حنفی کی مشہور کتاب "درمختار" میں ہے: "ولم يوقع الشافعي طلاق السكران واختاره الطحاوي والكرخي" امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ نشہ والے کی طلاق واقع نہیں ہوگی، اسی قول کو اختیار کیا ہے، امام طحاوی اور امام کرخی نے۔

فتاوی تاتارخانیہ میں تفرید سے نقل کیا ہے کہ اسی قول پر حنفیہ کا فتوی ہے، اسی قول مختار کے تحت میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

"وكذا محمد بن مسلمة وهو قول زفر" (یعنی محمد بن مسلمہ حنفی نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے) اور امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید امام زفرؒ کا بھی یہی قول ہے۔

فقہ حنفی کی شہرہ آفاق کتاب "ہدایہ" کی شرح فتح القدیر (۱۵۸/۲ کتاب الطلاق مطبع منشی نولکشور لکھنو) میں طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل یہ لوگ ہیں:

"قال بعدم وقوله القاسم بن محمد و طاؤس وربيعة بن عبد الرحمن والليث وإسحاق بن راهويه وأبوثور وزفر وقد ذكرناه عن عثمانؓ وروي عن ابن عباسؓ وهو مختار الكرخی والطحاوی ومحمد بن مسلمة من مشائخنا"

اور آگے چل کر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع اور صحیح ہو تو مرتد ہونا بھی صحیح ہوگا، حالانکہ سکران کا ارتداد معتبر نہیں ہے۔

حافظ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں:

"والصحيح أنه لا يقع الطلاق إلا ممن يعلم ما يقول كما أنه لا تصح صلاته في هذه الحالة، ومن لا تصح صلاته لا يقع طلاقه، وقد قال: ولا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون" (فتاوی ابن تیمیہ ۳۳/۱۰۳) (یعنی صحیح اور درست بات یہ ہے کہ نشہ میں مدہوش آدمی کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، جب تک کہ اسے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور جب ایسی حالت میں نماز درست نہیں ہوسکتی تو طلاق کا وقوع بھی صحیح اور درست نہیں ہوسکتا)۔

علامہ شوکانیؒ طلاق سکران پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد آخر میں بطور خلاصہ اور نچوڑ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

"والحاصل: أن السكران الذي لا يعقل لا حكم لطلاقه لعدم المناط الذي تدور عليه الأحكام وقد عين الشارع عقوبته فليس لنا عن تجاوزها برأينا ونقول يقع طلاقه عقوبة له فيجمع له بين غرمين" (نیل الأوطار للشوکانی ۷/۲۴)۔

یہ بات متحقق اور مسلم ہے کہ دنیا کا کوئی بھی فرد اپنی شریک حیات کو بخوشی طلاق دے کر اپنی زوجیت سے الگ نہیں کرتا بلکہ ہر شخص غصے کی حالت میں ہی طلاق دیتا ہے، جیسا کہ "نیل الأوطار" میں ابن السید کا قول منقول ہے۔

البتہ ایسا آدمی جو اپنے غیظ وغضب میں ہونے کی وجہ سے بالکل مدہوش اور مسلوب العقل ہو جائے اور اسی حالت مدہوشی میں طلاق دے دے تو ایسی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسی مدہوشی اور بے خودی کی حالت جنون کی قسم سے ہے اور جنون میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور اسی بات کو علامہ ابن تیمیہؒ نے "مجموع الفتاوی" کے اندر ذکر کیا ہے۔

"إذا بلغ الأمر إلى أن لا يعقل ما يقول، كالمجنون، لم يقع به شئ" (کما فی النیل ۸/۲۵)۔

"إغلاق" کا معنی اکثر محدثین نے "الغضب" کے ساتھ کیا ہے، یعنی ایسا غضب

جس سے اس کی عقل متغیر اور ہوش و حواس زائل ہو جائے اور اس حالت میں اگر طلاق دے دے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اس کے علاوہ طلاق سکران اور طلاق غضبان کی جتنے بھی درجات اور مراتب ہیں اس میں طلاق واقع ہو جائے گی، جیسا کہ نصوص کتاب وسنت اس پر دال ہیں۔

☆☆☆

تیسرا باب

مختصر تحریریں

حالت نشہ کی طلاق اور ضرر اشد اور اخف کا اصول

مفتی نظام الدین اعظمیؒ ☆

۱-حکومتِ وقت کا حکم حکومت کے بدل جانے کے بعد باقی رہنا ضروری نہیں، جیسے کہ حکومت کا قانون تھا کہ اگر کوئی عورت اپنا نکاح غیر کفو میں کر لے تو اس کا یہ نکاح صحیح منعقد نہ ہوگا جس کی صراحت شامی جلد ۲ میں ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ اس نکاح سے حرام کاری کرنے کا گناہ ہوتا رہے گا، لیکن جب وہ حکومت ختم ہوگئی تو اب یہ حکم باقی نہ رہا بلکہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے، البتہ اولیاء کو یہ اختیار رہتا ہے کہ ظاہر روایت کے مطابق اعتراض کر سکتے ہیں، اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ حکومتِ وقت ختم ہو جانے سے سابق حکم کا باقی رہنا ضروری نہیں رہتا۔

۲-اسی طرح سکران کے طلاق میں حکومت کا حکم شوہر پر زجر کرنے کے لئے ہوتا ہے، کما ھو ظاہر و مسلم اور یہ حکم حکومت کے حکم سے ہوتا ہے، پس اگر یہ حکومت ختم ہو جائے تو حکومت کا یہ حکم باقی رہنا ضروری نہیں رہے گا، جیسا کہ ابھی کسی عورت کے غیر کفو میں نکاح کرنے کے مسئلہ میں گزر چکا ہے۔

۳-کسی حکومت کے حکم کے نفاذ کے لئے شرط ہے کہ وہ حکم کسی نصِ قطعی کے معارض یا مخالف نہ ہو اور صورت مسئولہ میں حکومت کا یہ حکم اس نصِ قطعی "ولا تزر وازرة وزر أخرى" کے حکم سے ٹکراتا ہے اور معارض ہوتا ہے، کیونکہ حرام کا حکم لگانے میں شوہر پر زجر کرنا مطلوب ہوتا ہے اور فی زمانہ صورتِ موجودہ میں بجائے شوہر کے بیوی بچوں پر زجر ہو جاتا ہے اور

☆ سابق صدر مفتی، دار العلوم دیوبند۔

ظاہر ہے شوہر شخص آخر ہے اور بیوی شخص آخر ہے اور بچے بھی شخص آخر ہیں اور صورتِ موجودہ میں بجائے شوہر کے بیوی بچوں پر زجر کھلا ہوا "لا تزر وازرة وزر أخرى" کا ارتکاب ہوگا، اگر یہ تدبیر کی جائے کہ طلاق ہوتے ہی شوہر مہر دے دے اور عدت کا اور بچوں کا خرچ دے دے اگر وہ خود نہ کرے تو حکومت سے قانون بنوا کر یہ عمل کرلیا جائے جب بھی کام نہ چلے گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "ما يبدل القول لدي وما أنا بظلام للعبيد" (سورہ ق رکوع ۱۶) اس منطوق کا حاصل یہ ہے کہ یہ بیوی بچے ناکردہ گناہ کے درجہ میں مظلوم ہیں اور اس خطرناک آیتِ کریمہ کے مصداق بنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے باغی بنتے ہیں اس لئے حرمت کا یہ حکم باقی رہنا ضروری نہیں رہے گا، خاص کر جب حکومت ختم ہوچکی ہے اور علماء متقنین کا اس میں اختلاف بھی ہے، اس لئے حرمت کے ختم ہونے کا حکم ہوگا اور یہ حکم نظیر بن جائے گا اس حکم کے ختم ہونے کا جو عورت کے غیر کفو میں نکاح کرنے کا تھا اور حرمت کا حکم باقی رکھنا ایسا ہی ہو جائے گا کہ بارش میں بھیگنے سے بچنے کے لئے بھاگ کر پرنالے کے نیچے کھڑے ہوگئے۔

۴- اگر ہم ایسا نہ کرسکیں تو شرعاً تسلیم شدہ عند الکل یہ ضابطہ فقہیہ ہے کہ "الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف" یعنی ضررِ اخف کو قبول اور برداشت کر کے ضررِ اشد کو زائل کیا جائے گا، اس اصل شرعی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ حرمتِ طلاق کے حکم کو برداشت کر کے اور اس کو نافذ نہ کر کے ضررِ اشد کو جو طلاق دینے والے کے بیوی بچہ پر پڑتا ہے، زائل کردیا جائے۔

☆☆☆

وقوع طلاق سکران-غور وفکر کے چند پہلو

مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمی ☆

اہل علم پر مخفی نہیں کہ طلاق سکران واقع ہوگی یا نہیں، یہ ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے، اس سلسلہ میں عہد صحابہ سے ہی اختلاف چلا آرہا ہے۔

ظاہر ہے کہ جو احکام نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں اور ان پر نصوص کی دلالت واضح صریح اور قطعی ہے، ان میں اختلاف کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

ایک بڑی تعداد ان صحابہ، تابعین وتبع تابعین کی ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ طلاق سکران واقع نہیں ہوگی (دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ ۴ / ۷۶-۷۵، المجموع شرح المہذب ۱۷/ ۶۳-۶۲، البنایہ شرح الھدایہ ۴/ ۳۹۱، المدونۃ الکبری ۳/ ۳۰، المحلی لابن حزم/ ۳۶-۵۳۵، فتح القدیر ۳/ ۴۷۲، فتح الباری ۹/ ۳۸۹، المغنی ۷/ ۱۱۴، الفتاویٰ الکبری لابن تیمیہ ۳/ ۸۰)۔

وقوع طلاق سکران کے قائلین کے کچھ دلائل علامہ کاسانی نے بدائع میں اور علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں نقل کیے ہیں، ان کے جوابات بھی علامہ نووی، علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن القیم نے دیئے ہیں، بلکہ علامہ ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں اور علامہ ابن قیم نے زادالمعاد میں بڑی تفصیل کے ساتھ ان دلائل کا جائزہ لیا ہے۔

دوسری طرف عدم وقوع کے قائلین کے دلائل کا جائزہ بھی علامہ نووی نے لیا ہے۔

جو حضرات طلاق سکران کو واقع قرار دیتے ہیں، ان کے پیش نظر بنیادی طور پر شوہر کی

☆ قاضی امارت شرعیہ، پھلواری شریف پٹنہ۔

تعزیر ہے، جیسا کہ سوال نامہ میں مذکور ہے۔

میری ناقص رائے یہ ہے کہ جہاں شوہر ظالم نہ ہو، اس کا برتاؤ بیوی بچوں کے ساتھ ہمدردانہ ہو، وہ ان کے حقوق ادا کرتا ہو وہ اگر نشہ کی حالت میں طلاق دے دے تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ اس میں شوہر کو تنبیہ نہیں ہوگی، البتہ اس کے بیوی بچے مصائب میں مبتلا ہو جائیں گے اور اگر شوہر صرف یہی نہیں کہ وہ شراب نوشی کا عادی ہے، بلکہ بیوی کے حق میں نہایت ظالم ہے تو ایسا شخص اگر طلاق دے تو اس کی طلاق واقع ہونی چاہئے، اس میں شوہر کو زجرو توبیخ ہو یا نہ ہو، لیکن ایک کمزور عورت کو ظلم و جور سے رہائی تو مل ہی جائے گی۔

یہ اعتراض کہ یہ وقوع طلاق یا عدم وقوع طلاق کا کوئی واضح جواب نہیں ہوا، اس طرح ہر طلاق میں تحقیق کرنی ہوگی کہ شوہر جس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی ہے، وہ ظالم ہے یا نہیں، یہ بات قابل التفات نہیں ہے۔

اس لئے کہ حضرات فقہاء حنفیہ میں جو حضرات سکران کی طلاق کو واقع قرار دیتے ہیں، ان کے ہاں بھی یہ صراحت موجود ہے کہ اگر کسی حلال چیز کے پینے سے نشہ آ جائے اور اس حالت میں طلاق دے دے تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

اسی طرح اگر شراب کسی نے زبردستی پلا دی اور نشہ آ گیا پھر طلاق دے دی تو بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔

تو جہاں طلاق سکران میں اس کی تحقیق کی جائے گی کہ یہ نشہ حلال چیز کے پینے سے آیا ہے یا حرام کے پینے سے اور اگر حرام کے پینے سے نشہ آیا ہے تو اس نے اپنی خوشی سے شراب پی ہے یا اس کو زبردستی پلائی گئی ہے، تا کہ اس کی روشنی میں طلاق کے وقوع یا عدم وقوع کا فتوی یا فیصلہ دیا جا سکے۔

اسی طرح یہ تحقیق بھی کی جائے گی کہ وہ اپنی بیوی بچوں کے حق میں ظالم و جابر ہے یا نہیں، اگر وہ ظالم و جابر ہے اور نشہ کی حالت میں زدوکوب کرتا ہے تو اس کی دی ہوئی طلاق واقع

ہوگی، اس میں اس کو زجر ہو یا نہ ہو، لیکن اس کی بیوی تو ظلم و جور سے نجات پا جائے گی۔

اگر وہ ظلم و جور کا مرتکب نہیں ہوتا، بلکہ اہل و عیال کے حق میں وہ مصلح ہے، ان کے حقوق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ اس لئے کہ وقوع طلاق کا اثر اس پر نہیں ہوگا یا کم ہوگا، لیکن اس کی بیوی بچے مصائب کے شکار ہو جائیں گے۔

☆☆☆

اجتہادی مسائل سے متعلق بعض اصولی نکات

مفتی محبوب علی وجیہی☆

۱۔ شریعت مطہرہ اور احکام اسلامی کے ماخذ اصل میں دو ہیں: کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ، اجماع اور قیاس بھی ماخذ میں شمار کیے گئے ہیں، لیکن ان کا محور بھی کتاب وسنت ہی ہے، ائمہ مجتہدین انہیں کو مضبوطی کے ساتھ استنباط احکام میں استعمال کرتے ہیں، اس لئے مجتہدین کے مستخرجہ ومستنبطہ مسائل شریعت مطہرہ ہی ہیں، ان حضرات کی یہ ذاتی رائے نہیں ہے، ان کے بیان کردہ مسائل اجتہادی کو ان کی ذاتی رائے کہہ کر ان کے شریعت ہونے کا جو انکار کر رہا ہے وہ گمراہ ہے۔

۲۔مسائل دو قسم کے ہیں: ایک وہ جو اعتقاد سے تعلق رکھتے ہیں اور کتاب وسنت سے ثابت ہیں، ان کے خلاف جو عقائد بیان کیے جائیں گے وہ باطل ہیں، جیسے معتزلہ کا انکارِ تقدیر، یا تو ثواب وعذاب قبر، یا روافض کا صحابہ کرام کے سلسلہ میں عقیدہ فاسد۔

دوسری قسم ان مسائل کی ہے جو فقہی احکام سے متعلق ہیں اس میں غیر منصوص احکام میں لغت کی وجہ سے یا استعمال کی وجہ سے جو اختلاف ائمہ ہوگا وہ حق وباطل اور عزیمت ورخصت کا نہیں ہوگا، بلکہ اس میں سے ایک رائے صواب محتمل خطا ہے اور دوسری رائے خطا محتمل صواب ہے، مقلد پر واجب ہے کہ وہ اپنے امام کی تقلید کرے یعنی اس کے بیان کردہ مسائل پر ہی عمل کرے اور یہ شخص ان مسائل پر عمل کرنے کی وجہ سے عامل بالشریعت ہی کہلائے گا، مجتہدین کے

☆ مدرسہ جامعۃ العلوم فرقانیہ رامپور یوپی۔

اسباب اختلاف کی تفصیل تو بہت ہے جو اصول فقہ کی کتابوں میں درج ہے، ہمارے استاذ محترم نے ایک وجہ یہ بھی بیان کی تھی کہ امام ابو حنیفہؒ شارع کی غرض اور حکمت پر نظر کرتے ہیں اور اس کو علّت بنا کر نئے مسائل کا استخراج کرتے ہیں، اس کے لئے ہلکی قابل تحمّل حدیث ضعیف بھی مل جاتی ہے تو اسے مستدل بنا لیتے ہیں اور امام مالکؒ اہل مدینہ کو دیکھتے ہیں اور اس سے فیصلہ کرتے ہیں، امام شافعیؒ اصح حدیث اور اصح سند کو دلیل بناتے ہیں اور امام احمدؒ اگر حدیثوں میں تقدم وتاخر کی تاریخ نہیں پاتے تو کبھی اس حدیث پر فتوی دیتے ہیں اور کبھی اس حدیث پر اور فرماتے ہیں کہ یہ بھی قول رسول ہے اور وہ بھی قول رسول، اسی لئے امام احمد سے ایک مسئلہ میں کئی کئی روایتیں ملتی ہیں، نیز احادیث کے ضعیف اور غیر ضعیف کی تحقیق میں اختلاف ائمہ سبب ہوتا ہے مسئلہ کے اختلاف کا اور کبھی خاص، عام، مجمل وغیرہ کے اندر اختلاف بھی سبب ہوتا ہے، جیسے لفظ قرء کے اندر متضاد معنی ہونے کی وجہ سے اختلاف ہوا ہے، علت استنباط کے اختلاف کی وجہ سے بھی اختلاف ہوتا ہے، جیسے حدیث ربا میں ہے۔

ایک عام مسلمان کے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے کہ مسلم ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرے، کیونکہ ان کی تقلید کرنے والے بڑے بڑے علماء نے ان کے مسائل کو خوب جانچ تول لیا ہے اور جہاں ذرا کچھ خامی نظر آئی ہے اس کی اصلاح کردی ہے، عوام تو عوام ہیں آج کل کے علماء بھی عام طور سے استخراج واستنباط کی پوری صلاحیت نہیں رکھتے، لہذا ان کے لئے بھی کسی ایک امام کی تقلید لازم ہے، یہ ہرگز جائز نہیں ہوگا کہ کسی مسئلہ میں کسی امام کی تقلید کرلی اور کسی میں کسی کی، بلکہ سب مسائل میں ایک ہی امام کی تقلید ضروری ہوگی۔

۵- مجتہدین کرام سب حق پرست ہیں، لہذا کسی کو بھی برا کہنا یا برا سمجھنا حرام ہے، ہمارے لئے سب پیشوایانِ دین اور قابل احترام ہیں، بلکہ اختلافی مسائل بیان کرتے وقت یہ نہ خیال کرے کہ میں ان کا جواب دے رہا ہوں یا ان کا مدمقابل ہوں، چہ خاک را نیست عالم پاک، حدیث شریف ہے: "من لم يعظّم كبيرنا ومن لم يرحم صغيرنا فليس منا"

اپنے دلائل یا مخالف کے جوابات دیتے وقت یہ خیال کرے کہ میں اپنے امام کے اقوال نقل کر رہا ہوں، رحمۃ اللہ یا رضوان اللہ ان کے نام نامی کے ساتھ لگائے۔

۶-سلف صالحین نے ہمیشہ اختلافی مسائل بیان کرتے وقت مخالف کا نہایت احترام کیا ہے، امام شافعیؒ کا واقعہ مشہور ہے کہ قیام بغداد میں امام ابوحنیفہؒ کے مزار مبارک کے قریب انہوں نے فجر کی نماز ادا کی اور اس میں قنوت نہیں پڑھی، لوگوں نے معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ابوحنیفہ کے ادب کی وجہ سے میں نے اس کو ترک کردیا، ہمارے علماء کا بھی یہی طریقہ ہونا چاہئے، بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے استاذ مکرم کا بھی یہی طریقہ تھا اور ہم بھی اسی روش پر قائم ہیں۔

۷-یقیناً جب حالات ایسے پیدا ہو جائیں کہ اپنے امام کے قول پر عمل کرنا عسر اور سخت تنگی اور حرج کا باعث ہو تو دفع حرج کے لئے ایسے علماء جو ماہرین شریعت ہوں اور ورع تقویٰ بھی ان کے اندر موجود ہو تو ان کے لئے دوسرے امام کی رائے پر فتویٰ دینا جائز ہے، جیسے امام ابوحنیفہ کے نزدیک مفقود الخبر کی مدت فسخ نکاح میں نوے سال ہے، لیکن اس میں عورت کے لئے سخت حرج تھا اس لئے علماء حنفیہ نے امام مالک کے قول پر فتوی دیا جو چار سال کی مدت ہے۔

۸-جبکہ معتبر اصحاب افتاء کے آراء میں اختلاف ہو تو عام مسلمانوں کو غور کرنے کے بعد دل جس صاحب افتاء کی طرف مائل ہو اس پر عمل کرلے، عنداللہ اس کا عمل مقبول ہوگا۔

☆☆☆

مدہوش شخص کی طلاق کے اعتبار وعدم اعتبار کا مسئلہ

ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ☆

مقدمہ اولی۔ سکر کے حدود کا تعین

لفظ سکران کا اطلاق نشہ کی اس حالت پر ہوگا جبکہ آدمی اس درجہ مدہوش ہو کہ اس کو نہیں معلوم ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"یاأیها الذین آمنوا لا تقربوا الصلوة وأنتم سکاری، حتی تعلموا ما تقولون" (سورۂ نساء:۴۳)۔

(اے ایمان والو! تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک تم سمجھنے لگو کہ (منہ) سے کیا کہتے ہو)۔

یہ حالت جس میں آدمی کو معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہ اس قسم سے بدتر ہے جس کے بارے میں ارشاد باری ہے:

"لا یؤاخذکم الله باللغو فی أیمانکم ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم" (سورۂ بقرہ/۲۲۵ سورۂ مائدہ ۹۲)۔

(اللہ تم سے آخرت میں مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے تمہاری قسموں میں (ایسی) بیہودہ قسم پر لیکن دارو گیر فرماویں گے، اس (جھوٹی قسم) پر جس میں تمہارے دلوں نے (جھوٹ بولنے کا) ارادہ کیا ہے)۔

☆ سابق معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

لہذا بغیر نیت وارادہ کے وہ قسم بھی نا قابل اعتبار ہے جبکہ آدمی ہوش وحواس میں ہو، مگر بغیر قصد وارادہ کے قسم کھائے، لہذا قصد وارادہ کے بغیر کوئی فعل قابل اعتبار نہیں ہے۔

حدیث نبوی: ''إنما الأعمال بالنیات'' (اعمال کا دارومدار نیت پر ہے) سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اصل نیت و ارادہ ہے، لیکن سکران (نشہ کی حالت میں ہونے والا شخص) ضروری نہیں ہے کہ وہ اتنا مدہوش ہو کہ اس کو معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، ہوسکتا ہے کہ نشہ کی ابتدائی حالت ہو جس کو سرور کہتے ہیں اور وہ راستہ دیکھ کر سمجھ کر چل رہا ہو، مگر فقہاء کرام کے نزدیک حالت سکر وہی کہلائے گی جس میں آدمی کو زمین وآسمان کا پتہ نہ ہو۔

التعریفات الفقہیۃ مرتبہ مولانا مفتی عمیم الاحسان البرکتی سکران کی تعریف میں لکھتے ہیں:

''السکران عند أبي حنفیة من لا یعلم الأرض من السماء، وعندھما تخلیط کلامه من شرب الخمر وعند بعض الفقھاء من اختلط في مشیه وتحرکه''۔

(حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک سکران اس کو کہا جائے گا جس کو زمین آسمان کی تمیز نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک جس کی باتیں بہکی بہکی ہوں اور بعض فقہاء کے نزدیک جو چلنے میں لڑکھڑا رہا ہو اور (دائیں بائیں) جھوم رہا ہو)۔

حضرت امام ابوحنیفہ نے جو تعریف کی ہے وہ حتی تعلموا ما تقولون کے مفہوم سے قریب ہے، جو آیت قرآنی سے مستفاد ہے اور اس سے اس سکر کی تعین ہوجاتی ہے جو زیر بحث ہے۔

مقدمہ ثانیہ

لیکن فقہاء کے سامنے یہ اصل بھی ہے کہ اگر نکاح، طلاق اور رجعت میں سنجیدگی سے

کوئی بات کہی ہو یا مذاق سے کہی ہو یا یوں کہیے کہ بالارادہ کہی ہو یا لاابالی پن میں کہہ دی ہو اس کو سنجیدہ اور واقعی سمجھا جائے گا۔

مقدمہ ثالثہ

حنفیہ کے نزدیک سکران کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ قاعدہ فقہیہ سے ثابت ہے، مگر اس سلسلہ میں وہ ایک بات یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی نشہ کی حالت میں کلمہ کفر زبان سے نکال دے تو اس کی بیوی کو حرام نہیں قرار دیا جائے گا، یہ بات خلاف قیاس بطور استحسان کے تسلیم کی گئی ہے۔

لہذا اگر نشہ کی حالت ابتدائے سکر کی ہے اور نشہ کا زہر رگ و پے میں سرایت نہیں کیا ہے، صرف سرور کی حالت ہے، چال میں لغزش نہیں ہے، گفتار پر قابو ہے تو اس کا حکم اس شخص کا ہوگا جو بقید حواس ہے اور جس طرح کی طلاق اس نے دی ہے وہ واقع ہوگی۔

واضح رہے کہ سکران کا اطلاق نشہ کے ابتدائی حالات پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے:

فالیوم أصبحنا سکاریٰ نشوۃ ☆ شامیۃ، قد میتہ صحبائھا

اور اگر نشہ اتنا چڑھ گیا ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ منہ سے کیا کہہ رہا ہے یعنی (لا یعلم ما یقول) کی حالت میں ہے تو استحساناً اس کی طلاق ایک طلاق رجعی مانی جائے گی، خواہ اس نے تغلیظ ہی کیوں نہ کر دی ہو اور ہوش آنے کے بعد اس سے پوچھا جائے گا کہ آیا اس نے طلاق سمجھ بوجھ کر دی تھی یا نہیں؟ اگر اس وقت بھی وہ مصر ہو تو تغلیظ واقع ہوگی ورنہ نہیں، اس تجویز میں اس کی رعایت رکھی گئی ہے کہ فقہی قاعدہ کی مطلق خلاف ورزی نہیں ہوگی۔

(۱) اس کی اصل ترمذی کی یہ حدیث ہے:

"عن أبی ہریرۃؓ أن رسول اللہ ﷺ قال: ثلاث جدھن جد وھزلھن

جد: النكاح، والطلاق، والرجعة - رواه الترمذي و أبو داؤد وقال الترمذى: هذا حديث حسن غريب "(مشکوۃ/۲۸۴)۔

اس قیاس میں ایک فرق ہے کہ کسی کو ہلاک کرنا خواہ زہر کے ذریعہ ہو یا گولی کے ذریعہ عملی فعل ہے اور زبان سے طلاق وعتاق کا لفظ نکالنا لسانی عمل ہے، لہذا قول کو فعل پر قیاس کرنا درست نہیں ہوگا۔

☆☆☆

موجودہ حالات میں طلاق سکران کا نفاذ

مولانا شفیق الرحمٰن ندویؒ ☆

۱- معاشرہ کی حالت اور احکام شرعی کے بارے میں تحریر کردہ تفصیلات سے میں متفق ہوں۔

۲- طلاق سکران کے نافذ ہونے کے سلسلہ میں کوئی نص یا صریح حکم موجود نہیں ہے ،قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ طلاق سکران نافذ نہ ہو، کیونکہ کسی بھی عمل یا تصرف کے معتبر ہونے کے لئے ہر جگہ عقل کی قید لگی ہوئی ہے، عقل کے بغیر کوئی تصرف شرعاً معتبر نہیں ہوتا۔ سکران ہوش وحواس اور عقل سے عاری ہوتا ہے۔ نشہ کی حالت میں اس سے جو حرکتیں صادر ہوتی ہیں اس وقت اسے ان کا احساس وادراک ہی نہیں ہوتا۔

جن حضرات نے طلاق سکران کو واقع مانا ہے وہ زجر وتوبیخ اور عبرت پذیری کے لئے مانا ہے۔ ابتداء میں خدا ترسی تھی، اسلامی حکومت تھی اور اسلامی معاشرہ کی گرفت مضبوط تھی، اس لئے طلاق سکران کے وقوع سے عبرت پکڑتے ہوئے کچھ لوگوں نے اس ام الخبائث سے توبہ کرلی ہو تو بعید از قیاس نہیں، بلکہ اس کا غالب امکان ہے کہ ایسا ہوتا ہوگا، لیکن موجودہ حالات مختلف ہیں، ہندوستان جیسے ملک میں جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے، آخرت کا تصور اور خوف مدھم پڑ چکا ہے، معاشرہ کی گرفت بھی افسوس ناک حد تک کمزور پڑ چکی ہے، ایسے حالات میں طلاق سکران کے نفاذ کا کوئی مثبت اثر نہیں پڑتا ہے، کوئی تائب نہیں ہوتا، دوسری طرف اس کے

☆ سابق استاذ فقہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں جن کا علم ہر شخص کو ہے، اس پس منظر میں اس مسئلہ پر غور کرنے کی واقعی ضرورت ہے۔ ہمارے نزدیک وہ فقہاء اور ائمہ جو طلاق سکران کے عدم وقوع کے قائل ہیں ان کی رائے کو اختیار کرنا اور اس کے مطابق فتوی دینا جائز ہے۔

☆☆☆

نشہ میں مبتلا شخص احکام کا مکلّف نہیں

مفتی عزیز الرحمٰن مدنی ☆

"یا أیها الذین آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون" (سورہ نساء: ۴۳) (اے ایمان والو! تم نماز نہ پڑھا کرو جبکہ نشہ کی حالت میں ہو حتی کہ تم جان لو، جو کچھ کہتے ہو)۔

"حتی تعلموا ما تقولون" کی قید سے صاف ظاہر ہے کہ آدمی کو کوئی کام کرتے ہوئے باشعور اور باہوش وحواس ہونا چاہئے، یہی حال سکر اور نشہ کا ہے، جس کے بارے میں بیان فرمایا گیا ہے:

"السکر إذا بلغ حداً لا یعلم الرجل ما یقول فحینئذ لاصح خطابه، الخطاب توجه بعد الصحو" (التفسیر المظہری ۲/ ۱۱۲)۔

(سکر جب اس حد کو پہنچ جائے کہ آدمی نہ جان سکے کہ کیا کہتا ہے، اس صورت میں وہ مخاطب نہیں ہے، مخاطب وہ نشہ دور ہونے کے بعد ہوتا ہے)۔

اس تصریح کے مطابق جب نشہ باز مخاطب ہی نہیں تو احکام کا مکلّف بھی نہیں ہے، چنانچہ صاحب ہدایہ نے کہا ہے:

۱- ولو زال عقله بالصداع لا یقع (ہدایہ)۔

(اگر دردسر کی وجہ سے عقل جاتی رہے تو طلاق واقع نہ ہوگی)۔

☆ مدنی دار الافتاء، بجنور۔

۲- "ولو ذهب عقله بدواء أو أكل البنج لا يقع" (البنایہ ۲/۲۲۶)۔
(اور اگر عقل کسی دوا یا بھنگ کے کھانے سے چلی گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی)۔

۳- "ولم يوقع الشافعي طلاق السكران واختاره الطحاوی والکرخی، وفی التتارخانية: والفتویٰ عليه" (درمختار ۲/۴۲۴)۔

۴- خلافا لمحمد، ويفتي بقول محمد (فتح القدیر ص۱۵۱)۔

(امام شافعی نے سکران کی طلاق کو واقع نہیں مانا اور امام طحاوی اور کرخی نے اسی کو اختیار کیا ہے اور تاتارخانیہ میں اسی پر فتویٰ ہے، امام محمد اس کے خلاف ہیں (وہ طلاق کو واقع مانتے ہیں) اور انہی کے قول پر فتویٰ ہے)۔

۵۔ "وعن عثمان رضی اللہ عنہ أنه لا يقع طلاقه وبه أخذ الطحاوی والکرخی وهو أحد قولی الشافعی" (البدائع ۳/۱۱۴)۔

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ طلاق کو واقع نہیں مانتے تھے اور اسی کو کرخی اور امام شافعی نے اختیار کیا ہے)۔

اوپر ذکر کردہ تصریحات میں حضرات حنفیہ کے دو مکتب فکر گزرے ہیں، ایک تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق ہے اور اس کو امام کرخی، امام طحاوی اور امام شافعی نے اختیار کیا ہے۔ دوسرا مکتب فکر امام محمد کا ہے کہ وہ طلاق سکران کو واقع مانتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ حالات اور زمانہ کی تبدیلی کی وجہ سے انہوں نے یہ حکم دیا ہے اور موجودہ زمانہ میں اس زمانہ کے مقابلہ میں ہزاروں گنا زیادہ بگاڑ ہے۔ پھر بھی ہمارے لئے دونوں مذکورہ مکتب فکر قابل تقلید ہیں، لہذا:

۱- جو لوگ شرابی اور اوباش ہیں اور عورتوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور انہوں نے نشہ اختیاری طور پر کیا ہو یا ان کو نشہ دے دیا گیا ہو تو اس کو طلاق مکرہ پر قیاس کرتے ہوئے طلاق کو واقع مانا جائے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ دھوکہ نہ کیا جاتا ہو۔

۲- پہلے مکتب فکر کے اعتبار سے شریف اور بھلے لوگ جو غریب ہیں اور عورتیں ان کی چالاک ہیں ان کی طلاق کو واقع نہ مانا جائے گا۔

حالت نشہ کی طلاق، علماء کا موقف اور موجودہ حالات

مولانا عتیق احمد بستوی ☆

نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کے بارے میں عہد صحابہ ہی سے اختلاف چلا آرہا ہے، نشہ کی بعض حالتوں کی طلاق کے بارے میں فقہاء کے درمیان بڑی حد تک اتفاق رائے پایا جاتا ہے اور بعض شکلیں خاصی مختلف فیہ ہیں، اس لئے نشہ کی مختلف صورتوں کی وضاحت کے ساتھ ان میں دی گئی طلاق کا حکم بیان کرنا ضروری ہے۔

۱- اگر کسی شخص کو کسی حلال چیز کے استعمال سے نشہ پیدا ہو گیا اور اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دے ڈالی تو جمہور فقہاء کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی، حنفی مسالک کی تمام کتابوں میں اس مسئلہ کی صراحت موجود ہے (المغنی لابن قدامہ ۱۰/۳۴۵)، مفتی بہ قول طلاق نہ واقع ہونے کا ہے (بدائع الصنائع ۳/۱۰۰، البحر الرائق ۳/۲۴۸)۔

۲- کسی شخص نے اگر کسی نشہ آور حرام چیز کا استعمال ایسی صورت میں بہ طور دوا کے کیا جب ماہر مسلم اطباء کی رائے میں اس مرض کا علاج اسی نشہ آور چیز ہی سے ہو سکتا تھا اور اسے استعمال کرنے سے اس کو نشہ لاحق ہو گیا اور اس حال میں اس نے بیوی کو طلاق دے ڈالی تو یہ طلاق بھی جمہور فقہاء کے نزدیک واقع نہیں ہوگی (المغنی لابن قدامہ ۱۰/۲۴۵، کتاب الأم الشافعی ۱۱/۳۸۲، فتح القدیر ۳/۳۴۷، ۳۴۸)۔

۳- اگر کسی شخص نے لاعلمی میں نشہ آور چیز کا استعمال کرلیا، مثلاً شراب کو کوئی حلال

☆ استاذ فقہ، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ (یوپی)۔

مشروب سمجھ کر پی گیا اور اسے نشہ طاری ہو گیا، اور ایسی حالت میں اس نے بیوی کو طلاق دے ڈالی تو جمہور فقہاء کے نزدیک یہ طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ لغو قرار پائے گی۔

۴۔ کسی شخص کو شراب یا کسی دوسری نشہ آور چیز کے استعمال پر مجبور کیا گیا، جبر و اکراہ کی وہ صورت اختیار کی گئی جس میں اس کے لئے اس حرام چیز کا استعمال جائز ہو گیا، اس لئے اس نے نشہ آور چیز کا استعمال کر لیا اسے نشہ آ گیا اور اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دے ڈالی تو یہ طلاق بھی جمہور فقہاء کے نزدیک لغو قرار پائے گی (فتح القدیر لابن الہمام ۳/۳۴۸)، کسی شخص نے شراب یا کسی اور نشہ آور چیز کا استعمال اپنی رضا مندی سے جان بوجھ کر کیا، اس طرح اس نے گناہ کا ارتکاب کیا، اسے نشہ طاری ہو گیا اور نشہ کی حالت میں اس نے طلاق کے الفاظ استعمال کئے تو یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں اس بارے میں عہد صحابہ ہی سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی صریح حکم منقول نہیں ہے، صحابہ کرام میں سے خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفانؓ کے بارے میں یہ بات ثابت ہے کہ وہ اس طلاق کو واقع نہیں مانتے تھے (بدائع الصنائع ۳/۹۹، المغنی لابن قدامہ ۱۰/۳۴۷، صحیح البخاری کتاب الطلاق، باب الطلاق فی الإغلاق والکرہ والسکران)۔

ابن المنذرؒ نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام میں سے اس مسئلہ میں صرف حضرت عثمانؓ کا قول معلوم ہے اور ان کی رائے سے کسی دوسرے صحابی کا اختلاف معلوم نہیں، لیکن ابن المنذرؒ کا یہ دعوی درست نہیں، کیونکہ اس مسئلہ میں بعض دوسرے صحابہ کرام کے آثار حضرت عثمان کی رائے کے خلاف موجود ہیں، وقوع طلاق کے بارے میں حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے آثار ہیں (المغنی لابن قدامہ ۱۰/۳۴۷، بدایۃ المجتہد ۲/۸۲)، حضرت ابن عباسؓ کا ایک اثر عدم وقوع کا بھی ہے (صحیح بخاری کتاب الطلاق باب الطلاق فی الإغلاق، اعلاء السنن ۱۱/۱۷۵)، تابعین اور فقہاء مجتہدین کی اکثریت اس طلاق کو واقع مانتی ہے، سعید بن المسیب، عطاء بن رباح، مجاہد، حسن بصری، ابن سیرین، ابراہیم نخعی، میمون بن مہران، سفیان ثوری، اوزاعی، ابن

شیبہ، ابوحنیفہ، صاحبین، مالک بن انس رحمہم اللہ اس طلاق کو واقع مانتے ہیں (فتح القدیر ۳/۳۴۵، المغنی لابن قدامہ ۱۰/۳۴۶، ۳۴۷)، کتاب الأم کی صراحت کے مطابق امام شافعی بھی اس طلاق کو واقع مانتے ہیں (کتاب الأم ۱۱/۳۸۲)، اگرچہ ان کی ایک روایت طلاق واقع نہ ہونے کی بھی ہے جسے بہت سے فقہاء شافعیہ نے اختیار کیا ہے (المغنی لابن قدامہ ۱۰/۳۴۶)، امام احمد بن حنبل کا بھی ایک قول طلاق واقع ہونے کا ہے، ابوبکر خلال حنبلی نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے (المغنی لابن قدامہ ۱۰/۳۴۶)۔

ہندوستان کے موجودہ حالات میں ہمیں غور یہ کرنا ہے کہ حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق کو واقع قرار دینے میں سزا کا جو تصور کار فرما ہے وہ کس حد تک واقعی اور حقیقت پسندانہ ہے، مسلمانان ہند کی سماجی صورت حال پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ موجودہ حالات میں طلاق مرد سے کہیں زیادہ عورت کے لئے سزا ہے، شوہر نے نشہ میں دھت ہو کر بیوی کے لئے طلاق کے الفاظ استعمال کر دئے، طلاق واقع مان لی گئی اس کے نتیجہ میں بیوی کے لئے بے شمار مشکلات پیدا ہو گئیں، اسے نا کردہ گناہ کی بدترین سزا مل گئی اور مجرم شوہر آسانی کے ساتھ دوسرا نکاح کر کے عیش کرنے لگا، گویا موجودہ حالات میں جرم کسی نے کیا اور سزا کسی دوسرے کو ملی، ملک کے مختلف مراکز افتاء میں آنے والے طلاق کے واقعات سے یہی واضح ہوتا ہے۔

اس پس منظر میں یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ حالت نشہ میں دی گئی طلاق کو واقع نہ ماننے کا قول فتوی کے لئے اختیار کیا جائے جب کہ یہ کوئی شاذ قول نہیں ہے، بلکہ عہد صحابہ سے لے کر آج تک ایک بڑی جماعت کا یہ موقف رہا ہے، خود فقہاء حنفیہ میں سے امام زفر، امام طحاوی، محمد بن مسلمہ رحمہم اللہ اس کے قائل رہے ہیں۔

☆☆☆

طلاق سکران میں عدم وقوع کا فتوی

مولانا ڈاکٹر ظفر الاسلام اعظمی ☆

بطور دوا استعمال کی گئی چیزوں سے سکر پائے جانے کی بناء پر طلاق نہ ہوگی، کیونکہ معصیت کا یہاں قصد نہ تھا "فإنه إذا كان للتداوي لا يزجر عنه لعدم قصد المعصية" (ردالمحتار علی الدر المختار ۳/ ۲۴۰)، اسی سے یہ بات بھی نکل آئی کہ اگر سکر کسی مباح شئی سے وجود میں آئے اور اس بنا پر طلاق دے دی جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی "لو زال عقله بالصداع، وبمباح لم يقع" (صفحہ مذکورہ) لیکن اگر سکر ایسی چیز سے پایا جائے جس کی حرمت پر اتفاق ہو جیسے شراب وغیرہ پس اگر شراب پینے کے بعد نشہ کی حالت میں طلاق دے دی جائے تو وہ واقع ہوگی:

"القسم الثالث أن يسكر من الخمر المتفق على تحريم تناوله وهو المتخذ من العنب والزبيب والتمر ...فمن شرب من ذلك وطلق فإن طلاقه يقع باتفاق" (کتاب الفقہ علی المذاہب الأربعۃ ۴/ ۲۵۲) لیکن اعلاء السنن (۱۱/ ۱۸۲) کی تحریر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، حضرت امام شافعی کے ایک قول کے مطابق نیز طحاوی وکرخی کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی۔

"واختيار الكرخي والطحاوي أنه لا يقع وهو أحد قولي الشافعي لأن صحة العقد بالعقل وهو زائل العقل" (بدایۃ المجتہد لابن رشد القرطبی ۲/ ۸۸-۸۹)، دوسری جگہ

☆ شیخ الحدیث وصدر المدرسین، جامعہ دار العلوم، مئو۔

اس طرح کی عبارت مرقوم ہے: "وقال قوم لا يقع منهم المزني وبعض أصحاب أبي حنيفة" اس کے بعد علامہ قرطبی تحریر فرماتے ہیں: "درحقیقت اختلاف کا سبب یہ ہے کہ جنہوں نے شراب نوشی سے زوال عقل کو جنون کے زوال عقل کے مرادف سمجھا ہے وہ لوگ تو عدم وقوع طلاق کے قائل ہیں اور جنہوں نے مرادف نہیں سمجھا وہ وقوع طلاق کے قائل ہیں"۔

چونکہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے، اس لئے اس صورت میں دی گئی طلاق کو میرے خیال میں قاضی کی طرف محول کرنا چاہیے، تا کہ وہ دیکھے کہ آیا اس کی اصلاح مستقبل میں ممکن ہے یا نہیں، اگر ممکن نہ ہو تو وقوع طلاق کا فیصلہ کر دینا چاہیے ورنہ نہیں اور سیدنا عثمان غنیؓ، لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ، امام شافعی (ایک قول) امام احمد بن حنبل (قول معتمد فی المذہب) امام زفر، امام ابو جعفر طحاوی، کرخی اور محمد بن مسلمہ کی رائے کو معمول بہ بنا کر اسی پر فتوی دیا جانا چاہیے۔

☆☆☆

نشہ میں مدہوش کی طلاق اور موجودہ حالات میں راجح پہلو

مولانا خورشید احمد اعظمی ☆

اگر کسی نے نشہ آور اشیاء کا استعمال کیا جس کی وجہ سے اس پر نشہ طاری ہوا اور عقل زائل ہوگئی اور اس حالت میں اس نے طلاق کا استعمال کیا تو اس طلاق کے واقع ہونے اور نہ ہونے میں ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کے مابین اختلاف منقول ہے:

۱- امام احمد بن حنبلؒ سے اگرچہ دونوں روایتیں ہیں، لیکن راجح قول عدم وقوع کا ہے

"والرواية الثانية: لا يقع طلاقه، اختارها أبوبكر عبد العزيز وهو قول عثمانؓ ومذهب عمر بن عبد العزيز والقاسم وطاؤوس وربيعة ويحى الأنصارى والليث والعنبرى وإسحق، وأبى ثور، والمزنى، قال ابن المنذر: هذا ثابت عن عثمان ولا نعلم أحداً من الصحابة خالفه وقال أحمد: حديث عثمان أرفع شيئ فيه وهو أصح يعني من حديث عليؓ" (المغنی ۱۰/۷ ۳۴)۔

(دوسری روایت یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی، اس قول کو ابوبکر عبدالعزیز نے اختیار کیا اور یہی قول حضرت عثمانؓ کا ہے، اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحی انصاری، لیث، عنبری، اسحاق، ابوثور، وغیرہ کا مذہب بھی یہی ہے)۔

ابن المنذر کہتے ہیں کہ یہ قول امام احمد سے ثابت ہے اور صحابہ میں سے کسی کو بھی ہم نہیں جانتے کہ جس نے ان سے اختلاف کیا ہو، امام احمد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی حدیث

☆ المکتب العلمی، رگھوناتھ پورہ، مئو۔

اس باب میں مرفوع ترین ہے اور وہ حضرت علیؓ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے "وهو مذهب أحمد وأهل الظاهر" (سبل السلام: ۳/ ۱۰۹۷) اور یہی امام احمدؒ اور اہل ظاہر کا بھی مذہب ہے اور یہی قول حضرت ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے، وقال ابن عباس: طلاق السكران والمستكره ليس بجائز (صحیح بخاری مع فتح الباری ۹/ ۳۸۸) اور فقہاء حنفیہ میں سے امام طحاوی، کرخی، محمد بن مسلمہ اور زفر رحمہم اللہ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے "واختاره الطحاوي والكرخي، وكذا محمد بن مسلمه، وهو قول زفر رحمهم الله كما افاده في الفتح (شامی: ۴/ ۴۴۸)۔

اس قول کی دلیل یہ ہے کہ تکلیف کا مدار عقل پر ہے اور سکران زائل العقل ہوتا ہے، لہذا یہ سونے والے اور مجنون کے مشابہ ہے اور سونے والے اور مجنون کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی (المغنی ۰/ ۳۴۸)۔

۲- دوسرا قول یہ ہے کہ حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، جسے جمہور حنفیہ نے اختیار کیا ہے اور یہی قول امام شافعی (اصح القولین) ثوری، اوزاعی، سعید بن المسیب، ابراہیم نخعی، میمون بن مہران، مجاہد، عطاء، ابن سیرین، حسن بصری اور حضرات معاویہ وعلی رضوان اللہ علیہم سے بھی منقول ہے۔

ان حضرات کا طریقہ استدلال یہ ہے کہ جان ومال، عزت وآبرو اور عقل وخرد کی حفاظت پر شریعت اسلامیہ نے کافی زور دیا ہے، کوئی شخص اپنے ہاتھوں انہیں ضائع کرتا ہے تو مالک حقیقی کے آگے جواب دہ ہوگا اور اگر ان کی حفاظت میں قتل کر دیا جائے تو شہید کا مرتبہ پائے گا، عقل مدار تکلیف ہے، لہذا کوئی شخص حرام اور ناجائز اشیاء کا استعمال کر کے اپنی عقل گنواتا ہے تو اگر چہ وہ حقیقتاً زائل العقل ہے مگر از راہ زجر وتوبیخ حکماً اسے عاقل مانا جائے گا اور نشہ کی حالت میں اس سے صادر اقوال وافعال کا اعتبار کیا جائے گا، اس لئے اگر کسی نے حالت نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو وہ طلاق بھی واقع اور معتبر ہوگی (درمختار مع الدر المختار ۴/

۴۳۸ ۔ ھدایہ ۱ / ۳۳۹)۔

دونوں قسم کے اقوال اور ان کے دلائل پر غور کرنے کے بعد راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حالات میں نشہ میں دی ہوئی طلاق کا اعتبار نہ کیا جائے۔

☆☆☆

طلاق سکران کا وقوع اور خواتین کی مشکلات

مولانا محمد ظفر عالم ندوی ☆

۱- سوالنامہ میں بطور تمہید جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں، ناچیز کو اس سے مکمل اتفاق ہے۔

۲- اس مسئلہ میں فقہاء کی جو آراء اور دلائل ہیں ان پر غور کرنے، ہمارے ملک ہندوستان میں اس مسئلہ سے متعلق آئے دن جو واقعات پیش آرہے ہیں اور ان کے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں، ان کا جائزہ لینے اور ایک اہم دار الافتاء سے منسلک رہنے کی بنا پر اس قسم کے واقعات اور نتائج سے براہ راست واقف ہونے کی وجہ سے ناچیز اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ نشہ کی ایسی حالت جس میں عقل و شعور باقی نہ رہے اور مبتلا بہ اچھی اور بری چیزوں کے درمیان تمیز نہ کر سکے، اس حالت کی دی ہوئی طلاق واقع نہ ہوگی، گو کہ حرام شئی ہی کی استعمال سے یہ نشہ پیدا ہوا ہو۔

یہ بالکل واضح ہے کہ یہ مسئلہ دور صحابہ ہی سے مختلف فیہ رہا ہے اور منصوص نہیں ہے، بلکہ مجتہد فیہ ہے، اور طلاق کے وقوع اور عدم وقوع دونوں طرح کی رائیں فقہاء مجتہدین نے دی ہیں اور ہر فریق نے بڑے دلائل بھی پیش کئے ہیں، لیکن اگر دیانت کے ساتھ تجزیہ کیا جائے تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ طلاق کے عدم وقوع کی رائے پر جو دلائل ہیں وہ زیادہ وقیع، اصول شرع، اور مقاصد شریعت سے زیادہ قریب تر ہیں، سچ فرمایا ہے امام ابن تیمیہؒ نے کہ: "ومن تأمل أصول الشريعة ومقاصدها تبين له أن هذا القول هو الصواب، وأن إيقاع الطلاق بالسكران قول ليس له حجة يعتمد عليها، ولهذا كان كثير من محققي مذهب

☆ استاذ فقہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

مالک والشافعي كأبي الوليد الباجي، وأبي المعالي الجويني - يجعلون الشرائع في النشوان، فأما الذي علم أنه لايدري ما يقول فلا يقع به طلاق بلا ريب، والصحيح أنه لايقع الطلاق إلا ممن يعلم ما يقول" (فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۳ر۱۰۳)۔

جن حضرات نے وقوع طلاق کی رائے دی ہے ان کے نزدیک حکم کی بنیاد پر ''زجر'' ہے، جو ایک سماجی مصلحت ہے اور یہ صحیح ہے کہ بعض ممالک اور بعض حالات میں یہ چیز مصلحت ہوسکتی ہے اور اس کو زجر تصور کیا جاسکتا ہے، لیکن موجودہ ہندوستانی ماحول میں اس کو زجر کا درجہ نہیں دیا جاسکتا ہے، کیونکہ اس سے ماحول میں مردوں کے لئے دوسرا نکاح کرلینا تو آسان ہے لیکن عورتوں کے لئے مشکل ہی نہیں مشکل تر ہے، اور یہ زجر بجائے مرد کے عورت کے حق میں ہوجاتا ہے، اس لئے مصلحت (زجر) جس پر کہ مسئلہ کی بنیاد ہے اور جو مناط حکم ہے، اس کے بدل جانے کی وجہ سے حکم بھی بدل جائے گا، اس لئے ناچیز پورے انشراح کے ساتھ یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ حالت نشہ کی مذکورہ صورت میں عدم وقوع طلاق کا ہی فتویٰ فی زماننا دیا جائے۔

☆☆☆

نشہ میں مبتلا شخص اور تکلیف احکام شرعی

مولانا ابوالحسن علی ☆

نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کے واقع ہونے پر تقریباً تمام ہی ائمہ کا اتفاق ہے اور یہی اکثر علماء اور صحابہ کی رائے ہے، جیسا کہ بدائع کی عبارت سے واضح ہے (۹/۹۹)، البتہ حضرت عثمانؓ اور حنفیہ میں سے دو حضرات امام طحاوی اور علامہ کرخی کی رائے یہ ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوگی، اسی طرح امام شافعی کا ایک قول ایسا ہی ہے، لیکن تابعین کی ایک بڑی جماعت اور امام مالک، امام احمد، سفیان ثوری اور امام شافعی کا دوسرا قول ائمہ حنفیہ کے موافق ہے (دیکھئے: ہدایہ ۲/۲۵۸، فتاوی عالمگیری جلد اول، ردالمحتار ۳/۲۳۹، اعلاء السنن ۱۱/۱۷۶)۔

سکران کی طلاق کے واقع ہونے کی علت عقوبت وزجر ہے اور شراب کے عادی لوگوں کے لئے اس قسم کی تعزیر ضروری ہے کہ ان سے تکالیف شرعیہ کو ساقط نہ کیا جائے ورنہ لازم آئے گا کہ سکران کا قذف وقتل بھی ساقط قرار دیا جائے، حالانکہ سکران کا حد وقصاص ساقط نہیں ہے تو طلاق وعتاق کو کس طرح ساقط کیا جائے گا اور یہ بات کہ اس زمانہ میں اس سے شرابیوں کو زجر نہیں ہوتا ہے علی الاطلاق درست نہیں ہے، شرابی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ شرابی جو اس کے عادی ہیں اور برائے نام مسلمان ہیں ان کو تو واقعی زجر نہیں ہوتا ہے، مگر دوسرے قسم کے شرابی جو کبھی کبھی شراب پی لیتے ہیں تو ایسے لوگوں کو جب بتایا جاتا ہے کہ شراب کے نشہ میں طلاق دینے سے واقع ہو جاتی ہے تو ایسے لوگ شراب پینے سے پرہیز کرتے ہیں، یا بہت احتیاط سے کم

☆ دار العلوم ماٹلی والا بھروچ، گجرات۔

پیتے ہیں، میرے محلّہ میں بعض رکشہ والے تو روزانہ رات کو شراب پی کر گھر آتے ہیں اور آتے ہی گھر میں بیوی کو مار دھاڑ، گالم گلوج اور طلاق کی رٹ لگاتے ہیں اور ان پر نہ کسی کی نصیحت کا اثر ہوتا ہے اور نہ اس کو خدا کا ڈر یا جہنم کی پرواہ ہوتی ہے، تو ایسے لوگ نہ حرام سمجھتے ہیں نہ حلال اور بیوی کو طلاق دے کر بھی ساتھ ہی زندگی گزارتے ہیں، مگر جو لوگ کبھی کبھی تاڑی وغیرہ پی لیتے ہیں اور عقل و سمجھ بھی رکھتے ہیں تو ان کو سمجھانا اور اسلامی احکام بتلانا مفید ہوتا ہے، بعض لوگ تو بیوی کے نکاح سے خارج ہو جانے پر خوف سے تاڑی پینا چھوڑ دیتے ہیں، لہذا اس صورت میں اگر یہ فتویٰ دے دیا جائے کہ نشہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی تو لوگ اور بھی جری ہو جائیں گے اور طلاق کو ایک کھیل بنالیں گے، اسی لئے میری رائے یہ ہے کہ اکثر ائمہ اور اکثر صحابہ کے قول پر ہی عمل کیا جائے اور نشہ کی حالت کی طلاق کو لازم اور واقع قرار دیا جائے، اس بارے میں ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے اور علماء امت دلسوزی کے ساتھ محبت سے لوگوں میں آخرت کا خوف پیدا کریں اور شراب نوشی کے مضرات سے آگاہ کریں انشاءاللہ یہ باتیں مفید ثابت ہوں گی۔

☆☆☆

مخمور شخص کی طلاق کا حکم

مفتی محمد عبدالرحیم قاسمی☆

الف- بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: پاگل اور نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق درست نہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نشہ میں مبتلا شخص اور مجبور کی طلاق جائز نہیں، "قال عثمان: لیس لمجنون ولا لسکران طلاق، وقال ابن عباس: طلاق السکران والمستکرہ لیس بجائز" (صحیح بخاری ۲/ ۷۹۳)۔

ب- حضرت ماعز اسلمیؓ سے جب زنا کا صدور ہوا اور پھر انہوں نے اس کا اقرار حضور ﷺ کے روبرو کیا تو آپ ﷺ نے بعض صحابہ کو حکم دیا کہ ان کا منہ سونگھ کر پتہ کریں کہ کہیں وہ نشہ کی حالت میں تو اقرار نہیں کر رہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ نشہ کی حالت میں کیا ہوا اقرار حضور ﷺ کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔

ج- اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ نشہ کی حالت میں نماز نہیں ہوتی، کیونکہ اس سلسلہ میں اللہ تعالی کا حکم صریح موجود ہے جس طرح مدہوشی کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی اسی طرح وہ تصرفات بھی واقع نہیں ہوتے ہیں جن میں براہ راست عقل کا استعمال نہ ہو، مثلاً نشہ کی حالت میں کی گئی خرید وفروخت کا کوئی اعتبار نہیں۔

د- حضرت ابن عباسؓ، حضرت عثمانؓ اور عمر بن عبدالعزیز وغیرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے پاگل اور شرابی کی طلاق کو کالعدم قرار دیا۔

☆ ناظم جامعہ خیر العلوم، نور محل روڈ، بھوپال۔

ان سب دلائل کی روشنی میں یہی بات صحیح تر معلوم ہوتی ہے کہ نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی (فتاویٰ یوسف القرضاوی اردو مترجم ص ۲۶۱) نشہ کی حالت میں انسان عقل وخرد سے محروم ہو جاتا ہے اور ہوش کھو دیتا ہے، اس لئے قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ سکران کی طلاق واقع نہ ہو، خواہ نشہ حرام شئی کے استعمال سے ہو یا مباح شئی کے استعمال سے۔

مجوزین نے طلاق سکران کا نفاذ شوہر کو زجر کے لئے مانا ہے، جبکہ نشہ کی حالت میں طلاق دینے کے واقعات دور حاضر میں کثیر الظہور رہیں اور محض وقوع طلاق کے خوف سے شوہر کو عبرت وزجر ہونا اور اس کا نشہ سے رکنا شاذ و نادر بلکہ موہوم ہے اور طلاق کے نتیجہ میں بے گناہ عورت اور معصوم بچے زیادہ مصیبتوں کا شکار ہوتے ہیں اور در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہوتے ہیں، لہذا شرابی کی طلاق واقع نہ ہونے کو فتوی کے لئے اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے۔

☆☆☆

حالت نشہ کی طلاق اور علماء مجتہدین کا موقف

مولانا سلطان احمد اصلاحی☆

۱- موجودہ حالات میں معاشرے کی صورت حال اور اس کے حوالہ سے حکم شرعی کے متعلق ذکر کردہ تفصیلات سے ہم کو کامل اتفاق ہے۔

۲- ان حالات میں سیدنا عثمان غنیؓ اور ان کے ہم خیال ائمہ اور فقہاء امت کی رائے کے مطابق نشہ کی حالت میں دی جانے والی طلاق کو غیر نافذ قرار دیا جا سکتا ہے اور اس کے مطابق فتویٰ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، سوال نامہ میں دیئے گئے اس کے مؤید علماء وفقہاء امت کے علاوہ صاحب المغنی علامہ ابن قدامہ کے مطابق اسی کے قائل ابوبکر عبدالعزیز، عمر بن عبدالعزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحی انصاری، عنبری اور امام مزنی ہیں۔ علامہ ابن منذر کا بھی واضح رجحان اسی رائے کی طرف ہے، ساتھ ہی اس موقع پر سید عثمان غنیؓ کی روایت کے متعلق ابن منذر کا کہنا ہے کہ جناب موصوف سے یہ روایت پوری طرح ثابت ہے اور حضرات صحابہؓ میں سے کسی سے اس کے خلاف منقول نہیں ہے، اسی طرح اس سلسلہ میں حضرت امام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں حضرت عثمانؓ کی یہ روایت سب سے اونچی چیز ہے، نیز یہ کہ حضرت علیؓ جو اس مسئلہ میں دوسری رائے کے قائل ہیں ان کی روایت کے مقابلہ میں یہ زیادہ صحیح ہے۔

"قال ابن المنذر: هذا ثابت عن عثمان ولانعلم أحداً من الصحابة خالفه وقال أحمد: حديث عثمان أرفع شئي فيه، وهو أصح من حديث علي الخ" (المغنی لابن قدامہ ۱۱۵/۷ مکتبہ الجمہوریہ العربیہ مصر)۔

☆ ادارہ علم وادب، دودپور، علی گڑھ۔

نشہ میں مدہوش شخص کی طلاق

مولانا ریاض احمد سلفی ☆

سکران کو اگر اس درجہ کا نشہ لاحق ہو کہ اس کی عقل وتمیز سلب ہو چکی ہو، جو کچھ کہتا ہو اس کا اسے علم نہ ہو تو اس کی طلاق صحیح عقل ونقل کی روشنی میں واقع نہیں ہوگی، کیونکہ جملہ اقوال وعقود کی صحت کے لئے عقل وتمیز شرط ہے اور سکران ان دونوں سے عاری ہوتا ہے، اس کی طلاق یا دیگر تصرفات نافذ نہیں ہوں گے، اسی امر کی تائید متعدد صحیح نصوص سے بھی ہوتی ہے، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ جب ماعز اسلمیؓ نے زنا کا اقرار کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کا منھ سونگھنے کا حکم دیا تا کہ یہ معلوم کریں کہ وہ سکران ہیں یا نہیں، اس دریافت کی بجز اس کے کوئی اور وجہ نہیں ہوسکتی کہ سکران کا اقرار صحیح نہیں اور جب اس کا اقرار صحیح نہیں تو مجنون کی طرح اس کے تمام اقوال باطل ہوں گے۔

نص اور اجماع دونوں ہی سے ثابت ہے کہ سکران کی عبادت، نماز وغیرہ صحیح نہیں ہے۔

اس لئے تمام علماء اس امر پر متفق ہیں کہ ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی جس کی عقل بغیر نشہ مثلاً جنون بے ہوشی اور نبیذ یا ایسے نشہ کے ذریعہ زائل ہوگئی ہو جو کسی مباح شئی کے استعمال سے پیدا ہوا ہو یا اس کے استعمال میں معذور ہو، مثلاً ایسا مشروب استعمال کرلیا جس کے نشہ آور ہونے کا اسے علم نہیں تھا یا اسے شراب نوشی پر مجبور کر دیا گیا، اختلاف صرف اس صورت

☆ استاذ جامعہ ابن تیمیہ، چندن بارہ مشرقی، چمپارن (بہار)۔

میں ہے جب بلا عذر شرعی حرام شئے کے استعمال سے اس کے اندر نشہ پیدا ہوا ہو۔

یہ امر صحابہ کرامؓ کے درمیان مختلف فیہ ہے، حضرت عثمانؓ اور ابن عباسؓ سے بسند صحیح عدم نفاذ ہی ثابت ہے، حضرت علیؓ کا قول بھی عدم نفاذ سے قریب تر ہے، البتہ حضرت معاویہؓ اور ابن عمرؓ سے اثبات طلاق بسند صحیح ثابت ہے، لیکن مذکورہ صحابہ کرام فضل ومرتبہ اور فقاہت میں ان دونوں پر فائق ہیں، نیز ان کے اقوال، ان سے زیادہ قوی اسانید سے ثابت ہیں، اس لئے میرے نزدیک ان علماء کا موقف علی الاطلاق راجح وقوی ہے جو اس حالت میں طلاق کے عدم نفاذ کے قائل ہیں۔

واضح رہے کہ اس اہم مسئلے میں مسلم معاشرہ کا جو نقشہ .... سوالنامہ میں کھینچا گیا ہے اور اثبات طلاق کے فتوے سے عدول کی جو علت پیش کی گئی ہے اس سے میں خود بھی اتفاق کرتا ہوں اور مجھ سے پہلے بعض صاحب تحقیق علماء نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے، اس لئے دور حاضر کے جو علماء اس طلاق کے نفاذ کے قائل ہیں، خواہ مثبتین کے دلائل سے اطمینان کے باعث، یا کسی متعین مذہب کے التزام کے باعث، ان کے لئے مناسب ہے کہ اپنے اس موقف پر نظر ثانی کریں اور علماء کے اس قول کی طرف رجوع کریں جو عقل ونقل کی رو سے راجح ہونے کے ساتھ معاشرتی مصالح سے بھی ہم آہنگ ہے۔

☆☆☆

طلاق سکران کا حکم احادیث کی روشنی میں

مولانا محمد عطاء الرحمن مدنی ☆

مجنون کے بارے میں صحیح حدیث میں آیا ہے:

"**رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتی یستیقظ وعن الصبی حتی یحتلم وعن المجنون حتی یعقل**" (أبوداود کتاب الحدود باب فی المجنون)۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ایک صاحب تفقہ عالم کو طلاقِ مجنون کے عدم وقوع کے حکم پر طلاقِ سکران کو محمول کرنے میں کوئی دقت نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ مجنون وسکران میں عدم شعور کی علتِ جامعہ موجود ہے، مزید اطمینان کے لئے حضرت عثمانؓ کا اثر کافی ہے:

"**وقال عثمان بن عفانؓ: لیس لمجنون ولا لسکران طلاق**" (البخاری باب الطلاق فی الاغلاق والمکرہ والسکران والمجنون)۔

ہمیں اس طرز کے مسائل کے حل پیش کرنے میں مذاہب فقہیہ کے تقید نے تنگی میں ڈال رکھا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ تمام اماموں کو اپنا سمجھیں اور ان کے نام پر گھڑے ہوئے مذاہب کو ترک کر کے بلا تقید ان کے فقہی اجتہادات سے استفادہ کرتے ہوئے نصوص شرعیہ کے قریب ترین توضیح کے مطابق فتوی دیا کریں۔

☆☆☆

☆ صدر مجلس تحقیق علمی (شعبہ افتاء) مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند۔

حالت نشہ کی طلاق نافذ ہوگی

مولانا ابوسفیان مفتاحی☆

طلاق سکران کے وقوع کے باب میں عام علماء کرام اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک حکم یہ ہے کہ سکران کی طلاق نافذ ہوگی، لہذا آج کے حالات میں اسی پر فتویٰ دیا جانا چاہئے، اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کے قول: "**الطلاق مرتان فإمساك بمعروف أو تسريح بإحسان (إلى قوله تعالى) فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره**" (سورہ بقرہ:۲۲۹-۲۳۰) کا عموم ہوگا، جس میں سکران وغیر سکران کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے اور سکران کے طلاق کو اس کے عموم سے خاص کرنے کی کوئی دلیلِ نقلی نہیں ہے، البتہ بچے اور معتوہ کی طلاق کو اس کے عموم سے خاص کرنے کی دلیل موجود ہے، بنا بریں ان دونوں کی طلاق واقع نہ ہوگی اور دلیل مخصص رسول اللہ ﷺ کی حدیث: "**كل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمعتوه**" ہے۔

نیز اگر سکران کسی کو تہمت زنا لگادے یا قتل کردے تو سب کے نزدیک اس پر حد وقصاص واجب ہوتا ہے، حالانکہ یہ دونوں غیر عاقل پر واجب نہیں ہیں، تو جس طرح وجوب حد وقصاص کے لئے اس کی عقل کو قائم مانا گیا ہے ایسے ہی طلاق کے باب میں بھی اس کی عقل کو قائم مانا جائے گا، لہذا الفتویٰ طلاق سکران کے وقوع ہی کا دیا جانا چاہئے، اس میں کسی طرح کی ترمیم مناسب نہیں ہے (بدائع الصنائع ۳/۹۹ وکذا فی فتح الباری ۹/۳۴۳)۔

☆☆☆

☆ جامعہ مفتاح العلوم، شاہی کٹرہ، مئو۔

طلاق سکران کا مسئلہ مختلف فیہ ہے

ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی☆

"ثبت عن عثمانؓ أنه کان لا یری طلاق السکران، وزعم بعض أهل العلم أنه لا مخالف لعثمان في ذلک من الصحابة"(بدایۃ المجتہد لابن رشد بیروت ۶۲/۲ دار الفکر)۔

(حضرت عثمانؓ سے ثابت ہے کہ وہ طلاق سکران کے قائل نہیں تھے۔بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اس مسئلہ میں صحابہ میں سے کوئی حضرت عثمانؓ کا مخالف نہیں ہے)۔

طلاق سکران کا مسئلہ شروع سے مختلف فیہ رہا ہے، فقہاء حنفیہ میں جو اس کے قائل ہیں وہ بھی از راہ زجر وہ تعزیر یہ رائے رکھتے ہیں، اب جبکہ فی زمانہ اس فتوی سے زجر و تعزیر کا کوئی مقصد حاصل نہیں ہو رہا ہے، بلکہ اس سے بیوی اور بچے مصیبت میں پڑ جاتے ہیں تو اس فتوی کا کوئی موقع و محل Relevance نہیں رہ گیا، اس لئے مناسب ہوگا کہ حضرت عثمانؓ اور دوسرے ائمہ مجتہدین نیز حنفیہ میں سے طلاق سکران کے غیر قائلین کی رائے کے مطابق فتوی دیا جائے۔

☆☆☆

☆ عبدالعزیز یونیورسٹی، جدہ۔

طلاق سکران کے عدم وقوع کا فتویٰ

مولانا عبدالقیوم پالنپوری☆

ہمارے تینوں امام حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مذہب سکران کی طلاق کے وقوع کا ہے اور یہی راجح ہے، اور ماضی قریب کے ہمارے اکابر علماء ہند میں سے بھی کسی نے عدم وقوع طلاقِ سکران کا فتویٰ نہیں دیا ہے، لہٰذا مذہب غیر راجح پر فتویٰ دینے کی ضرورت شدیدہ (نا قابل برداشت تکلیف) کا تحقق جن علاقوں میں ہو، وہاں کے مفتیان کرام کے لئے جائز ہوگا کہ وہ عدم وقوع طلاق سکران کے قول پر فتویٰ دیں۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

"ولم يوقع الشافعي طلاق السكران، واختاره الطحاوي والكرخي، وفي التاتارخانية عن التفريد، والفتوىٰ عليه، (الدر المختار) قوله: والفتوى عليه قد علمت مخالفته لسائر المتون، وفي التاتارخانية: طلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ، وهو مذهب أصحابنا" (ردالمحتار ۲/ ۵۸۴)۔

☆☆☆

☆ خادم تدریس وافتاء، جامعہ نذیریہ، دارالعلوم کاکوسی، شمالی گجرات۔

حالت نشہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی

مفتی جمیل احمد نذیری☆

۱، ۲-احقر مذکورہ باتوں سے پورے طور پر متفق نہیں۔ احقر کے نزدیک یہ بات محل نظر ہے کہ مسلم معاشرہ میں پچاس فیصد طلاق کے واقعات نشہ کی وجہ سے پیش آتے ہیں، غالباً صورت حال کی عکاسی میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے، البتہ ۲۵ فیصد کسی حد تک مانے جا سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ بلا سوچے سمجھے بلکہ بلا ارادہ بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، حدیث نبوی ﷺ ہے:

"عن أبی هريرة أن رسول الله ﷺ قال :ثلث جدّ هن جدّ وهزلهن جدّ: النكاح والطلاق والرجعة" (رواہ الترمذی وابوداؤد، مشکاۃ المصابیح ۲/۲۸۴ باب الخلع والطلاق)۔

لہذا نشہ کی طلاق کے عدمِ وقوع کے لئے یہ دلیل باوزن نہیں۔

البتہ ایقاع طلاق کے لئے عاقل ہونا شرط ہے، اسی لئے مجنون یا معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی (شامی ۲/۴۶۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ پاکستان)۔ اور نشہ والا عاقل نہیں ہوتا۔

یہ بات بھی اپنی جگہ بالکل صحیح ہے کہ نشہ کی طلاق واقع کرنے سے نشہ کرنے والوں کو کوئی عبرت نہیں ہوتی کہ وہ اس کی وجہ سے نشہ کے استعمال سے رک جائیں، نشہ کی طلاق کے نفاذ کا حکم لگانے کی وجہ سے معاشرہ میں پیدا ہونے والے مفاسد زیادہ ہیں اور اس کا مقصدِ زجر حاصل نہیں ہوتا اور چونکہ یہ لوگ حقیقۃً عاقل نہیں، اس لئے احقر کا رجحان نشہ کی طلاق کے عدمِ وقوع کی جانب ہے۔

☆ بانی و مہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام، نوادہ مبارکپور (یوپی)۔

نشہ کی حالت میں طلاق، اور موجودہ حالات کی رعایت

مولانا محمد محی الدین قاسمی بڑودوی☆

جمہور فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ قریب قریب اس پر متفق ہیں کہ نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کا اعتبار و نفاذ ہوگا۔

حضرت امام ابوحنیفہ و صاحبین اور حضرت امام مالک کا یہی مسلک ہے کہ سکران کی طلاق نافذ ہوگی (فتح القدیر ۳/۳۴۵)۔

امام شافعیؒ کا صحیح قول یہ ہے کہ سکران کی طلاق واقع ہوگی اور امام احمدؒ کی ایک روایت بھی یہی ہے (فتح ۲/۷۹۳)۔

متعدد تابعین رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

جو حضرات عدم وقوع کے قائل ہیں ان کا مستدل حضرت عثمان ابن عفانؓ اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے آثار ہیں۔

حضرت عثمان بن عفانؓ نے فرمایا کہ پاگل اور بدمست کی طلاق واقع نہیں ہوتی، ابن ابی شیبہ نے اس کو صحیح سند سے حضرت وکیعؒ سے روایت کیا ہے۔

"وقال ابن عباس طلاق السکران والمکرہ لیس بجائز" (رواہ بخاری)۔

موجودہ حالات میں بندہ کی رائے یہ ہے کہ اگر جائز اور مباح شئی کے استعمال سے نشہ آجائے یا کوئی مضطر و مکرہ ہو تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

باقی ہر قسم کے سکر کی حالت میں طلاق واقع ہونی چاہئے۔

☆ دارالعلوم مرکز اسلامی، انکلیشور، گجرات۔

نشہ کی طلاق کا عدم وقوع اشبہ بالفقہ ہے

مفتی نسیم احمد قاسمیؒ ☆

سکران کے تصرفات ومعاملات

جمہور فقہاء حنفیہ کے نزدیک سکران کی طلاق، اس کے عقود و معاملات اور اس کے افعال واقوال تندرست شخص کی طرح نافذ قرار پاتے ہیں، البتہ اگر اس کی زبان سے اس حالت میں ارتداد کے کلمات نکل جائیں تو وہ معتبر نہیں ہوں گے اور اس کی بیوی استحسانا اس کی طرف سے بائنہ نہیں ہوگی (ردالمختار ۲/ ۴۲۳)۔

امام ابواللیث کے نزدیک سکران کے عقود و معاملات درست اور نافذ نہیں ہوں گے نہ تو اس پر طلاق لازم ہوگی نہ عتق، نہ خرید وفروخت اور نہ اس پر حد قذف جاری کی جائے گی، البتہ شراب کی حد اس پر جاری ہوگی، لیکن وہ عمل جسے وہ اپنے ہاتھ سے کرے گا، جیسے کسی کو قتل کر دینا یا چوری کرنا یا بدکاری کرنا تو ان میں سے ہر ایک کی حد اس پر جاری ہوگی (الانصاف ۸/ ۴۳۴)۔

فقہاء حنابلہ کی ایک جماعت کے نزدیک سکران کی عبارت صحیح نہیں ہوتی ہے، الانصاف میں ہے:

"قال جماعة من الأصحاب: لا تصح عبارة السكران" (الانصاف ۶/ ۴۳۶)۔

طلاق سکران

طلاق سکران کا مسئلہ قرآن وحدیث سے منصوص نہیں ہے اور نہ یہ مسئلہ اجماعی ہے

☆ سابق نائب ناظم امارت شرعیہ، پٹنہ۔

بلکہ عہد رسالت ہی سے یہ مسئلہ فقہاء اور علماء کے درمیان مختلف فیہ رہا ہے، طلاق سکران کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

۱-اس پر اہل علم کا اجماع ہے کہ اگر کسی کی عقل نشہ آور یا اس کے ہم معنی کسی چیز کے استعمال کے بغیر زائل ہوگئی تو ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی، یعنی زوال عقل کا سبب نشہ آور چیز کا استعمال نہ ہو، بلکہ کوئی اور سبب ہو تو ایسے انسان کی طلاق نافذ نہیں ہو گی، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، سعید بن المسیب، حسن بصری، نخعی، شعبی، ابوقلابہ، قتادہ، زہری، یحی انصاری، امام مالک، ثوری، امام شافعی اور اصحاب رائے فقہاء کا یہی مسلک ہے۔

۲-اگر بھنگ یا افیون کو دوا کے طور پر استعمال کیا جائے اور اس کی وجہ سے نشہ آ جائے تو حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص پر اکراہ کیا گیا اور کراہ کی وجہ سے اس نے شراب پی لی، یا حالت اضطرار میں شراب پی لی اور اسے نشہ آ گیا تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

فقہاء حنابلہ کے نزدیک بھی سکران کی طلاق اس صورت میں واقع ہوگی جبکہ وہ شخص نشہ استعمال کرنے کی وجہ سے گنہگار ہو، اگر حالت اکراہ میں نشہ آور چیز استعمال کی گئی اور اس کی وجہ سے نشہ میں مبتلا ہو گیا تو اس کا حکم مجنون کا حکم ہوگا، اکثر فقہاء حنابلہ کا بھی یہی مسلک ہے، فقہ حنبلی کی مشہور کتاب ''الانصاف'' میں تحریر کیا گیا ہے۔

''فإما إن أكره على السكر فحكمه حكم المجنون ، هذا هو المذهب وعليه أكثر الاصحاب''۔

علامہ ابن عابدین نے تحریر کیا ہے کہ اس مسئلہ میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ان چیزوں کو بطور دوا استعمال کیا گیا تو معصیت کے نہ ہونے کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر بطور لہو ولعب اور بالقصد اس آفت کو داخل کیا گیا تو وقوع طلاق میں تردد نہیں کرنا چاہئے اور تصحیح القدوری میں جواہر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر اس زمانے میں بھنگ یا افیون کے استعمال کی

وجہ سے نشہ آجائے تو بطور زجر طلاق واقع ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے۔

۳-لیکن اگر سکران کا نشہ کسی حرام اور ممنوع چیز کے استعمال کی وجہ سے پیدا ہوا اور حالت نشہ میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو اس کی طلاق کے حکم کے بارے میں فقہاء کی دو آراء ہیں:

۱-ایسے شخص کی طلاق واقع ہوگی۔

۲-ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وقوع طلاق کے قائلین

طلاق سکران کے بارے میں پہلا نظریہ یہ ہے کہ ایسے شخص کی طلاق واقع ہوگی، صحابہ وتابعین اور ائمہ سلف کی ایک جماعت کی یہی رائے ہے۔

عدم وقوع کے قائلین فقہاء

طلاق سکران کے سلسلے میں دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ واقع ہوگی، صحابہ وتابعین ائمہ سلف کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے۔

☆☆☆

نشہ کی طلاق کا عدمِ وقوع اور پیدا ہونے والے مفاسد

مولانا خورشید انور اعظمی☆

نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کے ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں فقہاء کرام کا دور اول ہی سے اختلاف رہا ہے۔

جس سکران کے بارے میں اختلاف ہے وہ ہر ایک کے نزدیک زائل العقل ہے، اختلاف صرف اس میں ہے کہ اسے مجنون کے درجہ میں رکھا جائے یا نہیں، جن حضرات نے اسے مجنون کے درجہ میں رکھا ہے، اس کی طلاق کو واقع نہیں مانا اور جن لوگوں نے اس کی عقل کو بغرض زجر وتوبیخ باقی مان کر مجنون کے درجہ میں نہیں رکھا، انہوں نے اس کی طلاق کو واقع قرار دیا۔

اگر وہ زائل العقل نہیں ہے تو اس صورت میں وہ مکلّف کے درجہ میں ہے اور اس کے تمام تصرفات معتبر ہوں گے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ جب سکران اپنی عقل کے استعمال پر قادر نہیں ہے تو وہ اور فاقد العقل دونوں نتیجہ اور حکم کے اعتبار سے یکساں ہوئے، اس وجہ سے کہ اگر اس کے پاس اتنی مقدار میں عقل کا سرمایہ ہے کہ اس بنیاد پر اسے مکلف گردانا جاسکتا ہے تو اس کے تصرفات کے صحیح ہونے کے بارے میں کسی کا اختلاف ہی نہ ہوگا، شاید اسی طرح کی عبارتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے علامہ ابن ہمام نے تحریر فرمایا:

"والعجب ما صرح به في بعض العبارات من أن معه من العقل ما يقوم

☆　جامعہ مظہر العلوم، بنارس، یوپی۔

به التكليف إذ لاشک أن على هذا التقدير لا يتجه لأحد أن يقول: لا يصح تصرفاته"۔

(بعض عبارتوں میں اس طرح کی صراحتیں تعجب خیز ہیں کہ سکران کو اتنی عقل ہوتی ہے کہ وہ مکلّف ہو سکے، کیونکہ بلاشبہ اس صورت حال میں کوئی بھی یہ نہیں کہہ پائے گا کہ اس کے تصرفات صحیح نہیں ہیں)۔

پھر یہ کہ سکر کے علاوہ کسی اور شئی سے عقل کے زائل ہونے کی حالت میں دی گئی طلاق کے واقع نہ ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے، جیسا کہ المغنی میں ہے۔

"أجمع أهل العلم على أن الزائل العقل بغير سكر أو مافي معناه لا يقع طلاقه"۔

(اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس کی عقل سکر یا اس جیسی چیز کے علاوہ سے زائل ہوئی ہو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی)۔

اسی طرح ہمارے علماء حنفیہ کے نزدیک بھی معتوہ اور مدہوش کی طلاق نہیں ہوتی، نیز علماء حنفیہ میں امام طحاوی، کرخی، محمد بن مسلمہ، زفر اور صاحب النہایہ کے بقول امام ابو یوسف بھی ایک روایت میں اس حالت میں طلاق کو غیر واقع مانتے ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں راقم الحروف کی ناقص رائے یہ ہے کہ جو سکران نشہ کی اس حد کو پہنچ گیا ہو کہ اس کے زوال عقل کا یقین ہو جائے تو اس کی طلاق نہیں ہوتی اور اگر ایسا نہیں ہے، بلکہ صرف لڑکھڑاہٹ، بیہودگیوں اور بے حیائیوں ہی تک معاملہ ہو اور اس کی عقل زائل نہ ہوئی ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی، اس وجہ سے کہ سکران کی طلاق کے عدم وقوع کا حکم اگر علی الاطلاق لگا دیا جائے تو مفاسد کے خدا معلوم کتنے دروازے کھل جائیں گے۔

☆☆☆

عام حالات میں سکران کی طلاق واقع ہوگی

مفتی انور علی اعظمی ☆

سکر کی تعریف میں ائمہ حنفیہ سے دو روایتیں ہیں:

۱- ایسا سرور جو عقل کو زائل کردے یہاں تک کہ آدمی زمین و آسمان میں امتیاز نہ کر سکے۔

۲- ایسا سرور جو عقل کو مغلوب کردے اور آدمی بکواس کرنے لگے۔

پہلی تعریف امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہے اور دوسری امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کی طرف۔

علامہ شامیؒ نے کہا کہ اکثر مشائخ کا میلان دوسری تعریف کی طرف ہے اور یہی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی معتبر ہے اور اس تعریف کی تائید حضرت علیؓ کے ایک اثر سے بھی ہوتی ہے۔

"إذا سکر ھذی" رواہ مالک والشافعی (شامی ۲/ ۵۸۲)۔

سکران کی طلاق کو مطلقاً غیر نافذ قرار دینا بہت سارے نئے مسائل پیدا کرے گا۔

لہذا راقم السطور کے نزدیک بعض مستثنیٰ صورتوں کو چھوڑ کر عام حالات میں سکران کی طلاق نافذ ہوگی، جمہور علماء اور جمہور صحابہ کا راجح مذہب بندہ کے نزدیک بھی راجح ہے (بدائع الصنائع ۳/ ۱۵۸)۔

مستثنیٰ صورتوں میں ایک صورت یہ ہے کہ نبیذ پی لی اور سکر کی بنا پر نہیں، بلکہ صداع کی

☆　دار العلوم مئو۔

بناپر عقل زائل ہوگئی اس حال میں اس کی زبان سے لفظ طلاق نکل گیا، اسی طرح کوئی نیا آدمی زردہ والا پان کھالے یا گل لگانے کی وجہ سے اس کی عقل خبط ہو جائے، اس حال میں اگر زبان سے طلاق کے الفاظ نکل جائیں تو تصدیق وتحقیق کے بعد اس کی طلاق کو غیر نافذ قرار دیا جائے گا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص مسکر دوا استعمال کرلے اور اس کی عقل زائل ہو جائے تو اس حال میں طلاق نافذ نہیں ہوگی (بدائع الصنائع ۳/۱۵۹)۔

☆☆☆

نشہ میں دی گئی طلاق اور موجودہ صورت حال

مولانا اختر امام عادل☆

طلاق اسلام میں ایک ناپسندیدہ عمل ہے اور اس کی اجازت اصولی طور پر صرف ان حالات میں ہے جن میں زوجین کے لئے طلاق کے سواء کوئی چارہ کار نہ رہ جائے اور دونوں کے مفادات کا انحصار رشتہ ازدواج کے خاتمہ سے وابستہ ہوجائے۔

دماغی صحت کی شرط

اسی لئے فقہاء نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ طلاق دیتے وقت شوہر میں خیر وشر، نفع ونقصان اور صحیح وغلط کے فہم وامتیاز کی اہلیت وصلاحیت موجود ہو تا کہ وہ پوری طرح سمجھ بوجھ کر اپنے حق طلاق کو استعمال کرے۔

حافظ ابن ہمام نے عام اصولی ضابطہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"معلوم من كليات الشرع أن التصرفات لا تنفذ إلا ممن له أهلية التصرفات وأذاناها بالعقل والبلوغ خصوصاً ما هو دائر بين الضرر أو النفع خصوصاً مالا يحل إلاّ لانتفاع، مصلحة ضده القائم كالطلاق فإنه يستدعي تمام العقل به حكم به التميز في ذلك" (عمدۃ الرعایۃ ۲/ ۶۷)۔

طلاق سکران کا مسئلہ عہد صحابہ میں بھی اختلافی رہا ہے، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کا مذہب یہ تھا کہ طلاق واقع نہیں ہوتی جبکہ حضرت علیؓ اور حضرت عمر بن الخطاب کی

☆ ناظم جامعہ ربانی منورواشریف سمستی پور۔

رائے میں طلاق واقع ہو جاتی ہے (مرقاۃ شرح مشکاۃ ۶/ ۲۸۹ نصب الرایہ ۳۲۴)۔

جو مسئلہ صحابہ کے درمیان اختلافی ہو جاتا ہے وہ بعد کے ادوار میں بھی اتفاقی نہیں بن پاتا، اسی وجہ سے بعد کے مجتہدین اور فقہاء کے درمیان بھی اس مسئلے میں اختلاف ہوا اور زیادہ تر فقہاء کی رائے وقوع طلاق کے حق میں گئی، خود ائمہ اربعہ سے تین امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی (اپنے قول اصح کے مطابق) وقوع طلاق کی رائے رکھتے ہیں اور امام احمد تنہا عدم وقوع طلاق کی طرف گئے ہیں، خود امام احمد کی ایک روایت وقوع طلاق کی بھی ہے، اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ جمہور ائمہ وقوع طلاق کی رائے رکھتے ہیں اور ان کے مقابلہ میں تھوڑے لوگ عدم وقوع کی۔

اختلاف کا سبب

جن علماء نے طلاق سکران کے وقوع کی رائے قائم کی ہے، ان کے نزدیک معتوہ کا مصداق سکران نہیں ہے، جبکہ عدم وقوع کی رائے رکھنے والے حضرات سکران کو معتوہ کا مصداق سمجھتے ہیں۔

معتوہ کی تفسیر حدیث میں مغلوب العقل سے کی گئی ہے، لغت میں ''العتہ'' کو تجنن کا ہم معنی بتایا گیا ہے (مرقاۃ ۶/ ۲۸۹)۔

فقہاء کی اصلاح میں معتوہ کی تفسیر ان الفاظ میں آئی ہے:

"من كان قليل الفهم مختلط الكلام، فاسد التدبير، شبيهاً بالمجنون وذلك لما يصيبه فساد في عقله من وقت الولادة" (قواعد الفقہ ۴۹۴)۔

(جو کم فہم ہو، الٹ پلٹ باتیں کرتا ہو، نظم و تدبیر کا سلیقہ نہ رکھتا ہو، پاگل لگتا ہو اور اس کا سبب پیدائشی طور پر دماغی عدم توازن ہو)۔

شراب کی سخت حرمت، اس سے پیدا ہونے والے جرائم اور معاشرہ کی موجودہ صورت حال کو دیکھتے ہوئے جمہور ائمہ کا نقطۂ نظر ہی زیادہ قرین مصلحت معلوم پڑتا ہے۔

حالت نشہ کی طلاق کو نافذ مانا جائے

مولانا محمد صادق☆

اس سلسلے میں فقہاء کے دو مسلک ہیں:

مسلک اول

حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

اس کے قائلین یہ حضرات ہیں:

حضرت علی، حضرت معاویہ، رضوان اللہ علیہم اجمعین، ابوبکر الخلال، سعید بن میسّب، عطا، حسن بصری، ابراہیم نخعی، ابن سیرین، مجاہد، سفیان ثوری، شعبی، میمون بن مہران، حکم، ابن شبرمہ، سلیمان بن حرب، ائمہ میں سے امام مالک، امام شافعی (اصح قول میں) امام احمد بن حنبل (ایک روایت میں) امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ (ہدایہ ۳/ ۴۹۱، المغنی ۸/ ۲۵۶، عمدۃ القاری شرح البخاری ۱۹/ ۲۱۵، روضۃ الطالبین ۶/ ۲۳، المدونۃ الکبریٰ ۲/ ۱۲۷)۔

مسلک دوم

نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، اس کے قائلین یہ حضرات ہیں: حضرت عثمانؓ عبداللہ بن عباسؓ، ایک روایت میں قاسم بن محمد، طاؤس، ربیعہ بن عبدالرحمن، امام لیث، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، حضرت عمر بن عبدالعزیز، یحیٰ انصاری، شوافع

☆ مبارک پور اعظم گڑھ۔

میں سے امام مزنی، فقہائے حنفیہ میں سے امام زفر، امام کرخی، امام طحاوی، محمد بن مسلمہ رحمہم اللہ (المغنی لابن قدامہ ۸/ ۲۵٦، عمدۃ القاری شرح البخاری ۱۹/ ۲۱۵، نیز ان مسالک کے دلائل کے لئے دیکھئے: ترمذی ۳/ ۴۹٦)۔

احقر کے خیال میں اس زمانہ میں متعدد وجوہ سے مفتی بہ قول وقوع کا ہے، عدم وقوع کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اگر سکران کی طلاق نافذ نہ کی جائے تو نشہ نوشی کی کثرت سے معاصی کا باب روز افزوں کھلتا جائے گا۔

☆☆☆

نشہ کی طلاق کا مسئلہ اور اختلاف اقوال

مولانا اعجاز احمد القاسمی☆

کسی نے حرام نشہ آور چیز کا استعمال کیا اور استعمال میں نہ تو وہ مضطر تھا اور نہ مکرہ اور نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو اس کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں فقہاء کی دو رائیں ہیں:

۱- حضرت علیؓ، عبداللہ بن عباسؓ، معاویہؓ، سعید بن مسیب، عطاء، مجاہد، نخعی، سفیان ثوری، اوزاعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ، ابویوسف، امام محمد وغیرہم کے نزدیک طلاق واقع ہوجائے گی، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا بھی ایک قول یہی ہے۔

۲- دوسری طرف عثمان غنیؓ، لیث بن سعد، عمر بن عبدالعزیز، طاؤس، عبداللہ بن حسن، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، فقہاء حنفیہ میں سے امام زفر، طحاوی، کرخی، محمد بن مسلمہ کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل کا دوسرا قول بھی یہی ہے۔

وقوع طلاق کے دلائل

۱- حضرت علی، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود کی حدیث میں ہے: "کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه والصبی" (معتوہ اور بچہ کے علاوہ ہر شخص کی طلاق جائز ہے) اور سکران نہ تو معتوہ ہے نہ مجنون اور نہ صبی، لہذا اس کی طلاق واقع ہوگی۔

۲- الف- "سکران" پر تکلیف ثابت ہے، شرعاً تین آدمی مکلف نہیں ہیں: صبی

☆ قاضی شریعت دار القضاء امارات شرعیہ مدرسہ محمود العلوم۔

،مجنون اور سونے والا اور سکران نہ تو مجنون ہے اور نہ سونے والا بلکہ وہ لائق سزا ہے، اگر وہ غیر مکلّف ہوتا تو اس پر عقاب (حد) کا حکم نہ ہوتا اور جب وہ مکلّف ہے تو اس کی طلاق نافذ ہوگی۔

ب- اسی وجہ سے آیت: "یأ ایھا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ وأنتم سکاریٰ" میں سکران سے خطاب ہے، پس وہ مکلّف ہے اور مکلّف کا تصرف صحیح ہے۔

۳-شرب خمر سے گو عقل زائل یا مغلوب ہوگئی مگر اس نے اپنے قصد واختیار سے فعل منہی عنہ کا ارتکاب کیا، پس وہ ان حالات کا خود ذمہ دار ہے، لہذا حکماً اور تقدیراً اس کو عاقل تسلیم کرتے ہوئے اس کی طلاق کو زجراً اور توبیخاً واقع کر دیا جائے گا۔

عدم وقوع کے دلائل

امام بخاریؒ نے حضرت عثمان غنیؓ کا یہ اثر تعلیقاً ذکر کیا ہے: **قال عثمان: لیس لمجنون ولا سکران طلاق** "(مجنون وسکران کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے) اسی طرح امام بخاریؒ نے ابن عباس کا بھی قول: "**طلاق السکران والمستکرہ لیس بجائز**" ذکر کیا ہے جس کا حاصل بھی یہی ہے کہ سکران کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

۲- علامہ بن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور سکران بھی نشہ کی حالت میں معتوہ ہے، لہذا اس کی بھی طلاق واقع نہیں ہوگی "**واحتج بأنھم أجمعوا علی أن طلاق المعتوہ لا یقع قال: والسکران معتوہ بسکرہ**" (فتح الباری ۹/۳۸۹، نیز دیکھئے: بدائع الصنائع ۴/۱۷۹)۔

مذکورہ بالا دلائل وشواہد پر بحث وتمحیص کے بعد یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ "سکران" کی طلاق کا مسئلہ مجتہد فیہ ہے، عدم وقوع طلاق کے دلائل نسبتاً مضبوط اور ٹھوس ہیں ،بالخصوص ان حالات میں جن کا تذکرہ سوالنامہ میں موجود ہے، جن فقہاء نے وقوع طلاق کا حکم دیا ہے ان کے دلائل میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر آج کے یہ حالات ان حضرات کے

سامنے ہوتے تو وہ حضرات بھی وقوع طلاق کا حکم نہ دیتے۔

پس میری ناقص رائے میں عدم وقوع طلاقِ سکران اقرب الی الفقہ ہے، حضرت عثمان غنیؓ، لیث بن سعد، عمر بن عبدالعزیز، زفر، امام طحاوی، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے ایک قول نیز محمد بن مسلمہ وغیرہم کے قول پر فتوی دیا جانا چاہئے۔

☆☆☆

طلاق سکران میں مرجوح قول پر فتوی

مفتی سعید الرحمٰن فاروقی ☆

سوال میں درج تفصیلات سے مطلق اتفاق نہیں کیا جا سکتا جس کی وجوہات یہ ہیں:

الف- طلاق خواہ کسی حالت میں ہو عورت کے لئے عموماً دشواریوں اور مشکلات کا سبب ہوتی ہے۔

ب- ہندوستان میں ہزاروں میں ایک دو طلاق کے واقعات ایسے ممکن ہیں مل سکیں جس میں حدود شریعت کی رعایت کی گئی ہو۔

ج- طلاق کے واقعات حالت سکر میں کم، غصے، جذبات، انتقام لینے اور بھرپور حملہ کرنے کے ارادے سے زیادہ ہوتے ہیں، حالانکہ یہ امور مقاصد شریعت سے ہم آہنگ نہیں بلکہ متضاد ہیں اور ایسی حقیقت ہے جس سے انکار مشکل ہے۔

یہ سمجھنا کہ موجودہ حالات مطلقہ کے لئے زیادہ پریشان کن ہیں، اس لئے بھی صحیح نہیں ہے کہ جس وقت سے اس قول پر فتوی اور اکثر اہل علم کا اتفاق ہوا ہے اسی وقت سے ہی یہ پریشانیاں معاشرہ میں محسوس کی جاتی تھیں۔

سکران کے باب میں فقہاء کے اختلاف کا مدار اس کے ارادہ کا فہم و تدبر سے خالی ہونا ہے، اس لئے اگر سکران کی طلاق نافذ قرار نہ دی جائے تو مکرہ اور ہازل کی بھی طلاق نافذ قرار نہیں دی جا سکتی، حالانکہ اکثر کتب حنفیہ میں وقوع طلاق کا فتوی موجود ہے۔

☆ دار العلوم امدادیہ، ممبئی۔

الحاصل! سوال میں درج کردہ معاشرہ کی حالت موجودہ گذشتہ سے جدا نہیں ہے، نہ مطلقہ کے مسائل سکران کی طلاق کے غیر نافذ قرار دینے سے کم ہو سکتے ہیں، لہذا مفتی بہ قول سے انحراف کی کوئی شرعی ضرورت یا عقلی تقاضہ بظاہر موجود نہیں ہے۔

☆☆☆

نشہ میں مست شخص کی طلاق اور تصرفات ومعاملات

مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی آواپوری☆

نشہ میں مست شخص کے جمیع اقسام تصرفات ومعاملات نافذ العمل ہوں گے، اس کی عقل معصیت والی چیز کے ارتکاب کرنے کی بناء پر زائل ہوگئی ہے، اس لئے تنبیہ کے طور پر اس کے زوال عقل کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے اور درحقیقت یہ شخص شریعت کی روشنی میں مکلّف ہے، فی الواقع ایسا شخص اگر کسی کے اوپر تہمت لگائے تو اس کے اوپر حد قذف جاری کی جائے گی اور اگر کسی کو قتل کردے گا تو اس کو بھی قصاصاً قتل کیا جائے گا اس لئے کہ وہ شریعت مطہرہ کا مخاطب ہے۔

"عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب على عقله" (ترمذی ۱/۲۲۶)۔

(حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر عاقل وبالغ کی طلاق درست ونافذ ہے سوائے اس آدمی کی طلاق کے جس کی عقل مغلوب ہوگئی ہو)۔

"قال أصحابنا: طلاق السكران وعقوده، وأحكام أفعاله ثابتة كأفعال الصاحي" (مختصر اختلاف العلماء ۲/۴۳۰-۴۳۱)۔

(ہمارے علماء حنفیہ کا مسلک ہے کہ سکران کی طلاق اور اس کے عقود اور اس کے افعال کے احکام ثابت ہیں جیسے ہوشمند کے افعال)۔

☆ مدرسہ اسلامیہ شکرپور بھرواره، دربھنگہ بہار۔

طلاق سکران اور چند سماجی پہلو

مولانا عبداللطیف پالنپوری ☆

۱، ۲- طلاق سکران ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے، جس کے بارے میں عہد صحابہ سے اختلاف چلا آرہا ہے، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے درمیان بھی اس میں اختلاف ہے، دونوں نقطہ ہائے نظر کے لئے نقلی وعقلی دلیلیں موجود ہیں، لیکن چند وجوہ سے طلاق سکران کا وقوع راجح معلوم ہوتا ہے، (۱) حنفیہ میں سے ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ) طلاق سکران کے وقوع کے قائل ہیں، چنانچہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

"وطلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ وهو مذهب اصحابنا" (فتاویٰ تاتارخانیہ ۳/ ۲۶۵، جدید فقہی مسائل ۲/ ۱۲۲)۔

ماضی قریب کے ہمارے تمام اکابر نے طلاق سکران کے وقوع کا فتوی دیا ہے، حالانکہ ان کے سامنے ہمارے معاشرہ کی پوری نوعیت واضح تھی، آج بھی پورے ملک میں معاشرہ کی ایسی نوعیت نہیں ہے کہ زجر کا فائدہ حاصل نہ ہو۔

بعض حضرات نے یہ بات لکھی ہے کہ شریعت نے شراب کی سزا اسی کوڑے متعین کر دی ہے، اب محض اجتہاد کی وجہ سے اس پر مزید ایک سزا کا اضافہ کیونکر روا ہوسکتا ہے، تو اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ وقوع کی سزا بطور حد کے نہیں ہے کہ یہ اضافہ صحیح نہ ہو، بلکہ بطور زجر ومصلحت کے ہے، جیسا کہ حد زنا میں بطور زجر ومصلحت کے ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جاسکتا

☆ خادم افتاء والتدریس، جامعہ نذیریہ کاکوسی، گجرات۔

ہے، اسی بناء پر فقہاء نے بھی لزوم حد کے ساتھ وقوع طلاق کو لکھا ہے، چنانچہ شامی میں ہے:

"وفی البحر عن البزازية: المختار في زماننا لزوم الحدود وقوع الطلاق" (شامی ۲/ ۴۲۴)۔

☆☆☆

حالت نشہ کی طلاق کے باب میں احوط مذہب

مولانا ابوالقاسم عبدالعظیم☆

☆ طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کے بارے میں سلف کے آراء واقوال پر مزید کسی قول اور دلیل کی گنجائش نہیں ہے، اس لئے جواز وعدم جواز کے مابین کسی ایک رائے کو نافذ العمل بنالینا اور خود صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہوئے اس اختلاف میں سے کسی ایک رائے کا پابند ہو جانا جب کہ اس مسئلہ میں کوئی نص شرعی موجود نہیں ہے اور یہ مسئلہ مجتہد فیہ بھی ہے، تو یہ ترجیح بلا مرجح ہے، خواہ اس میں ہندوستان کے موجودہ حالات اور معاشرہ کی رعایت کی گئی ہو یا عالمی معاشرہ کے حالات کی۔

☆ وقوع اور عدم وقوع کے اس اختلاف کے درمیان عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اعدل اور احوط ہے، امام ابن القیمؒ لکھتے ہیں:

"وصح عن عمر بن عبد العزيز أنه أتي بسكران طلق فاستحلفه بالله لا إله إلا هو: لقد طلقها وهو لا يعقل، فحلف، فرد إليه امرأته وضربه الحد"

(زاد المعاد ۵/۲۱۰، طبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)۔

لہذا ہر دارالافتاء اور موقر عالم وفقیہ کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے اقامت حد کی پابندی کرنی چاہئے تاکہ عسر ویسر کے درمیان معتدل راہ قائم ہو جائے۔

☆☆☆

☆ مئو (یو، پی)۔

نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق اور موجودہ حالات

مولانا نعیم اختر قاسمی☆

فریقین کے دلائل

حالتِ نشہ میں دی ہوئی طلاق کے واقع ہونے اور نہ ہونے کا مسئلہ دورِ صحابہ وتابعین سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے، ذیل میں فریقین کے کچھ اہم دلائل پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

مانعین وقوع کے دلائل

ان حضرات کا مستدل وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا:

کل طلاق جائز إلا طلاق الصبی والمعتوہ (ترمذی ۱/۱۴۲)۔

(بچے یعنی نابالغ اور مغلوب العقل کے علاوہ ہر شخص کی طلاق نافذ ہوتی ہے)۔

یہ حدیث اگرچہ صرف ایک ضعیف واسطہ سے مرفوع ہے، اور بقیہ واسطوں سے موقوف ہے (حاشیہ بدائع الصنائع ۳/۱۵۰)، تاہم قیاس کے موافق ہے، کیونکہ تصرف کے صحیح اور نافذ ہونے کے لئے عقل شرط ہے، چنانچہ جس طرح پاگل اور نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی اسی طرح نشہ کی وجہ سے عقل کھونے والے کی طلاق بھی واقع نہ ہوگی (فتح الباری ۹/۳۲۱)۔

قائلین وقوع کے دلائل

علامہ ابن قیم جوزی نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''زاد المعاد'' میں قائلین کے دلائل کا

☆ جامعہ عربیہ امداد العلوم، کوپا گنج، مئو۔

احاطہ کرتے ہوئے کل سات دلائل پیش کئے ہیں (زاد المعاد: ۹/ ۱۲۶۴ اردو نسخہ) جن میں دو دلیلیں نسبتاً قوی معلوم ہوتی ہیں:

۱-سکران مکلّف ہے، اسی لئے نشہ کے دوران چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا لازم ہے (التعلیق الصبیح ۴/ ۶۸) ، لیکن اس کی تردیدیوں کی جاسکتی ہے کہ مباح چیز سے نشہ پیدا ہونے کے وقت بھی وہ مکلّف ہوتا ہے، حالانکہ اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی (بدائع الصنائع ۳/ ۱۵۹)۔

نیز ابن المنذر نے یہ کہہ کر اس دلیل کو نا قابل قبول قرار دیا کہ سونے والے پر بھی نماز کی قضا واجب ہوتی ہے، حالانکہ اس کی دی ہوئی طلاق کسی کے نزدیک واقع نہیں ہوتی (فتح الباری ۹/ ۳۲۱)۔

۲-قائلین وقوع کی دوسری دلیل جو اصل دلیل کی حیثیت رکھتی ہے اور فقہ کی تقریباً تمام کتابوں میں مذکور ہے، وہ یہ ہے کہ سکران حقیقتاً تو مفقود العقل اور قیاس کے مطابق غیر مکلّف ہے، لیکن معصیت کا ارتکاب کرکے خود اپنی عقل زائل کرنے کی وجہ سے شریعت حکماً اسے مکلّف ہی قرار دے گی اور اس کی دی ہوئی طلاق کو نافذ مانے گی تاکہ ارتکاب حرام کے نتیجہ میں بیوی کے نکاح سے نکل جانے پر اسے رنج وافسوس اور ندامت وپشیمانی ہو اور آئندہ ایسی حرکت سے باز رہے اور دوسروں کو بھی عبرت ہو (ہدایہ ۲/ ۳۵۹)۔

اس لئے کہ اس کی عقل ایک معصیت کے سبب زائل ہوئی ہے، لہذا اس کی تنبیہ کے لئے اسے حکماً باقی سمجھا جائے گا (بدائع الصنائع ۳/ ۱۵۹)۔

مگر ابن جوزی کے بقول یہ دلیل بھی نا کافی ہے، کیونکہ اس کی سزا شریعت نے اسّی کوڑے متعین کردی ہے، پھر ہم اپنی جانب سے مزید اسے کوئی سزا نہیں دے سکتے (زاد المعاد: ۹/ ۱۲۶۵ اردو نسخہ)۔

دور حاضر میں طلاقِ سکران کا حکم

ضرورت اس بات کی ہے کہ فقہی قاعدہ ”لا ينكر تغير الأحكام بتغير الزمان“

کے پیش نظر ہندوستان اور ہر ایسے ملک میں جہاں طلاق کا وقوع شوہر کے لئے زاجر نہ بنے، طلاق سکران کے واقع نہ ہونے کا حکم لگایا جائے اور یہ کہا جائے کہ اگر قائلین ہمارے معاشرہ کا مشاہدہ کرتے تو وہ بھی عدم وقوع کے قائل ہو جاتے۔

چنانچہ بہت سے اسلامی ممالک (مصر، عراق، مراکش، اردن، شام، سوڈان وغیرہ) کی عدالتیں جو پہلے طلاقِ سکران کے واقع ہونے کا فیصلہ کرتی تھیں، بعد میں شاید اسی زمانہ اور معاشرہ کی تبدیلی کے پیشِ نظر اب بحالت نشہ دی ہوئی طلاق کو واقع نہیں مانتیں، جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب نے مجموعہ قوانین اسلام میں ان ممالک کو نظیر میں پیش کر کے پاکستانی عدالت کو بھی اس جانب متوجہ ہونے کی دعوت دی ہے (مجموعہ قوانین اسلامی ۲/۴۲۱، ۴۲۴)۔

☆☆☆

موجودہ سماجی حالات اور حالت نشہ کی طلاق

مولانا ابوجندل قاسمی☆

مسلم سماج اور معاشرہ کی حالت واقعی اس سلسلہ میں نازک ہے، طلاق کا ظالمانہ اور بے جا استعمال ہوتا ہے جو موجب فکر وتشویش ہے، لیکن یہ کہنا کہ پچاس فیصد طلاق کے واقعات کا سبب نشہ ہے، عام مشاہداتی واقعات کے خلاف ہے، بلکہ لڑائی جھگڑے میں طلاق کے واقعات زیادہ ہیں کہ جہاں میاں بیوی میں کوئی اختلاف ہو اور شوہر صاحب نے وقتی اثر سے فوراً تین گولیاں داغ دیں، پھر خود بھی پریشان رہتا ہے اور بیوی و معصوم بچوں کو بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

پھر یہ کہنا کہ طلاق سکران کے وقوع میں شوہر کی تعزیر مقصود ہے اور شوہر پر طلاق کی وجہ سے مصائب کم آتے ہیں، بیوی اور بچوں پر زیادہ آتے ہیں، بظاہر تو طلاق سکران کے عدم وقوع کے سلسلہ میں معقول وجہ نظر آتی ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ طلاق تو ہے ہی ایسی چیز کہ جس کی وجہ سے ہمیشہ سے عورت زیادہ متاثر ہوتی ہے جبکہ مرد کم متاثر ہوتا ہے، طلاق فی السکر کی ہی یہ خصوصیت نہیں، بلکہ خیال یہ ہے کہ جن فقہاء نے یہ قول اختیار کیا ہے ان کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

اور اگر یوں کہا جائے کہ شوہر بھی زیادہ متاثر ہوتا ہے تو بے جا نہیں، وجہ ہے کہ شوہر کمانے والا ہوتا ہے، دن کا اکثر حصہ کمانے میں اور مجلسوں میں گذر جاتا ہے، اس لئے اس کا تأثر زیادہ ظاہر نہیں ہوتا۔ جبکہ عورت کماتی نہیں، مجلسوں میں زیادہ بیٹھنا نہیں ہوتا، اس لئے اس کا تأثر

☆ خادم الند ریس والافتاء دار العلوم ٹانڈہ رامپور یوپی۔

زیادہ ظاہر ہوتا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مرد بھی متاثر کم نہیں ہوتا۔

نیز یہ کہنا کہ ''طلاق سوچ سمجھ کر اور برے بھلے کے شعور کے ساتھ ناگزیر حالات میں استعمال کیا جانے والا حق ہے اور نشے میں مبتلا شخص اسے بے سوچے سمجھے استعمال کرتا ہے''، اپنی جگہ بالکل صحیح ہے، مگر بات یہ ہے کہ بہت کم شاید زیادہ سے زیادہ دس فیصد واقعات ایسے ہوں گے جن میں طلاق کو سوچ سمجھ کر استعمال کیا گیا ہو، ورنہ طلاق اکثر لوگ بے سوچے سمجھے ہی استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ استفتاءات سے بھی اندازہ ہوتا ہے، نیز سوالنامہ میں بھی کہا گیا ہے کہ ''طلاق کا بے جا استعمال ہوتا ہے'' تو بے جا تو یہی ہے۔ سوچ سمجھ کر طلاق دینا تو ''بے جا'' نہیں بلکہ ''بجا'' ہے، لہٰذا:

''جمہور ائمہ حنفیہ کے قول کے مطابق احقر کی رائے بھی یہی ہے کہ طلاق سکران نافذ ہو جائے گی''۔

☆☆☆

نشہ کی طلاق کا عدم وقوع اور دلائل

ڈاکٹر سید قدرت اللہ باقوی☆

۱- ہندوستان کی موجودہ صورت حال میں طلاق سکران بہت اہم مسئلہ ہے جس کی ناعاقبت اندیشی سے مرد وعورت مصیبتوں کے بھنور میں گھر جاتے ہیں، جب نشہ اتر تا ہے، غصہ سرد ہو جاتا ہے اور جذبات ہموار ہو جاتے ہیں تو حل طلب کرنے کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے، ظاہر ہے عدالت میں بہت سے مسائل ہوتے ہیں، کارروائی میں تاخیر ہو جاتی ہے، بعض اوقات اس طول وطویل تاخیر سے معاملہ سلجھنے کے بجائے مزید الجھ جاتا ہے خصوصاً صاحب اولاد عورت پر مصائب کا طوفان آجاتا ہے، اس لئے طلاق سکران پر از سر نو غور وفکر کرنا بے حد ضروری ہے، ان شاء اللہ اکیڈمی کی یہ کاوش قوم ومعاشرہ کے لئے مفید ہوگی۔

۲- ہندوستان کے موجودہ معاشرتی حالات میں طلاق سکران غیر نافذ قرار دی جائے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"قال علیه السلام: کل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمجنون والمعتوه وهو قلیل الفهم، مختلط الکلام فاسد التدبیر" (القدوری کتاب الطلاق حاشیہ التنقیح الضروری رص ۱۷۱)۔

یہی بات رمز الحقائق میں بھی موجود ہے: "کل مسکر خمر" (مسلم) اور "الخمر ما خامر العقل" (ابوداؤد) سکران کے عادات اور اقوال میں اعتدال باقی نہیں رہتا

☆ دار قدرت، میسور، کرناٹک۔

اور نشہ سے عقل ودماغ، اقوال وحرکات اور جسم کے تمام فطری نظام متاثر ہوتے ہیں، ایسے شخص کی طلاق اعتدال کے حدود سے صادر نہیں ہوتی، فقہاء حنفیہ کے بعض اقوال کو معمول بہ بنا کر طلاق سکران کو غیر نافذ قرار دیا جائے، اسی سے معاشرہ کی اصلاح ہو سکتی ہے اس پر عورت بھی مطمئن رہتی ہے اور معصوم بچوں کا ذہن وشعور بھی محفوظ رہتا ہے۔

☆☆☆

طلاق سکران کا وقوع اور حالات کا تقاضا

مفتی وسیم احمد قاسمی☆

چونکہ طلاق سکران کے متعلق کوئی نص نہیں ہے اور حضرات صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے اور وقوع اور عدم وقوع طلاق دونوں جانب صحابہؓ میں سے اجل صحابہ ہیں، جیسا کہ کتابوں سے ظاہر ہے اور سوال کی تفصیل سے بھی ظاہر ہے کہ بلاشبہ حضرات صحابہؓ کا اجتہاد بعد کے تمام لوگوں کے اجتہاد سے اولیٰ وافضل ہے، عام حالات میں اور اسلامی بالادستی کے زمانہ میں وقوع طلاق کا قول جو کہ مفتی بہ ہے اور صاحبین کے نزدیک بھی مختار ہے اسی قول کو اختیار کرنا بطور عزیمت بہتر ہے، مگر چونکہ ہمارا زمانہ خصوصیت سے ہندوستان کے واسطے ابتلا کا زمانہ ہے اور وقوع طلاق سے حقیقتاً زجر کے بجائے اور بہت سے محرمات کا وجود ہوتا ہے، مثلاً شرابی کسی حکم شریعت کی پاسداری نہیں کرتا اور مطلقہ بیوی کو زبردستی رکھتا ہے جس سے زجر کے بجائے تضحیک شریعت ہوتی ہے۔

حقیر کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے، صاحب درمختار کی عبارت سے اس کی گنجائش نکلتی ہے:

”ولم يوقع الشافعي طلاق السكران واختاره الطحاوي والكرخي وفي التاتارخانية عن التفريد والفتوى عليه“ (درمختار ۲/ ۱۲۴)۔

(امام شافعی نے طلاق سکران کو واقع نہیں مانا ہے اور علامہ طحاوی اور کرخی نے اسی کو

☆ مہتمم مدرسہ اسلامیہ بھٹنی، گورکھپور۔

پسند کیا ہے اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں تفرید سے منقول ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے)۔

امام بخاریؒ نے خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ کا قول اختیار کیا ہے جو حدیث مرفوع کے حکم میں ہے:

"وقال عثمان: ليس لمجنون ولا سكران طلاق، وقال ابن عباسؓ: طلاق السكران والمستكره ليس بجائز" (بخاری کتاب الطلاق)۔

☆☆☆

موجودہ مصلحت اور طلاق سکران

مولانا محمد صباح الدین ملک قاسمی☆

۱- معاشرہ کی جس حالت اور جن احکام شرعی کا ذکر سوالات سے پہلے بطور صورتِ مسئلہ کیا گیا ہے، مجھے ان سے کلی اتفاق ہے۔

۲- طلاقِ سکران کو بنیادی طور پر غیر نافذ قرار دینا چاہئے، جیسا کہ قیاس کا تقاضا ہے اگر پہلے فقہاء کی ایک جماعت مدہوش شوہر کو تقدیراً عاقل سمجھ کر ازراہ زجر وتعزیر طلاق کو نافذ کرنے کی رائے رکھتی تھی تو وہ مصلحت موجودہ صورت حال میں نہیں پائی جاتی۔

☆☆☆

☆ شعبۂ دینیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

حالت نشہ کی طلاق کا عدم وقوع دلیل اور مصلحت

مفتی عبدالقیوم قاسمی ☆

زیر بحث مسئلہ میں سکران سے مراد وہ نہیں ہے جو زمین و آسمان کے درمیان اور مرد وعورت کے درمیان فرق نہ کر سکے، اس کے بارے میں اجماعی طور پر فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، یہاں مراد صرف وہ سکران ہے جس کا اکثر کلام لغو ہو اور کیا کہہ رہا ہے اس میں تمیز نہ کر سکے۔

اگر شئی مسکر کا استعمال نشہ کی غرض سے عمداً نہیں کیا گیا ہے، مثلاً شربت سمجھ کر شراب پی گیا اور نشہ طاری ہو گیا یا کسی نے زبردستی مسکر پلا دیا، ایسی کوئی چیز پی لی جو مسکر نہیں تھی لیکن نشہ طاری ہو گیا تو ان تمام صورتوں میں طلاق واقع نہیں ہوگی اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اگر مسکر کا استعمال عمداً کیا ہے اور اس کا مسکر ہونا جانتا ہے تو ایسے شخص کی طلاق کے وقوع میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے:

الف- طلاق واقع ہو جائے گی، اسے صحابہ میں سے حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم، اکثر حنفیہ، مالکیہ، امام شافعی (قول صحیح) امام احمد (ایک روایت) سعید بن المسیب، حسن بصری، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، عمر بن عبدالعزیز وغیرہم حضرات نے اختیار کیا ہے۔

ب- طلاق واقع نہیں ہوگی، اسے صحابہ میں حضرت عثمان، حضرت ابن عباس رضی اللہ

☆ دارالافتاء والدعوۃ، فیض محمد سوسائٹی، پالڈی احمد آباد، گجرات۔

عنہم، امام زفر بن ہذیل، امام ابوجعفر طحاوی، حسن کرخی، محمد بن مسلمہ، امام شافعی (ایک قول) امام مزنی اور اسحاق بن راہویہ وغیرھم حضرات نے اختیار کیا ہے۔

دونوں جماعتوں کے دلائل عقلیہ اور نقلیہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قائلین عدم وقوع طلاق کے دلائل عقلیہ اور نقلیہ دونوں مضبوط اور قوی تر ہیں، اور اس زمانہ میں اوفق بالعمل ہیں، اس کے بالمقابل جماعت اولی کے دلائل نقلیہ اور عقلیہ کمزور اور صراحت سے بالکل خالی ہیں۔

☆☆☆

حالت نشہ کی طلاق موجودہ حالات میں

مولانا عبدالرشید قاسمی☆

فقہاء کی رائے

ہدایہ (۲/۳۴۷) میں ہے:

''نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ امام طحاوی اور امام کرخی نے اس پہلو کو لیا ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ ارادہ کی صحت عقل پر موقوف ہے اور اس وقت وہ نشہ کی وجہ سے اس حالت میں ہے کہ اس کی عقل کام نہیں کرتی ہے، لہذا وہ ایسا ہی ہو گیا جیسے کوئی بطور دوا بھنگ پی لے تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ عقل ایک ایسے سبب سے زائل ہوئی ہے جو معصیت اور گناہ ہے، لہذا وقوع طلاق کا حکم بطور تنبیہ کے باقی رکھا گیا ہے، چنانچہ اگر کسی کو دھوکہ سے شراب پلا دی جائے اور اس کی وجہ سے اس کو درد سر وغیرہ ہو جائے اور اس کی عقل زائل ہو جائے تو ہم بھی یہی حکم لگائیں گے کہ طلاق واقع نہیں ہوگی''۔ مذکورہ بالا حوالہ سے امام کرخی (متوفی ۳۴۰ھ) اور امام طحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) کا قول نقل کیا گیا اس کے علاوہ امام زفر (متوفی ۱۵۸ھ) اور محمد بن مسلمہ کی بھی یہی رائے ہے'' (شامی ۲/ ۵۸۴ طبع مکتبہ نعمانیہ دیوبند)۔

فریق اول کے دلائل

۱- ''لا تقربوا الصلاۃ وأنتم سکاری'' (سورہ نساء: ۴۳) نشہ کی حالت میں نماز

☆ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، مہاراشٹرا۔

پڑھنے سے روکنے کا تقاضہ یہ ہے کہ مکلّف کا مکلّف ہونا باقی ہے، اب جو بھی مکلّف ہوگا وہ اگر لفظ طلاق بولتا ہے تو اس کی طلاق پڑ جائے گی۔

۲- حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''**کل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب علی عقله**'' (المحلی ۲۱/۱۰)۔

۳- آپ ﷺ نے فرمایا: ''**ثلاث جدهن جد وهزلهن جد: النكاح، والطلاق والرجعة**''۔

۴- حضرت علیؓ نے فرمایا: ''**ثلاثة لا لعب فيهن: الطلاق والعتاق، والنكاح**''

(الفقہ الاسلامی وأدلتہ ۳۶۹/۷)۔

۵- شرابی چونکہ شراب نوشی کے بعد اپنی عقل کو عمداً کھودیتا ہے لہذا اس کا حکم ان لوگوں کی طرح نہ ہوگا جو قدرتی طور پر عقل سے محروم ہو جاتے ہیں، لہذا بطور سزا اس پر طلاق واقع ہوگی۔

فریق ثانی کے دلائل

۱- بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے کہ حضرت حمزہؓ حالت نشہ میں حضور کے پاس آئے اور کہنے لگے، آپ لوگ تو میرے والد کے غلام ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا اور نکل آئے۔ ان پر اس لفظ کے بولنے سے اس کا حکم نافذ نہ کیا گیا حالانکہ اگر حالت صحت میں یہ لفظ بولا جائے تو کفر سے کم نہ ہوگا جیسا کہ علامہ ابن قیم نے اس کی تصریح کی ہے۔

۲- حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ''**ليس لمجنون ولا لسكران طلاق**''۔

۳- حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ''**طلاق السكران والمستكره ليس بجائز**'' (فتح الباری ۳۸۸/۹ دار الفکر)۔

۴- ''**وثبت عن عثمان أنه كان لا يرى طلاق السكران، ذهب بعض أهل العلم أنه لا يخالف عثمان في ذلك أحد من الصحابة**'' (فقہ السنہ ۲۶۴/۲)۔

۵- مجنون، بیہوش، مخبوط العقل، سونے والا اور مباح چیز کے کھا لینے سے نشہ میں مبتلا

ہونے والے شخص کی طلاق بالاتفاق واقع نہیں ہوتی، چونکہ یہ عقل اور ہوش سے محروم ہیں۔لہذا اس کا تقاضہ یہ ہے کہ نشہ میں مبتلا شخص کا حکم بھی یہی ہو۔

فریقین کے دلائل پر ایک نظر

دلائل سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ فریق اول کی رائے زیادہ قوی اور مضبوط ہے اور ان کے پاس دلائل زیادہ ہیں، لیکن تنقیح وتنقید کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فریقین میں سے کسی کے پاس بھی کوئی صحیح اور صریح نص نہیں اور دونوں فریق کی رائے کی اصل بنیاد قیاس ہے، قیاس ہی کی بنیاد پر دونوں فریق وقوع طلاق اور عدم وقوعِ طلاق کے قائل ہیں۔

مقاصد شرع کی رعایت اور مدارج احکام پر نظر رکھتے ہوئے اس کی بھرپور گنجائش ہے کہ آج کی حالات میں اس طلاق کو غیر نافذ قرار دیں جو نشہ کی حالت میں دی جاتی ہے۔ بشرطیکہ شوہر ہوش وخرد سے محروم ہو اور اس سلسلہ میں سید عثمان غنیؓ، لیث ابن سعد، اسحاق ابن راہویہ، امام شافعی (ایک قول) امام احمد ابن جبل، (قول معتمد فی المذہب) اور فقہاء حنفیہ میں سے امام زفر، امام ابوجعفر طحاوی، امام کرخی اور محمد ابن سلمہ کی اس رائے کو معمول بہ بنایا جائے کے طلاق سکران نافذ نہیں ہوگی اور یہ جائز ہے کہ ہم آج اس قول پر فتویٰ دیں۔

☆☆☆

نشہ کی طلاق اور معاشرتی مصلحت

مولانا فرحت افتخار قاسمی اعظمی ☆

طلاق سکران اقوال فقہاء اور ائمہ مجتہدین

سعید بن المسیب، حسن بصری، ابراہیم نخعی، اوزاعی، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ یہ حضرات سکران کی طلاق کے وقوع کے قائل ہیں، امام شافعیؒ کا قول اصح بھی اسی کے مطابق ہے۔ جبکہ ابوشعثا، طاؤس، عطا، عکرمہ، عمرو بن عبدالعزیز، لیث، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، حنفیہ میں سے امام زفر، امام طحاوی، امام کرخی، محمد بن مسلم رحمہم اللہ، اور صحابہ میں حضرت عثمان غنیؓ سکران کی طلاق کے عدم وقوع کے قائل ہیں (فتح الباری ۹/۳۸۹، فتح القدیر ۳/۳۴۵، عمدۃ القاری، ۴/۳۵۱)۔

قائلین وقوع طلاق اور ان کے مستدلات

جو حضرات فقہاء اور ائمہ مجتہدین سکران کی طلاق کو نافذ مانتے ہیں ان کے پیش نظر یہ ہے کہ زوال عقل سبب معصیت ہے اور ارتکاب معصیت سے بچنے اور زجر وتوبیخ اور شر وفساد کے سدباب کے لئے شریعت نے بطور سزا اس کو بقائے عقل تسلیم کیا ہے، جیسا کہ بیشتر حدود اسی حیثیت کی حامل ہیں، نیز شوہر کی تعزیر بنیادی پہلو ہے تاکہ دوسروں کو اس جیسی حرکت وفعل پر عبرت وموعظت حاصل ہو (بدائع الصنائع ۳/۱۵۹، فتح القدیر ۳/۳۴۵، مجمع الأنہر ۱/۳۸۵، الفقہ الإسلامی وأدلتہ ۱/۳۶۶)۔

☆ خادم التدریس والافتا، جامعہ عربیہ عین الاسلام، نوادہ، مبارکپور۔

قائلین عدم وقوع طلاق اور ان کے مستدلات

جن فقہاء نے طلاق سکران کو غیر نافذ قرار دیا ہے ان کے پیش نظر انسان کا فہم وشعور سے آراستہ ہونا ہے، اس لئے کہ عقل وشعور اور فہم وفکر اہلیت تصرف کے شرائط میں سے ہے، یہی وجہ ہے کہ مجنون، معتوہ، صبی کی طلاق کے واقع نہ ہونے پر اجماع ہے، کیونکہ وہ برے بھلے، قصد صحیح اور عقل وخرد سے محروم ہوتا ہے، پھر عدم وقوع طلاق سونے والے اور بے ہوش شخص کو بھی شامل ہے۔

یہاں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ مذکورہ معذورین اور سکران کی بابت طلاق میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ ان میں سے کوئی اپنے حواس پر باقی نہیں ہوتا، تو جس طرح ان کی طلاق نہیں ہوتی سکران کی طلاق بھی واقع نہ ہوگی (بدائع الصنائع ۱۵۸/۳، مجمع الأنہر ۳۸۵/۱، الفقہ الاسلامی وأدلتہ ۳۶۶/۱، فتح القدیر ۳۴۵/۳، البحر الرائق ۲۴۸/۳)۔

قول معمول بہ

معاشرتی مسائل وحالات اور مسلم عورتوں کی مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے حنفیہ میں سے امام کرخی، امام زفر اور امام طحاوی رحمہم اللہ کی آراء کو معمول بہ بنانا انسب ہے کہ طلاق سکران نافذ نہیں ہوتی۔

☆☆☆

فقہاء کی نظر میں طلاق سکران

مولانا محمد عزیر اختر القاسمی ☆

جو شخص نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس کی طلاق کے واقع ہونے میں عہد صحابہ سے ہی اختلاف چلا آرہا ہے، چنانچہ حضرت علی، عبداللہ ابن عباس، امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہم، امام مالک، سفیان ثوری اور اوزاعی وغیرہ حضرات اس کی طلاق کو واقع اور ثابت قرار دیتے ہیں، جب کہ حضرت عثمان غنیؓ، لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ اور فقہاء حنفیہ میں سے امام زفر، امام کرخی، امام طحاوی اور محمد بن مسلمہ وغیرہ حضرات ایسے شخص کی طلاق کو غیر واقع مانتے ہیں اور حضرت امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی اور امام مالک کا معتمد علیہ مذہب یہی ہے، دونوں جماعتوں کے دلائل کے لئے دیکھئے: (بدائع الصنائع ۱۵۹/۳، ردالمحتار ۴۴۵/۴، اعلاء السنن ۱۷۶/۱۱)۔

تبدیلی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں طلاق سکران کو غیر نافذ مانا جائے اور یہاں تبدیلی احکام کی ضرورت نہیں اور نہ ایک مقلد کو دوسرے امام کی اتباع کی ضرورت ہے، بلکہ ایک ہی مذہب ومسلک کے دو اقوال میں سے اب تک ایک پر عمل ہوتا رہا اور اب ضرورت داعی ہے کہ دوسرے قول پر عمل کیا جائے اور اس طرح عمل کرنے میں خروج عن الشریعت کا الزام ثابت نہ ہوگا۔

☆☆☆

☆ مدرسہ بالا ساتھ، سیتامڑھی۔

طلاق سکران اور شریعت کا راجح پہلو

مولانا عطاء اللہ قاسمی☆

بحالت نشہ طلاق کے وقوع یا عدم وقوع کی بحث میں تین نقاطِ نظر سامنے آتے ہیں:

۱- بحالت نشہ طلاق واقع ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نشہ حرام شی سے ہوا ہو۔

۲- بحالت نشہ طلاق واقع نہیں ہوتی اگر حرام نشہ آور شی کا استعمال جبراً کرایا گیا ہو۔

۳- بحالت نشہ طلاق نہیں ہوتی خواہ وہ نشہ حرام شی سے ہوا ہو۔

پہلا نقطہ نظر

پہلے نقطہ نظر کی بنیاد اصلاً حرام شئی کے استعمال پر ہے نہ کہ نشہ آور شئی کے استعمال اور نشہ کی حالت پر۔ اسی بناء پر اگر جائز شئی یا دوا کے استعمال سے نشہ ہو جائے تو ایسی حالت میں طلاق کے عدم وقوع کا حکم دیا جاتا ہے۔

دوسرا نقطہ نظر

یہ نقطہ نظر حرام شی کے مطلق استعمال یا نشے کی کیفیت کے مقابلہ میں متعلقہ (مخمور) شخص کے اختیار یا عدم اختیار پر قائم ہے، اور حرام شی سے نشہ کی صورت میں جبکہ وہ نشہ حرام شی سے ہو مگر جبراً استعمال کرایا گیا ہو یا کیا گیا ہو، طلاق کے واقع نہ ہونے کا حکم بطور ایک استثناء پیش کرتا ہے۔

☆ جامعہ عربیہ امداد العلوم، کوپا گنج، مئو۔

تیسرا نقطہ نظر

تیسرے نقطہ نظر کی بنیاد استعمال نشہ کے اثرات پر قائم ہے، چنانچہ اس کیفیت وحالت کے سبب جو نشہ آور شی کے استعمال سے پیدا ہوتی ہے (خواہ وہ کیفیت حرام شی سے ہی کیوں نہ پیدا ہوئی ہو) طلاق کے واقع ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا۔

طلاق سکران کے سلسلے میں دوسرا نقطہ نظر درحقیقت پہلے نقطہ نظر کا ایک استثنائی حکم ہے۔ پہلا نقطہ نظر ہی امت کے درمیان معمول بہ ومفتی بہ ہے۔ لیکن پہلا نقطہ نظر یعنی طلاق سکران کا نفاذ موجود سماجی تناظر میں اول مرحلہ میں غیر مناسب اور ناموزوں معلوم ہوتا ہے، اسی لئے اکیڈمی کے سوالنامہ میں طلاق سکران کا موجودہ سماجی تناظر میں ایک گہرا جائزہ لیا گیا ہے، اور اس کے ممکنہ پہلوؤں اور گوشوں کو اس انداز میں اجاگر کیا گیا ہے کہ تیسرے نقطہ نظر کی ترجیح اور تائید محسوس ہوتی ہے۔

طلاق سکران نافذ ہے

”وأما السكران إذا طلق امرأته فإن كان سكره بسبب محظور بأن شرب الخمر أو النبيذ طوعاً حتى سكرو زال عقله فطلاقه واقع“۔

(مخمور شخص جب بیوی کو طلاق دے تو اگر (الف) حرام شی مثلاً شراب یا نبیذ پی ہے (ب) اپنی طبیعت سے پی ہے (ج) اس کی عقل جاتی رہی ہے تو مخمور شخص کی طلاق واقع ہوگی)۔

مذاہب صحابہ

”عند عامة العلماء وعامة الصحابة وعن عثمانؓ أنه لا يقع، وبه أخذ الطحاوي والكرخي وهو أحد قولي الشافعي“۔

(عام علماء اور صحابہ کی اکثریت نفاذ کی قائل ہے اور حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ طلاق

واقع نہیں ہوگی، امام طحاویؒ اور امام کرخیؒ نے اس کو پسند فرمایا ہے، یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔

قرآن کریم سے دلیل

"لنا عموم قوله تعالى عزوجل: "الطلاق مرتان إلى قوله سبحانه: فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" من غير فصل بين السكران وغيره إلا من خص بدليل".

ہماری دلیل سورہ بقرہ کی آیات نمبر 229 اور 230 ہیں۔ ان آیات میں شوہر کے مخمور ہونے یا مخمور نہ ہونے کا اعتبار کئے بغیر طلاق کو واقع قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے اس عموم سے استثناء بغیر دلیل نہیں ہوگا۔

حدیث شریف سے دلیل

"وقوله عليه السلام: كل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمعتوه" (بدائع الصنائع ۳/۹۹)۔

نیز حدیث شریف میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر شخص کی طلاق ہوتی ہے، سوائے بچے اور پاگل کی طلاق کے۔

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ طلاق سکران کا نفاذ قرآن کریم سے ثابت ہے، حدیث شریف سے مؤید ہے اور صحابہ کا اجماع اس کی موافقت میں ہے، اس کے نفاذ کو مؤید بالقیاس کہنا سخت غلطی ہے۔

مختصر یہ کہ طلاق سکران کا نفاذ بھی منصوص مسئلہ ہے، موجودہ معاشرہ کی دقتوں اور پیچیدگیوں کے پیش نظر اس سے عدول قطعاً مناسب نہیں اور نہ موجودہ حالات عدول کی بنیاد بن سکتے ہیں۔

☆☆☆

طلاق سکران سے متعلق نصوص پر ایک نظر

مولانا جمیل احمد سلفی☆

طلاق سکران کی صحت وعدم صحت پر کسی طرح کی رائے ذکر کرنے سے قبل مناسب سمجھتا ہوں کہ ان چند نصوص شرعیہ کی طرف اشارہ کردوں جن کی بنا پر ان دونوں مذاہب میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے میں مدد مل سکے اور یہ کہا جا سکے کہ ملت اسلامیہ کو چاہئے کہ اس مسلک پر اپنے عمل کو شریعت پر عمل تصور کرے، جس کی تائید وتوفیق بالاشارہ ان نصوص شرعیہ سے ہورہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لا تقربوا الصلوة وأنتم سكارىٰ حتى تعلموا ما تقولون" (سورۂ نساء/۴۲)۔

(لوگو! نشہ کی حالت میں نماز سے دور رہو یہاں تک کہ تم اپنی کہی ہوئی بات کو جان سکو)۔

حضرت ماعز اسلمیؓ کی روایت میں آتا ہے کہ جس وقت انہوں نے اپنے کو خدمت نبوی میں تنفیذ حد کے لئے پیش کیا تھا اس وقت آپ نے ان کے متعلق پوچھا:

"أشرب خمراً فقام رجل فاستنكهه فلم يجد منه ريح خمر" (مسلم ۶۸/۲)۔

(آپ نے پوچھا: کیا انہوں نے شراب پی ہے، ایک صحابی کھڑے ہوئے اور سونگھا تو انہیں شراب کی مہک نہیں ملی)۔

حضرت علیؓ کی وہ حدیث جس میں حضرت حمزہ نے شراب پی کر ان کے اونٹ کا پیٹ

☆ مجلس التحقیق العلمی، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

پھاڑ کر کلیجہ نکال لیا تھا اور آپ ﷺ حضرت حمزہ کو کچھ ملامت کرنے کے لئے جس وقت تشریف لے گئے انہوں نے کہا:

"وهل أنتم إلا عبيد لأبي فعرف رسول الله ﷺ أنه ثمل فنكص رسول الله ﷺ على عقبيه القهقرى" (مسلم ۲/ ۱۶۲)۔

(حضرت حمزہ نے فرمایا: کیا تم سب میرے باپ کے غلام نہیں ہو، آپ نے جان لیا کہ وہ نشے میں ہیں پھر دبے پاؤں واپس ہو گئے)۔

مذکورہ بالا نصوص شرعیہ کے باوجود ایک غیر تشریعی چیز کو چھوڑنے کے لئے حرج وضیق وتنگی کو داعیہ وسبب قرار دینے کی میرے ناقص علم کی حد تک کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ شارع علیہ السلام کے نسخہ "فاسئلوا أهل الذكر" پر عمل کے لئے ملت اسلامیہ خود مختار ہے بشرطیکہ معمول بہ اجتہاد کا خطا ہونا واضح نہ ہو۔

لہذا اسکران کی طلاق کے عدم وقوع پر ان نصوص کو واضح وصریح کہنے میں اگر تردد وتذبذب ہے تو انہیں اُس مسلک ومذہب کو ترجیح دینے میں مؤید سمجھنے میں تردد نہیں ہونا چاہئے جس کی طرف عدول کے لئے داعیہ وسبب کی تلاش وجستجو ہے۔

☆☆☆

طلاق سکران کا وقوع اور وجہ ترجیح

مولانا محمد ارشاد القاسمی☆

سکران کی طلاق جمہور کے نزدیک اور عند الحنفیہ مفتی بہ قول کے اعتبار سے واقع ہے۔ مذہب حنفیہ بھی یہی ہے۔ محیط کے حوالہ سے ہندیہ میں ہے: "وطلاق السكران واقعٌ وهو مذهب أصحابنا" (ہندیہ مصری ۲/ ۳۵۳)۔

"من غاب عقله بالبنج والأفيون فإنه يقع طلاقه" (بحرالرائق ۳/ ۲۶۷)۔

مذاہب اربعہ میں راجح یہی ہے (الفقہ الإسلامی وأدلتہ ۷/ ۳۶۶)۔

☆☆☆

☆ مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور۔

نشہ کی طلاق میں عدول عن المذہب

مولانا محمد یوسف ندوی☆

طلاق سکران کا حکم

یہ مسئلہ دور صحابہ سے مختلف فیہ رہا ہے، چنانچہ صحابہ کرام پھر تابعین عظام اور ائمہ وفقہاء میں اس کے نافذ ہونے اور نہ ہونے کے قائلین کی دو جماعتیں پائی جاتی ہیں، صحابہ میں حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت معاویہؓ اور تابعین میں سعید بن مسیب، حسن بصری، ابراہیم نخعی، عامر شعبی، ائمہ میں سے امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام اوزاعی، سفیان ثوری اور ایک قول امام شافعی واحمد کا بھی وقوع طلاق کا ہے، جبکہ دوسری جانب صحابہؓ میں حضرت عثمان غنیؓ، جابر بن زیدؓ اور تابعین میں عکرمہ، عطاء ابو الشعثا، طاؤس، قاسم بن محمد، عمر بن عبدالعزیز، لیث، اسحٰق بن راہویہ، امام مزنی، امام طحاوی، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا ایک قول عدم نفاذ کا ہے۔

علت قائلین وقوع

غور طلب بات یہ ہے کہ جو حضرات نشہ کی حالت کی طلاق کو نافذ قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک اس حکم کی علت غالباً زجر وتنبیہ ہے، اسی لئے اگر مجبوری یا عذر کی وجہ سے شراب یا نشہ آور شی کا استعمال مباح ہو جائے، جیسے حلق میں لقمہ پھنس کر ہلاکت کا یقین یا ظن غالب ہو اور دیگر حلال مشروب یا تدبیر اسے نیچے اتارنے کی میسر نہ ہو تو ایسی صورت میں اور بطور دوا وعلاج

☆ جامعۃ الہدایہ جے پور۔

بعض صورتوں میں شراب اور نشہ آور چیز کا استعمال مباح ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں اگر مسکر کے استعمال کے بعد عقل زائل ہو جائے اور اس حالت میں مرد اپنی بیوی کو طلاق دے تو وہ نافذ نہیں ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ وقوع طلاق کی غرض زجر اور شوہر کو اس کی معصیت اور فعل حرام کی سزا دینا ہے، اسی وجہ سے مباح صورتوں میں طلاق واقع ہونے کا حکم جو بطور سزا ہے، نہیں لگایا جائے گا، لیکن موجودہ دور میں مطلقہ بلکہ ہزاروں کنواری لڑکیاں عمریں گذار رہی ہیں اور ان سے نکاح کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے، طرح طرح کے مطالبات کے بعد کہیں جا کر رشتہ میسر آتا ہے، ایسی صورت میں مطلقہ کی شادی کی راہ میں پیش آنے والی رکاوٹوں اور دشواریوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انتہائی مشکل ہے اور بعید نہیں کہ عمر بھر اس کی شادی دوبارہ نہ ہو پائے۔

نیز دوسری جانب منشیات کی کثرت و بہتات کا یہ عالم ہے کہ گلی کوچوں ہی نہیں بلکہ عصری تعلیم گاہوں میں اس کے عادی اور متوالے بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں، شراب اور نشہ آور چیزوں کا استعمال فیشن بن چکا ہے، حکومت کی جانب سے بجائے اس کی روک تھام کے اسے فروغ دیا جاتا ہے، اس پر کوئی سزا نہیں ہے، بلکہ نت نئے طریقوں سے اسے زیادہ رائج اور مقبول بنانے کے لئے گویا کہ ایک مقابلہ ہو رہا ہے جس کے نتیجہ میں نشہ کی حالت میں طلاق بہ کثرت ہونے لگی ہیں، اگر دیکھا جائے تو حقیقتاً حکم طلاق سے سزا مجرم کو نہیں بلکہ اس کی بے گناہ بیوی اور معصوم بچوں کو ملتی ہے جو اس ناکردہ گناہ کی سزا میں اکثر زندگی بھر دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہوتے ہیں، ان کی کفالت، تعلیم، تربیت، تہذیب و ثقیف سب برباد ہو کر رہ جاتے ہیں تو وقوع طلاق کا جو منشاء و غرض ہے اس کے بالکل برعکس نتیجہ برآمد ہوتا ہے شوہر جو مجرم ہے وہ تو آسانی سے دوسری شادی رچاتا ہے اسے کوئی دقت و زحمت، تنگی و سختی اٹھانی نہیں پڑتی جبکہ مستحق سزا مجرم وہی ہے۔

ان حالات کا تقاضہ یہی ہے کہ اس مسئلہ میں ان صحابہ و فقہاء کے قول کو اختیار کر کے

اس کا شرعی حل تلاش کیا جائے جو اس کو غیر نافذ مانتے ہیں اور مسلم معاشرہ میں پھیلنے والے اس فساد اور ناسور کو ختم کیا جائے، جب احکام شرعیہ میں اسکے نظائر موجود ہیں کہ اشد ضرورت اور اضطرار کی صورت میں دوسرے مسلک کے امام کے قول کو فتویٰ کے لئے اختیار کیا جاسکتا ہے جیسے مفقود الخبر کی بیوی کے مسئلہ میں حنفیہ، امام مالک کے قول پر فتوی دینے کی اجازت دیتے ہیں تو اس صورت میں جبکہ حضرت امام شافعی، امام احمد کے معتمد قول کے مطابق نیز امام کرخی، امام طحاوی کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوتی، جیسا کہ ردالمحتار میں بعض کتب سے اس کا مفتی بہ ہونا معلوم ہوتا ہے، اسے اختیار کیا جاسکتا ہے۔

حالات وزمانہ کا تغیر، اخلاق واحساس ذمہ داری کا انحطاط، مطلقہ عورت کے نکاح ثانی کی مشکلات، عدالتی کارروائیوں کا طویل ودشوار الجھاؤ اور طلاق کے بعد معصوم بچوں کی بدحالی وپریشانی کو دیکھتے ہوئے ہندوستان اور ایسے ممالک جہاں بے راہ روی عام، شراب ومنشیات فیشن ہیں اور اس کی ترویج وعام ومقبول کرنے کے وسائل بکثرت ہیں شراب نوشی پر کوئی سزا نہیں، بلکہ ہر طرح اس کی پرورش اور اشاعت کو تقویت پہنچائی جارہی ہے طلاق کے متعدد واقعات نشہ کی وجہ سے پیش آتے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عثمانؓ، لیث بن سعد، اسحٰق بن راہویہ، امام شافعی (ایک قول) علماء شوافع میں امام مزنی، امام ابوثور، امام کرخی اور محمد بن مسلمہ کی رائے کو اپنایا جائے اور اس پر فتوی دیا جائے تاکہ ان پریشانیوں کا خاتمہ ہو اور عورت کو ان مشکلات سے بچایا جائے اور ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے پیروکاروں کے لئے اسی کے قبول کرنے میں ان کے لئے خروج من المذہب بھی لازم نہیں آتا کہ امام احمدؒ کا معتمد مذہب اور امام شافعیؒ کا ایک قول اور حنفیہ میں امام طحاوی اور امام کرخیؒ کا نقطہ نظر نشہ کی حالت کی طلاق کے عدم نفاذ کا ہے۔

☆☆☆

طلاق سکران اور اختلاف ائمہ

مولانا تنویر عالم قاسمی☆

بغیر ضرورت کے محض سرور اور مستی کے لئے شراب پی جائے اور نشہ آ جائے تو اس صورت میں طلاق دینے سے طلاق پڑے گی یا نہیں؟ صحابہ تابعین اور ائمہ حضرات کے درمیان اس میں اختلاف ہوا ہے۔

پہلی روایت: طلاق واقع ہو جائے گی، حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے یہی منقول ہے، شعبی، نخعی، امام مالک، ثوری، اوزاعی، امام ابوحنیفہ وصاحبین اور امام شافعی کا ایک قول ہے (دیکھئے: المغنی ۲۵۵/۸)۔

دلائل

۱- "لقول النبی ﷺ کل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوہ"۔

۲-: "لأن الصحابة جعلوه کالصاحي فی حد القذف"۔

۳- "قال ابن عباسؓ: طلاق السکران جائز" (المغنی ۲۵۵/۸، ۲۵۶/۸)۔

دوسری روایت: طلاق واقع نہ ہوگی، حضرت عثمانؓ کا یہی قول ہے، یہی عمر بن عبدالعزیز، قاسم، طاؤس، ربیعہ، یحی الانصاری، لیث، اسحاق، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا اصح مذہب ہے (المغنی ۲۵۶/۸)۔

☆ جامعہ اشرف العلوم، کنہواں، سیتامڑھی، بہار۔

دلائل

۱-"قال عثمان: ليس لمجنون ولا لسكران طلاق" (اعلاء السنن ۱۱/۱۷۵ مطبع ادارة القرآن کراچی پاکستان)۔

۲- "لأنه زائل العقل أشبه المجنون والنائم"۔

۳- "لأنه مفقود الإرادة أشبه المكره"

۴- "لأن العقل شرط التكليف إذ هو عبارة عن الخطاب بأمر أو نهي ولا يتوجه ذلك إلى من لا يفهمه، ولا فرق بين زوال الشرط بمعصية أو غيرها" (المغنی ۸/۲۵۶)۔

میرا ذاتی خیال اور رائے یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے مسلک کو جو عند الحنفیہ مفتی بہ ہے باقی رکھا جائے اور حالت سکر میں وقوع طلاق نافذ ہو۔

☆☆☆

طلاق سکران اور ائمہ کا نقطہ نظر

مولانا مبارک حسین ندوی قاسمی ☆

معاشرہ کی حالت سے متعلق جو تفصیلات درج ہیں ان سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا، واقعی لڑکیوں کی پہلی شادی اہم ہے، چہ جائے کہ مطلقہ کی شادی اور یہ بات بھی معقول ہے کہ سکران چونکہ نشہ میں ہوتا ہے اور اس کی عقل مختل ہو جاتی ہے اس لئے اس کی طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے، ائمہ کا اختلاف آثار اور اجتہاد پر مبنی ہے، اسی لئے مسئلہ مجتہد فیہ ہے، لہذا موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے عدم وقوع کے قول پر فتوی دینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، جبکہ فقہ حنفی کا بھی ایک قول ہے، لہذا معاشرہ کی ایک ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

☆☆☆

☆ خادم مدرسہ نور العلوم مدھولیا نیپال۔

نشہ کی طلاق کا وقوع اور زجر و توبیخ

مولانا محمد یعقوب قاسمی☆

۱-موجودہ حالات میں معاشرہ کی بگڑتی ہوئی حالت پر نظر رکھتے ہوئے میں مذکورہ جملہ تفصیلات سے بالکلیہ متفق ہوں، اسی مسئلے پر عمل کیا جائے اور امت کو اسی کی ترغیب دی جائے۔

ہمارے فقہاء حنفیہ طلاق سکران کو مطلق واقع کرتے ہیں، وہ فرماتے: " إنه زال بسبب هو معصية فجعل باقيا حكما زجرا له" (الہدایہ ۳۳۹/۲ کتاب الطلاق)۔

اگر بطریقہ زجر و عقوبت طلاق سکران واقع کردی جائے تو زجر و عقوبت مرد کے ساتھ خاص نہیں ہوتا، بلکہ اس کی وجہ سے عورتوں کو کافی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خصوصاً ہندوستان کے دور حاضر میں جبکہ لڑکیوں کی شادی کے لئے ایسی پریشانی اٹھانی پڑتی ہے جس سے پورا معاشرہ پریشان ہے۔

نیز جو لڑکیاں نالائق شوہروں کے ساتھ ہوتی ہیں ان کے شوہر اگر شراب پی کر طلاق دے دیں تو وہ ایسے حالات میں بھی فرقت گوارہ نہیں کرتی اور معاملہ کو دبا کر باہم ازدواجی زندگی گزارتی ہیں، اگر طلاق سکران واقع کردی جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے زانی اور زانیہ ہوں گے، پھر ایسی زجر و عقوبت کیوں کی جائے جس سے بے قصور عورت پر ناقابل برداشت پریشانیاں آئیں، جبکہ زجر و عقوبت کے لئے شریعت کی مقرر کردہ حد تعذیری کافی ہے۔

لہذا ان دلائل کو مد نظر رکھتے ہوئے کیوں نہ طلاق سکران کو غیر نافذ قرار دیا جائے، جبکہ

☆ استاذ و مفتی جامعہ عربیہ، امداد العلوم، بارہ بنکی (یوپی)۔

دو صحابہ اور امام کرخی و امام طحاوی کا پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ طلاق سکران واقع نہ ہوگی۔ اور امام شافعی کا بھی ایک قول ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی، اس لئے کہ ارادہ کا صحیح ہونا عقل کے ساتھ ہے اور وہ شخص زائل العقل ہے، پس ایسا ہوگیا جیسے اس کی عقل بھنگ یا دوا سے زائل ہوگئی ہو۔

☆☆☆

مناقشہ

حالت نشہ کی طلاق

مولانا محمد ارشد قاسمی

طلاق سکران کے باب میں علامہ کاسانی اور علامہ ابن تیمیہ یہ دونوں اپنے مسلک کے مطابق یہ دعوی کرتے ہیں کہ عام صحابہ کا یہی مسلک ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دونوں مسلک عام صحابہ کا ہوجائے، یہ تو تعارض ہے، البتہ یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ یہ عام صحابہ کا نہیں، بلکہ یہ ان دونوں کا اپنا مسلک ہے، دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مفتی نظام الدین صاحب کا فتوی عرض میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ وہ طلاق سکران کے وقوع کے قائل نہیں ہیں جب کہ "نظام الفتاوی" میں مفتی نظام الدین صاحبؒ کا ایک فتوی بہت ہی صراحت کے ساتھ مفصل اور مدلل موجود ہے جس میں وہ طلاق سکران کے وقوع کے قائل یقینی طور پر ہیں، ممکن ہے انہوں نے رجوع کیا ہو جس کا علم مجھے نہ ہو۔ اس کے بعد بات آتی ہے فیصد پر، تو جہاں تک طلاق سکران کا فیصد ہے تو اس سلسلہ میں جب ہم نے مرکزی دار الافتاؤں سے رابطہ قائم کیا تو دار العلوم دیوبند میں حضرت مفتی حبیب الرحمن خیرآبادی نے مجھے بتایا کہ یہاں کا فیصد جو ہے مشکل سے ایک فیصد ہوگا، حضرت مفتی مظفر صاحب سے پوچھنے سے یہ معلوم ہوا کہ ایک فیصد یا بہت زیادہ توسع سے کام لیا جائے تو دو فیصد ہوگا، اسی طرح مفتی حنیف صاحب جو کہ "ریاض العلوم گورینی" کے مفتی رہ چکے ہیں اور اس وقت بیت العلوم سرائے میر کے شیخ الحدیث ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ چالیس سالہ دور میں ایک فیصد بھی مشکل سے نکلے گا۔

یہ تو فیصد کے متعلق بات ہوئی، اسی طرح ندوۃ العلماء میں مفتی ظہور صاحب سے رابطہ کرنے پر پتہ یہی چلا کہ ایک فیصد بمشکل ہوگا، اس کے علاوہ ایک بات اور بھی ہمارے ذہن میں آتی ہے وہ یہ کہ یہ کہا گیا ہے کہ آج کے دور میں سزا کی مختلف مصلحتیں ہیں، یہاں سزا کی ایک مصلحت یہ ہے کہ وہ مبتلی بہ کی اصلاح کا ذریعہ بنے، اسی طرح ایک یہ بھی ہے کہ کوئی شخص چوری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اس کے بعد وہ دوبارہ چوری کرتا ہے تو شریعت نے حکم دیا ہے کہ اس کا پاؤں کاٹ دیا جائے اگر صرف سزا اور اصلاح مقصد ہوتا تو اس صورت میں یہ حکم نہ ہوتا کہ اس کا پاؤں کاٹا جائے یا پھر سہ بارہ چوری میں مزید اور سزا دی جائے، سکران کے سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ اصلاح کا یہی نیا فتوی حالات کے تحت دیں تعلیم کو عام کیا جائے، جہالت کو دور کیا جائے، اصلاح معاشرہ کی تحریک چلائی جائے اور علماء اسی طرح عملی طور پر دوسری جدوجہد کریں۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ

آپ نے جو حضرات صحابہ کے آثار کی نسبت سے جو تعارض والی بات فرمائی ہے دراصل بہت سے مسائل میں ایسا ہوتا ہے کہ نسبت میں اپنے علم و تحقیق کے مطابق تحقیق کرنے والا بسا اوقات پوری جماعت کی طرف کسی مسئلہ کی نسبت کر دیتا ہے بعض مرتبہ دو آراء تھوڑے بہت فرق کے ساتھ تفصیلات میں ہوتی ہیں اور ایک رائے ایک آدمی کے علم میں آئی اور اس کے تحقیق پر اعتماد کیا اور اسے لکھ دیا اور دوسری بات دوسرے محقق کے علم میں آئی اور انہوں نے ویسا ہی لکھ دیا، تو ایسا علم و تحقیق کے باب میں ہوتا رہتا ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ اور دوسرے بعض حضرات کے قول جو تفصیل یہاں آئی ہے، ظاہر ہے کہ مقالہ نگار حضرات نے باحوالہ اس کو لکھا ہے، یہ باہم معارض نہیں ہیں، جہاں تک سوال ہے مفتی نظام الدین صاحب کی

رائے کا ذکر عرض میں آیا اور آگے جو آپ نے تفصیل فرمائی ہے، تو یہ بات پہلے آچکی ہے کہ اصلاً یہاں گفتگو دلائل کی جو ترتیب و تحقیق ہے اس کی بنیاد پر نہیں، بلکہ ماحول و معاشرہ اور ہمارے جو حالات ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہے، اور یہی وجہ ہے کہ مقالہ نگاران کہ جن کی تعداد ستر کے اوپر ہے اس میں تقریباً دو ثلث حضرات نے یہ موقف اختیار کیا ہے، اگر چہ اس میں کچھ حضرات قطعی طور پر، یعنی مطلقاً عدم وقوع کو کہتے ہیں، لیکن ایک بڑی تعداد ان حضرات کی ہے جو اصلاً اس بات کے قائل ہیں کہ طلاق واقع ہوتی ہیں، لیکن سوال میں جو ترتیب پیش کی گئی ہے، جو پس منظر رکھا گیا ہے، جو مقصد ہے ذہن میں اس کی وضاحت کی گئی ہے، اس کے مدنظر اس میں یہ رائے بہت سے حضرات نے اپنائی ہے اور جیسا کہ آپ نے بھی ابھی سماعت فرمایا ہے کہ بعض حضرات نے تفصیل بھی کی ہے، جیسے مولانا جنید صاحب وغیرہ، لہذا مفتی صاحب کی ایک رائے جو آپ ان کے فتاوی کے حوالہ سے نقل کررہے ہیں جس میں وقوع کی بات آئی ہے اور یہ دوسری رائے سوال کے مدنظر ہے، مفتی صاحب، اللہ تعالی ان کو صحت وعافیت سے رکھے وہ اکیڈمی کے سوالوں کا جواب بڑے اہتمام سے اور بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ ہم سب کے مقابلہ میں کہیں جلدی اور پوری تحقیق کے ساتھ بھیجا کرتے ہیں، لہذا کوئی اعتراض ان کا اس پر نہیں ہے۔

مفتی سعید الرحمٰن فاروقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سکران کے طلاق کے عدم وقوع کا فیصلہ یا اقوال جو ذکر کئے گئے ہیں اس کی بنیاد خاتون سے رفع حرج ہے، لیکن ایک حرج تو یہ پیدا ہوگا، ایک حرج دور ہوگا تو دوسرا حرج یہ پیدا ہوگا کہ عامۃً جو لوگ طلاق دیں گے وہ اسی کو اپنا بہانہ بنالیں گے اور ایسے واقعات میرے سامنے خود پیش آئے ہیں، پوچھا گیا طلاق دی، کہاں، کتنی دی، الفاظ یاد ہیں، یاد ہیں، کس وقت دیا تھا یاد ہے اس کے بعد کہا کہ ہم نے نشہ میں طلاق دی تھی، تو عامۃً ایسا مزید بڑھ

جائے گا کہ طلاق دینے کے بعد آدمی اپنے آپ کو حربے کے طور پر اس عذر کو پیش کرے گا کہ نشہ کی حالت میں طلاق دی ہے اس لئے اگر ایک حرج دور کیا جانے کے لئے اس کو اختیار کیا جائے تو دوسرا حرج عام طور پر عموم بلوی کی وجہ سے پیدا ہوگا۔اس لئے مفتی بہ قول سے عدول کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، دوسری بات جو میں سمجھتا ہوں کہ جن حضرات کا عدم وقوع کا قول ہے اس کی بنیاد ہے کہ عورت کو سزا نہیں، بلکہ مرد کو سزا نہیں، بلکہ ساری سزائیں عورت پر گزرتی ہیں اس سے اتفاق نہیں ہے، اس لئے کہ عورت کو بعض مرتبہ شرابی سے نجات ملتی ہے، راحت ملتی ہے اور مرد کو یہ سزا ملتی ہے کہ معاشرہ اس کی بدتمیزی کی وجہ سے آئندہ کوئی اس سے اپنی لڑکی کو اور اپنے خاندان کو اس سے متعلق اور منسوب نہیں کرنا چاہتا، اس طرح زندگی بھر وہ آج کے بگڑے ہوئے معاشرہ میں بھی مردود سمجھا جاتا ہے کہ اس نے نشہ کیا اور بیوی کو اس حالت میں طلاق دی اور یہ آدمی ایسا نہیں کہ اس کے حوالہ کوئی اپنی لڑکی کر سکے، آئندہ پھر یہ طلاق دے گا پھر یہ مصیبتیں آئیں گی، تو اس طرح وہ اپنی سزا کو بہر حال بھگتے گا کہ ہوسکتا ہے کہ اس سے کوئی رشتہ کرنے کے لئے ہی تیار نہ ہو اور اس خاتون کے لئے یہ عذر ہوگا کہ وہ بہت شریف تھی مہذب تھی اور اس کا کوئی جرم نہیں ہے، شوہر نے بدعقلی بدحواسی میں طلاق دی ہے، شریف ہے، لہذا اس کا رشتہ کہیں ہو جانا چاہئے تو اس کے لئے تو ہمدردی ہوگی، مگر شوہر کے لئے کسی طرح کے معاشرہ میں کوئی ہمدردی نہیں ہوگی، اس طرح سے شوہر کی یہ سزا ہوگی، یہ اگر چہ شرعی طور پر تعزیر کے حد میں نہیں، مگر معاشرتی طور پر یقیناً مطلوب ہے اور اس سے شراب کے چھوٹنے کی امید بھی کی جاسکتی ہے، لہذا مفتی بہ قول سے عدول کی وجہ ضرورت کو بیان کرنا میں سمجھتا ہوں کہ درست نہیں ہے، ہم ممبئی میں ہیں وہاں کے دارالافتاء میں میرے پاس بھی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے پاس بھی جب کہ ممبئی کا ماحول بہت بگڑا ہوا ہے وہاں شراب عام ہے، لیکن اس کے باوجود ہمارے پاس واقعہ یہ ہے کہ سو میں ایک یا دو ہی یہ سوال آتا ہوگا کہ نشہ کی حالت میں طلاق دی ہے، نشہ کا جو معیار قائم کیا گیا ہے، وہ قول

ہے: "من لا یفرق بین السماء والأرض والرجل والمرأة" اور ہذیان پر جو مجموعی صورت حال ہے اس میں بھی عجیب بات ہے کہ اگر آدمی نشہ کی حالت میں ہو تو میرا مشاہدہ یہ ہے کہ نشہ کے باوجود وہ احترام سے سلام کرتا ہے، بہت ساری باتوں کو سمجھتا ہے اور بہت سارے احوال سے باخبر ہوتا ہے صرف وہی "من لا یفرق بین السماء والأرض" ہوسکتا ہے جس نے پہلی بار شراب پی ہو یا شراب معمول سے کہیں زیادہ پی لی ہو، ایک اور بات عرض ہے کہ اس سلسلہ میں عامۂ شرعی قانون کے علاوہ قانون بھی یہ ہے کہ اگر کسی نے شراب کی حالت میں کوئی جرم کیا ہو تو اس کا معاوضہ ہونا چاہئے، شریعت نے بھی مواخذہ کیا ہے اس کا، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ عدول کی نہ ضرورت ہے، نہ ایسے احوال، بلکہ شاید اسلامی قانون کی ہمہ گیری میں ہمارے اس حکم کے بعد تھوڑا فرق پیدا ہو کہ اچھا اگر وہ شرابی کسی کو قتل کردے تو شریعت سزا دے گی یا نہیں، کسی کے ساتھ بدتمیزی کرے، گالیاں دے تو اس کو سزا ملے گی یا نہیں اگر طلاق مانی نہیں جاتی یا مکلّف قرار نہیں دیا جاتا تو دوسری چیزوں میں اسے مکلّف کیسے قرار دیا جاسکے گا؟ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بڑی سنجیدگی سے فقہ اکیڈمی کو فیصلہ کرنا چاہئے کہ ایک حرج کے رفع کرنے کے بعد دوسرے بہت سارے حرج اور بہت ساری مشکلات خود شریعت کے لئے اور عوام کے لئے پیدا نہ ہوں۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب:

یہ تو صحیح ہے کہ رخصت کا جب کوئی پہلو آدمی کے سامنے آجاتا ہے تو بہت جلد اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے، طلاق کے جو مسائل سامنے آتے ہیں اور استفسار ہوتا ہے تو اس میں ظاہر ہے کہ طلاق دینے والے جن لوگوں سے قضیہ کا تعلق ہوتا ہے وہ طرح طرح کی باتیں ایسی کرتے ہیں، جس کو وہ گویا اپنے آپ کو اپنی مصیبت جو آپڑی ہے اس سے نکالنا چاہتا ہے، لیکن

ظاہر ہے کہ اس قسم کا کوئی فیصلہ اگر کیا جاتا ہے تو اس میں یہ بات نہیں کہی جائے گی اور نہیں کہی جانی چاہئے، جس کے سامنے استفتاء آئے گا وہ اس کی تحقیق کرے گا، قضیہ دار القضاء میں جاتا ہے تو تحقیق ہوتی ہے دار الافتاء میں مسئلہ آئے گا تو ظاہر ہے کہ مفتی کی ذمہ داری ہے کہ اپنی وسعت بھر معلومات کرے، اطمینان حاصل ہونے کے بعد ہی کہ آیا یہ طلاق کس حالت میں دی گئی نشہ کی حالت میں دی گئی، غصہ کی حالت میں عام طور سے طلاق دی جاتی ہے اور اس سلسلہ میں بعض جزئیات جو غصہ کے دیوانگی کے حد تک پائے جانے کے ہیں جس میں عدم وقوع طلاق کی بات آتی ہے ظاہر ہے وہاں استفسار و تحقیق کے بعد ہی مفتی حکم لگاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے جو فرمایا کہ بھائی سزا کا پہلو تو یہاں عورت کے حق میں نہیں سمجھ میں آتا، عام طور سے یہ بات ہمارے معاشرہ کے اندر لوگوں کے علم میں رشتہ وغیرہ کے نسبت سے پائی جاتی ہے، اس میں بہر حال جو بات فرمائی گئی تھی عورت کے لئے یہ ہوگا کہ وہ مجبور ومعذور تھی، ہوا رشتہ ٹوٹا وغیرہ وغیرہ اس اعتبار سے اس کا رشتہ جلدی ہوسکتا ہے، حالات ایسے نہیں ہیں اب تو معاشرہ ایسا ہوگیا ہے کہ آپ کا سابقہ پڑتا ہوگا کہ بچی کا رشتہ پہلے مرحلہ میں جب ہونا ہے، لوگ بات کرنے کے لئے آتے ہیں یونہی ابتدائی مرحلے میں انکار کردیتے ہیں تو بچی عیب دار قرار پاتی ہے۔ معاشرہ ہمارا ایسا بھی ہوگیا ہے کہ کسی کے رشتہ کو لڑکی کے رشتہ کہئے لوگ گئے اور خدانخواستہ کسی وجہ سے وہاں شادی نہیں ہوسکی، اس کے نتیجہ میں بھی بچی عیب دار بن جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ وہ لڑکی یا وہ عورت جس پر طلاق کا دھبہ لگ چکا ہو بہت کم لوگ ہمارے معاشرہ میں اس کو دوبارہ قبول کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں، اس لئے بہر حال ابھی تو گفتگو ہو رہی ہے جو فیصلہ ہوگا اس میں اس کو ملحوظ رکھا جائے گا۔

ایک بات پھر سے عرض ہے کہ ابتدائی مرحلہ میں کسی کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ یہ شخص شرابی یا نشے کا عادی ہے تو آپ مفتیان کرام ہیں، آپ ہی فرمائیں کوئی اپنی لڑکی دینے کے

لئے تیار ہوگا؟

مگر آج کل سب کچھ ہوتا ہے، مرد کے لئے کوئی پریشانی نہیں ہے، بہت سی صورتیں موجود ہیں، لڑکی والے کن کن بنیادوں پر رشتہ کر دیتے ہیں یہ لڑکی والے سے پوچھا جاسکتا ہے، سب ہوتا ہے۔

مولانا ریاض احمد

ابھی اس سے پہلے یہ عرض کیا گیا کہ طلاق سکران کے عدم وقوع کی علت عورت سے رفع حرج ہے اور اسی کو بنیاد بنا کر یہ بات کہی گئی میں اس کی تائید کے لئے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ طلاق سکران کے عدم وقوع کے سلسلہ میں عورت سے رفع حرج یہ ایک جزوی امر ہے، ورنہ اس کی بنیادی وجوہات دوسرے ہیں، ان میں سے پہلی اور بنیادی وجہ یہی ہے کہ جملہ افعال کی صحت کے لئے عقل سلیم شرط ہے اور سکران ان دونوں سے عاری ہوتا ہے، اسی بنیاد پر اس کی طلاق یا اس کے دیگر تصرفات نافذ نہیں ہوتے، چنانچہ نص اور اجماع دونوں سے ہی ثابت ہے کہ سکران کی عبادت صحیح نہیں اور اس کی علت خود قرآن کے بیان کے مطابق اس کا اپنی کہی ہوئی بات کا عدم شعور ہے اور جس شخص کی عدم عقل کے باعث عبادت باطل ہو اس کے دوسرے عقود بدرجہ اولی باطل ہوں گے، لیکن اس کے خلاف نہیں ہوتا، اسی بنیاد پر تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی جس کی عقل بغیر نشہ مثلاً جنون، بیہوشی اور نیند یا ایسے نشہ کے ذریعہ زائل ہوگئی ہو جو کسی مباح شی کے استعمال سے پیدا ہوا ہو یا اس چیز کے استعمال میں وہ معذور ہو، مثلاً ایسا مشروب استعمال کر لیا جس کے نشہ آور ہونے کا اسے علم نہیں تھا یا اسے شراب نوشی پر مجبور کر دیا گیا تو صرف یہ صورتیں متفق علیہ ہیں، مختلف فیہ صورت صرف یہی ہے کہ وہ بغیر کسی شرعی عذر کے کسی حرام شی کا استعمال کرلے اور اس کی وجہ سے اس کو نشہ پیدا ہو اس میں اختلاف کیا گیا

ہے۔سوال یہ ہے کہ جس طرح سے مباح شی کے استعمال سے یا اس استعمال سے جس میں وہ معذور ہو اس کی عقل زائل ہوتی ہے، اسی طرح حرام شی کے استعمال سے اس کی عقل زائل ہوتی ہے اور مباح شی کے استعمال پر اس کی طلاق کے عدم وقوع کی جو علت فقہاء نے ذکر کی ہے وہ یہی کہ اس کو عقل نہیں ہے، تمیز نہیں ہے، اس لئے واقع نہیں، اب یہاں پر بھی اس کی عقل وتمیز سلب ہو چکی ہے۔

ایک چیز اور یہ بات جو کہی گئی کہ سکران اگر کوئی جرم کرلے تو اس صورت میں وہ مستحق عقاب ہوتا ہے، میں اس کے تعلق سے یہ کہنا چاہوں گا کہ سکران اپنے اسی جرم پر مستحق عقاب ہوتا ہے جن سے اجتناب کا بحالت تکلیف وہ مکلّف تھا، شراب پینے سے پہلے جن جرائم کے اجتناب کا وہ مکلّف تھا اس وجہ سے اس میں عموم پیدا کرنا یہ چیز بہر حال درست نہیں۔

نیز ایک تیسری چیز ہے فقہاء نے جو یہ بات کہی ہے کہ اس کی سزا کے طور پر یہ ہے کہ اس کی طلاق نافذ کردی جائے تو یہ بات تو بہت ہی بدیہی ہے کہ شراب نوشی یہ ایک ایسا جرم ہے جس کی سزا شریعت میں متعین ہے اور نصوص کی صراحت کے مطابق یہ سزا انفاذ طلاق اور زوجین کے درمیان تفریق کے لئے قطعاً رکھی ہی نہیں ہے۔ پورے کتاب وسنت کے ذخیرے میں اس طرح کی کوئی مثال فراہم نہیں ہوسکتی ہے دوسری بات یہ کہ عرض میں بہت سے مقالہ نگاروں کے حوالہ سے یہ بات کہی گئی کہ حضرت علیؓ طلاق سکران کے وقوع کے قائل تھے، میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حضرت علیؓ کا وہ کونسا اثر ہے جس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے، ان کا ایک اثر جسے امام بخاریؒ نے صحیح میں تعلیقاً ذکر کیا ہے، اور اسی کو امام بغویؒ نے مرسلاً بیان کیا ہے وہ اثر ہے: ''كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه'' یہ اثر ہے اگر اس سے استدلال ہے لفظ معتوہ سے تو بہر حال یہ استدلال بھی درست نہیں ہے، اس لئے کہ معتوہ کو مغلوب علی عقلہ کہا جاتا ہے اور سکران بھی مغلوب ہوتا ہے اپنی عقل پر، لہذا جو لوگ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت علیؓ اس

کے وقوع کے قائل تھے وہ اس کی وضاحت کریں۔

ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين۔

طلاق سکران کے مسئلہ پر ناچیز کی رائے اکثریت کے ساتھ ہے، لیکن ایک خلش میرے ذہن میں رہی جس کو میں اس مجمع کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اگر شوہر اور عورت کے درمیان اس بات پر اختلاف ہو کہ کس مسئلہ کو مانیں تو کیا ہم بیوی کو اختیار دیں اس کا کہ وہ مثلاً یہ مانیں کہ طلاق واقع ہوگئی، اس کو قبول کرلے؟ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ شوہر کے سلسلہ میں بھی واقع نہیں ہوئی، دوسری یہ کہ اگر تعزیر ہی مقصود ہے تو کیا بیوی کو اس بات کا اختیار دیا جائے کہ اگر وہ سمجھتی ہے کہ علاحدگی سے اس کی تعزیر ہوگی تو وہ علاحدگی اختیار کرے، الگ ہو جائے، اس کو اختیار دیا جائے، یا اگر وہ ساتھ رہنا چاہتی ہے تو اس کے ساتھ رہ سکے، یہ دو باتیں تھی۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میرے نزدیک طلاق سکران کے عدم وقوع کے دلائل روایت اور درایت دونوں ہی پہلوؤں سے زیادہ قریب ہیں، بمقابلہ وقوع کے، جہاں تک روایت کا سوال ہے تو ''مغنی'' کے حوالہ سے وہ بات آچکی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ، من حدیث علی رضی اللہ عنہ ہے تو روایت کے پہلو سے تو اس کو تقویت حاصل ہوتی ہے، دوسرے نصوص کے لحاظ سے بھی وہ بات آ بھی چکی ہے کہ جب قرآن شریف میں یہ کہا گیا ہے کہ "يأيها الذين آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون" (سورہ نساء: ۴۳)، تو سوال یہ ہے کہ جب حالت سکر میں نماز ادا نہیں ہوتی ہے تو طلاق کیسے واقع ہو سکتی ہے؟ دوسری بات جو حدیث سے ثابت ہے حضرت ماعز اسلمی اور غامدیہ کے واقعہ میں وہ بہت ہی معنی خیز ہے، اس

مسئلہ کی تفہیم میں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ بھائی دیکھو کہ ان کے منہ سے شراب کی بو آرہی ہے، اس کا مطلب یہ تھا کہ شراب کی بو کا آنا اس بات کے لئے معلوم کرنا ہے کہ ان کو اس حد سے مستثنیٰ قرار دیا جائے، گویا وہ اس وقت حکم شرعی کے مکلّف قرار نہیں پائے تو اور جن نصوص میں یہ کہا گیا ہے **الطلاق مرتان، یا یہ کہ "فإمساک بمعروف أو تسریح بإحسان"** (سورہ بقرہ:۲۲۹) وہ عام حالات کے لئے ہے، ان دلائل کی روشنی میں اس عام کو خاص کیا جانا چاہئے۔

دوسری بات یہ کہ سوال اس بات کا ہے کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں "أوفق بالمصلحۃ" رائے کیا ہے؟ اور اس سلسلہ میں حضرات علماء کرام کو اور بیجنل رائے بنانے کی زیادہ فکر ہونی چاہئے، بمقابلہ اس کے کہ ہمارے بزرگوں کی رائے سے استفادہ ضرور ہونا چاہئے، لیکن اس پر انحصار نہیں ہونا چاہئے، میرے نزدیک ہندوستان کے موجودہ حالات میں مصلحت اس کی متقاضی ہے کہ عدم وقوع کی رائے دی جائے، اور یہ دو وجہوں سے ایک تو یہ کہ جیسا کہ خود مولانا اسعدی صاحب نے فرمایا ہے کہ بہر حال معاشرہ کی گراوٹ کے تحت شراب نوشی کا استعمال بڑھا ہے اور نوجوان طبقہ میں بھی خاصا اس کا اثر ہو گیا اور خوشحال طبقہ میں بھی اس کا اثر ہو گیا ہے، اب دو ضرر ہے ایک یہ کہ طلاق واقع ہو جائے اور بیوی یا اس کی شادی کا مسئلہ کھڑا ہو جائے اور شادی کے مسئلہ کے بارے میں بار بار کہا جا رہا ہے، لیکن اس سے بڑا مسئلہ بچوں کا ہے اور مسلمانوں کے جو بچے جرائم اطفال کا شکار ہو رہے ہیں بچہ مزدوری کر رہے ہیں اور وہ مختلف نشہ کی عادتوں میں ملوث ہو رہے ہیں قلی کا کام کر رہے ہیں ہم سب اس سلسلہ میں میڈیا سے واقف ہیں ان کو اس کا اندازہ ہے تو اس بنا پر ضرر کا پہلو بہت ہی غالب ہے تو سوال عورت کے صرف مفاد کا نہیں ہے، بلکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کے معاشرت کا سوال ہے، ان کے بچوں کے مستقبل کا سوال ہے، میرا ذاتی تجربہ ہے علی گڈھ کے اندر ہندوستان میں پندرہ کروڑ لوگ جھگیوں میں رہتے ہیں، چھوٹے مکانوں میں رہتے ہیں جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے سب لوگ جانتے ہیں، ذاتی

طور پر مجھ کو یہ بات معلوم ہے کہ صرف علی گڈھ میں بہار کا غریب طبقہ جو رکشہ وغیرہ چلاتا ہے جھگیوں میں رہتا ہے اس جاڑے کے موسم میں وہ سردی سے بچنے کے لئے شراب پیتا ہے اپنی غربت کی وجہ سے زمین پر سوتا ہے، اوراس کی سردی سے بچنے کے لئے شراب پیتا ہے، یہ میری ذاتی معلومات ہے، اب دوسوال یا تو وہ شرابی شخص جس نے شراب پی کر اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، اس کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ وہ شرابی بھی ہے اور اسی حالت میں اپنے بچوں کی پرورش اور کفالت بھی کررہا ہے، اگر ہم طلاق کو واقع قرار دیں تو اس کا جو حال ہے جیسا رہے گا ویسے ہی رہے گا یا بہتر یہی ہوسکتا ہے کہ طلاق نافذ نہ ہو، کیونکہ اس کے نتیجہ میں جو بیوی بے سہارا ہوتی ہے اس سے بڑھ کر بچے بے سہارا ہورہے ہیں، ہمارے حضرات علماء کرام کو اس بات پر بہت سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ جرائم اطفال اس وقت ہندوستان میں بہت سنگین مسئلہ ہے او راس میں ہمارا اثر بہت زیادہ ہے تو عدم وقوع کی دلیل اس مصلحت کو بھی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے کہ مسلمان معاشرہ خواتین کے بے سہارا اوران کے محروم ہونے کے ساتھ ساتھ بچوں کو جرائم اطفال سے بچایا جائے، اس کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ شراب نوشی کی تمام برائیوں کے اعتراف کے باوجود اس طلاق کے عدم وقوع کا فتوی متفقہ دیا جانا چاہئے۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ

نشہ کی حالت میں طلاق کی بابت اوسط کا جوسوال تھا اس میں کچھ حضرات نے وضاحت کی ہے اور بعض حضرات نے تحریریں بھی بھیجی ہیں، اس میں جن حضرات کی گفتگو سامنے آئی ہے اس میں اور بعض مقالہ نگار حضرات نے اس پہلو کو لیا بھی ہے کہ اس میں بعض قبائل، بعض آبادیوں اور بعض مقامات میں اوسط جیسے ابھی مولانا سلطان احمد صاحب نے فرمایا اس قسم کے لوگ اوراس طرح بعض خاص علاقوں میں چلتے پھرتے بھی ہمارا گذر ہوتا ہے تو ہم وہاں کھلے عام

یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہاں شراب نوشی کا اوسط زیادہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے نتیجہ میں یہ مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں اور یہ جو بات بار بار آرہی ہے کہ ہمارے ماحول ومعاشرے کے جو حالات ہیں اس کے پس منظر میں یہ سوال ہے اس میں ظاہر ہے کہ صرف یہ بات ملحوظ نہیں ہے اور نہ ہی رہنی چاہئے کہ جس عورت کو طلاق ہوجاتی ہے دوبارہ اس کا رشتہ نہیں ہوتا، مسئلہ صرف اس کی ذات تک نہیں رہتا آج کل خاص طور سے جب رشتہ ختم ہوجاتا ہے تو مکمل دو گھرانے ٹوٹ جاتے ہیں اور عورت اور اس کے ساتھ بچے اور بکثرت ایسا ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ لحاظ بھی نہیں ہوتا ہے کہ بچے ہیں کیا ہیں اور طلاق ہوجانے کے بعد پھر نہ تو باپ اور نہ اس کے گھر والے مرد کے ان بچوں کی ذمہ داری اوڑھنے کو — حالانکہ شرعاً ان پر ذمہ داری ہوتی ہے — تیار ہوتے ہیں، تو بات صرف عورت کی تنہا نہیں ہے کہ اس کا رشتہ نہیں ہوگا اس کے پیش نظر یہ سوال ہے، بلکہ اس کے ساتھ جو اور سارے مسائل ہیں بچوں وغیرہ کے جن کی وجہ سے لوگ اس قسم کے بہانے تلاش کرتے ہیں یا سہارے لیتے ہیں بعد میں طلاق دے دی اور پھر اس کے بعد احساس ہورہا ہے یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ابھی جو گفتگو ہورہی ہے اس کا موضوع ہے طلاق سکران، یعنی نشہ کی حالت میں طلاق کا واقع ہونا اور بتایا گیا کہ اس کا اوسط مختلف دار الافتاء اور مفتیان حضرات کے یہاں ایک فی صد یا دو فیصد ہے، طلاق کے ضرر کا جہاں تک تعلق ہے جس سے عورت یا اس کے بچوں کو پہنچتا ہے تو فی نفسہ طلاق کی کثرت یا بیجا طلاق ہمارے معاشرہ میں کن وجوہ کی بنیاد پر زیادہ ہیں اس کو دیکھنا چاہئے، غصہ میں طلاق دی جاتی ہے، تلک اور جہیز نہ ملنے کی وجہ سے طلاق دی جاتی ہے، دوسری شادی کرنے کے لئے پہلی بیوی کو طلاق دی جاتی ہے، میرا

خیال ہے کہ اگر دیکھا جائے مختلف دارالافتاء میں تو جس کا فیصد زیادہ نکلے گا، جہاں تک طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کی بات ہے سب سے پہلے مسئلہ یہ ہے کہ دارالافتاء میں عملی شکل کیا ہے ایک شخص دور دراز سے لکھتا ہے کہ میں نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیا یا کوئی دوسرا لکھتا ہے کہ خالد نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیا ایک دو تین جو بھی طلاق واقع ہوئی یا نہیں، تو جن مفتی حضرات نے یا لکھنے والے نے مقالہ نگار حضرات نے کہا کہ سکر ایسا ہو کہ جس میں ہوش وحواس زائل ہو جائے اس کی تحقیق کی کیا شکل ہوگی مفتی تو لکھتا ہے بصحت سوال بصحت سوال یہ میرا جواب ہے اور آپ کہیں کہ اگر اس کو عدم وقوع کا فتوی مل گیا کہ تم نے اگر نشہ کی حالت میں طلاق دیا ہے تو واقع نہیں ہوئی تو بشرط صحت سوال کو تو کوئی نہیں پڑھے گا وہاں وہ دکھلائے گا لوگوں کو کہ دیکھئے میرے پاس فتوی آ گیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی اور وہ جھگڑے کا سبب بنے گا، گاؤں میں کہ تو نے تو نشہ کی حالت میں دی نہیں ہے اس کو بہانہ بنایا ہے، ہم نے تجھ کو نشہ کی حالت میں دیکھا نہیں، اگر لوگوں کے سامنے اس نے طلاق دی ہے، تو اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ مفتیان کرام جو اس ابتلاء میں آئیں گے جن کے پاس سوالات آئیں وہ اس کی تحقیق کریں کہ واقعی اس کی عقل زائل ہوگئی تھی یا نہیں، جیسا کہ غضب مفرط میں ہوتا ہے، آپ غضب مفرط کا مسئلہ مطالعہ کیجئے، ایسا غصہ جس میں اس کو یہ ہوش نہ رہے کہ میں کیا بول رہا ہوں اور نہ وہ پہچان سکے لوگوں کو، اگر کوئی ثابت ہو جائے یہ بات قاضی کے نزدیک یا مفتی کے نزدیک تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، اسی طریقہ سے سکر کی حالت میں اگر سکر اس درجہ کا ہے کہ وہ ماں باپ بہن بھائی کو بھی نہیں پہچانتا جو بولتا ہے اس کا ہوش نہیں رہتا.... جبھی طلاق واقع ہو سکتی ہے، عام مسئلہ اگر اس کو بنا دیجئے گا کہ طلاق سکران واقع نہیں ہوتی ہے تو لوگ طلاق دیں گے اور جب ان کو جھنجھوڑا جائے گا کہ تم نے غلط کیا یہ کیا تو پھر آ کر کہیں گے کہ صاحب ہم نے تو نشہ کی حالت میں طلاق دے دیا تھا، یہ ہمارے یہاں دارالافتاء میں اکثر ہوتا ہے، طلاق

کے بارے میں کہتے ہیں کہ نشہ کی حالت میں دیا جب تحقیق کی جاتی ہے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نشہ کی حالت میں نہیں دیا، بلکہ عام حالات میں دی ہے، اس لئے اس پر کافی احتیاط کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔

بلاشبہ جن فقہاء کی تصریحات آپ کے سامنے آئیں مولانا مفتی جنید عالم صاحب نے خصوصیت کے ساتھ جو سکر کی تعریف کی ہے اور شرط لگائی ہے وہ خود ہی مفتی ہیں وہ بتائیں کہ تحقیق کی شکل کیا ہوگی دارالافتاء اس کی تحقیق کرے گا یا مسئلہ قضاء میں جائے گا، تحقیق کا فرض انجام دینا قاضی کا کام ہے، ایک شخص دعوی کرتا ہے کہ میں نے شراب پی اور شراب پینے کے بعد مجھ پر اتنا زیادہ نشہ آیا کہ میں سمجھ نہیں پایا اور میں نے طلاق دے دی، جناب یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں تو اس کا دعوی ثابت کیسے ہوگا کہ اس نے شراب پی یا نہیں پی، پینے کے بعد اس کو نشہ آیا یا نہیں آیا حلال اور حرام کا مسئلہ پیدا ہوگا اس کی تحقیق ضروری ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ موجودہ حالات کی جو بات کہی جاتی ہے اس کی وجہ سے مسائل نہیں بدل سکتے، مسائل میں آپ تسہیل کر سکتے ہیں، شکل نکال سکتے ہیں، ورنہ تو میں نے بتلا دیا آپ کو کہ طلاق سکران کے مقابلہ میں بیجا بے وجہ طلاق، غصہ میں طلاق اور جہیز نہ ملنے کی وجہ سے طلاق اور دوسری شادی کرنے کے لئے طلاق، ساس سسر سے لڑائی اور سالے سے جھگڑے کی بنیاد پر طلاق اس کا اوسط زیادہ ہے طلاق سکران کے مقابلہ میں، اس لئے طلاق سکران میں عام فتوی نہیں دینا چاہئے کہ طلاق سکران واقع ہوتی ہی نہیں ہے، بلکہ اس بنیاد پر کہ اگر سکر ثابت ہو جائے مفتی کے نزدیک یا مفتی اس مسئلہ کو قاضی کے پاس بھیج دے اور عند القضاء اگر ثابت ہو جائے تب وہ طلاق واقع نہیں ہوگی ورنہ طلاق واقع ہوگی۔

مولانا عتیق احمد بستوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، طلاق سکران کے موضوع پر جو عرض مسئلہ پیش ہوا اس میں دلائل

کا بڑی حد تک احاطہ کرلیا گیا ہے، یہ بات کہی گئی تھی مسئلہ اس کا نہیں ہے کہ ہم کس قول کو دلیل کے ضعیف ہونے کی بنیاد پر چھوڑیں یعنی طلاق سکران کے بارے میں کوئی آیت صراحتاً موجود نہیں ہے، استنباط کرنا الگ مسئلہ ہے کہ کسی آیت سے استنباط ہم کریں، اور نہ کوئی حدیث مرفوع ہے، اگر حدیث مرفوع کوئی ہوتو اسے آپ بیان کریں، حدیث مرفوع بھی نہیں ہے، جہاں تک میرا اپنا مطالعہ ہے، اور رہی بات صحابہ کرام کے اقوال کی تو صحابۂ کرام کے اقوال مختلف ہیں، اور آثار دونوں طرف ہیں، بلکہ اگر آپ آثار کو دیکھیں گے صحت سند کے اعتبار سے تو عدم وقوع کے جو آثار ہیں وہ زیادہ صحیح ہیں، یعنی سند کی بنیاد پر، باقی ثابت دونوں ہیں، دونوں طرح کے آثار موجود ہیں، اس سلسلہ میں جو گفتگو ہم لوگ کررہے ہیں اور مزید کریں گے، اس میں یہ یاد رکھنا ہے کہ یہ دونوں مسالک شروع سے صحابہ کرام کے دور سے چلے آرہے ہیں اور دونوں قابل احترام مسالک ہیں اور دونوں کے پاس دلائل ہیں، ان دلائل میں مناقشہ اور اس پر گفتگو، پھر ترجیح یہ ہمارا مقصد نہیں ہے، سوال کا بنیادی نقطہ اور مرکز یہ ہے کہ جو مسئلہ کتاب اللہ سے ثابت نہیں ہے، اس کے بارے میں حدیث مرفوع موجود نہیں ہے اور آثار صحابہ مختلف ہیں، ائمہ مجتہدین کے درمیان دونوں رائیں پائی جاتی ہیں، تو اس صورتحال میں اگر ہندوستان کے موجودہ حالات میں واقعی یہ ضرورت ہے اور صحیح بھی ہے طلاق سکران کو واقع مان لینے کی بنیاد پر تو کیا ہم دوسری رائے کو اختیار کرسکتے ہیں؟ بات وہیں پہنچتی ہے کہ ہمارے فقہ اکیڈمی میں جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ مختلف علوم کے ماہرین سے مدد لیجاتی ہے، یہاں ضرورت تھی کہ یہاں سماجیات کے ماہرین بھی ہوں، کچھ تجزیہ نگار بھی ہوں، جنھوں نے اعداد وشمار جمع کئے ہوں، یعنی مختلف علاقوں میں نشہ کی بنیاد پر طلاق کی شرح کیا ہے؟ اس کا کوئی تجزیہ میرے خیال میں اب تک ہمارے پاس نہیں آیا ہے اور تجربات مختلف، لوگ بیان کررہے ہیں، کہیں دو فیصد کی بات کہیں زیادہ کی بات، کہیں کم کی بات، لیکن

ایک بات بہت صاف ہے کہ ہمارے جن حضرات فقہاء نے اور جمہور فقہاء نے نشہ والی طلاق کو واقع قرار دیا ہے، اس کی تفصیلات کو جب آپ پڑھیں گے تو یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس کو واقع ہونے کی جو بنیاد ہے وہ اصلاً شوہر کو تعزیر کرنا ہے کہ اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، معصیت کا ارتکاب کیا ہے اور معصیت کے ارتکاب کی بنیاد پر اس کی عقل زائل ہوگئی، لہذا اس کو عاقل کے حکم میں مان کر اس کی طلاق کو واقع مانا جاتا ہے، اسی لئے اگر جائز چیز کے استعمال سے نشہ ہوگیا یا نشہ آور چیز کے استعمال پر مجبور کیا گیا، اکراہ کیا گیا یا اسے علم نہیں ہے کہ نشہ آور چیز ہے پی گیا بعد میں نشہ آ گیا، ان ساری شکلوں میں اتفاق ہے کہ اس حالت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، اس طلاق میں نکتہ کیا ہے کہ جب جان بوجھ کر ایک نشہ آور چیز کا استعمال اس نے کیا، یعنی اس نے گناہ کا ارتکاب کیا اور اس کے نتیجہ میں اس پر نشہ طاری ہوگیا تو اس صورت میں اگر وہ طلاق دیتا ہے تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں اس پر غور کرنا ہے پھر دوبارہ آپ حضرات سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ جو حضرات اصحاب افتاء ہیں خاص طور پر جو مختلف علاقوں میں کام کیا ہے یا افتاء کا کر رہے ہیں، ایک تو وہ طلاقوں کی فیصد کی وضاحت کریں کہ کیا صورت حال ہے، اگر مسلمانوں میں الحمد للہ نشہ بالکل نہیں ہے یا ایک فیصد سے بھی کم ہے یہ خوشی کی بات ہے، لیکن اس کے لئے تجزیہ کی ضرورت ہے، اعداد و شمار کی ضرورت ہے۔

ایک بات مجھے عرض کرنی ہے کہ طلاق سکران کے تعلق سے اگر ہم اس کو اختیار کرتے ہیں کہ نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی تو اس میں جو مسائل پیدا ہوتے ہیں جس کا ذکر بعض حضرات نے کیا ہے لوگ غلط بیانی کریں گے اور فوراً جب طلاق کا مسئلہ پیش آئے گا اس سے کچھ کہا جائے گا وہ کہے گا کہ اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی، اس سلسلہ میں ہمیں عرض کرنا ہے کہ اگر غلط بیانی ہی کرنے کا ارادہ ہے، اس کے دل میں خدا کا خوف نہیں اور اللہ کے یہاں جوابدہی کا احساس نہیں ہے تو ایسے بہت سے واقعات ہوتے ہیں ہوسکتا ہے کہ وہ چھپا جاتا ہے کہ

میں نے طلاق دی ہے اس نے طلاق دی ہے، لیکن انکار کر جاتا ہے، کثرت سے ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں، مفتی کا کام تو یہ ہے کہ اس کا معاملہ دیانت کے اوپر ہے، ایک آدمی آتا ہے سوال کرتا ہے یا سوال بھیجتا ہے، تو اگر وہ آپ کے پاس آرہا ہے تو جتنا بھی آپ جھنجھوڑ سکیں کہ بھئی تم اللہ کے یہاں جوابدہ ہوگے جو صحیح صورت حال ہے وہ بیان کرو، وہ صحیح صورت حال بیان کرے گا اس کی روشنی میں آپ کوئی فیصلہ کریں گے، کوئی فتوی دیں گے، تو مفتی بہر حال اگر تحقیق کرنے کی پوزیشن میں ہے مستفتی سے، تو زیادہ بہتر صورت ہے اور اگر بذریعہ تحریر استفتاء آرہا ہے بالکل گول مول سی بات ہے تو وضاحت طلب کر سکتے ہیں، چاہے تو لکھ کر بھیج دیں کہ اس کی وضاحت کی جائے، بہر حال یہ ایک الگ مسئلہ ہوا کہ اس کی تحقیق کیسے ہوگی اس کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے گی، لیکن یہ مرحلہ بعد کا ہے، پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ کیا واقعی صورت حال ایسی ہے کیا واقعی نشہ کی طلاق کی شرح اچھی خاصی ہے جس کی بنیاد پر اس مسئلہ کے بارے میں ہم غور کریں؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ نشہ کی طلاق کے واقع ہونے کی بات جو ہمارے فقہاء نے فرمائی ہے وہ تعزیر کے طور پر ہے اور اس کا انکار مشکل ہوگا کہ آج کل کے حالات میں عام طور پر طلاق بجائے شوہر کے لئے سزا ہونے کے عورت کے لئے سزا بن رہی ہے، شاذ و نادر واقعات ہیں کہ طلاق شوہر کے لئے تعزیر اور سزا بن رہی ہو، لیکن عام حالات میں طلاق کے جو واقعات ہوتے ہیں اور طلاق کے بعد مشکلات زیادہ پیدا ہوتی ہیں عورتوں کے لئے اور بچوں کے لئے اور عورت کے ذمہ داروں کے لئے سزا ہو جاتی ہے، اس سے شاید آپ حضرات اتفاق کریں گے، ہاں کچھ ایسے واقعات بھی ہیں جہاں ہوسکتا ہے کہ شوہر کے لئے بھی تعزیر بن جائے، بہر حال ان خاص نقاط پر ہمیں بحث کو جاری رکھنا ہے، اس سلسلہ میں ایک بات اور میں عرض کردوں کہ مسلم پرسنل لا بورڈ میں نکاح وطلاق کے مسائل کے بارے میں بورڈ کی طرف سے کچھ علماء مقرر ہوئے تھے جنھوں نے بڑی محنت سے اور بڑا وقت لگا کر کے بڑی جانفشانی کے ساتھ،

عرق ریزی کے ساتھ دفعہ وار ایک مسودہ تیار کیا، اس میں بھی یہ مسئلہ بہرحال زیر بحث آیا ہے اور کئی رائے اختیار کی گئی ہے، یہ ہمارے لئے خوشی کی بات ہے، مسلم پرسنل لا بورڈ مولانا برہان الدین صاحب اس کے ایک اہم رکن تھے وہ یہاں موجود ہیں، مولانا نے اس میں محنت کی ہے، کافی وقت لگایا ہے مولانا وضاحت فرمائیں گے اس سے ہم کو روشنی ملے گی اور باقی حضرات جو کسی مسئلہ کے بارے میں گفتگو کرنا چاہیں پہلے اس کا فیصلہ کر دیا جائے طلاق ہوگی یا نہیں ہوگی لیکن جو غصہ اور جھگڑے میں طلاق ہوتی ہے وہ نوے، بانوے فیصد ہے تو وہ زیادہ ہمارے لئے مضر ہے اور نقصان دہ ہے، مولانا نظام الدین صاحب دامت برکاتہم کی بصیرت افروز بات کے ساتھ میں جو اشکال مولانا نے پیش کیا ہے وہ اور مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب کی وہ بات کہ جب تک دو آدمی شاہد نہ بنے جب تک علماء دستخط نہ کریں تب تک طلاق ہونا ہی نہیں چاہئے، شاید وہ ایک دم طلاق کے مسئلہ کو بالکل مقید کر دے گا۔

اس کے علاوہ میری ایک خصوصی عرض یہ ہے کہ اگر اس موقر مجلس میں طلاق کے عدم وقوع کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو عوام میں علماء میں نہیں، عوام میں خصوصاً علماء کے احترام حق کا شدید خطرہ ہوگا، اس لئے کہ علماء ہند میں خصوصاً اپنے اکابرین میں کسی کی رائے آج تک وقوع کے خلاف میری نظروں میں اور میری معلومات میں نہیں ہے، بہت سارے لوگوں کو جنہوں نے ابھی کل تک یہ فتوی دیا گیا ہے کہ تمہاری بیوی تمہارے لئے حرام ہے، انہیں آج کی تاریخ میں عوام کی نظر میں یہ بات آئے گی کہ اب عالموں نے جائز کر دیا ہے اور حلال کر دیا ہے، کل تک جو خاتون حرام تھی آج سے وہ ہمارے لئے جائز اور حلال ہوگی، اس طرح سے شریعت کا عوامی سطح پر ایک بے وزن ہونے اور مذاق بننے کا خطرہ ہوگا، اس کی عزت، بلکہ پورے دین پر فرق آسکتا ہے، اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ علماء کے مفتی بہ اقوال سے جو پورے ہندوستان کا مسئلہ ہے، تمام اکابرین کا مسئلہ ہے اس سے انحراف کی نہ ضرورت ہے، نہ تقاضا ہے، بلکہ اور بھی دوسرے خطرات اور

حرجات ہیں اس کا خیال کیا جائے۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ

مفتی نے جو باتیں فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ بات فرمائی ہے کہ طلاق کے واقع ہونے کے لئے دو گواہوں کی شرط لگادی جائے تو مسئلہ بہت ہی آسان ہوجائے گا، اسی طرح دوسرے لوگوں نے بھی اس قسم کی اور باتیں کہی ہیں، سوال یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں اس حد تک ہم آمادہ نہیں ہیں کہ بھائی جواز کا جو قول ہے اس کو اختیار ہم کریں تو پھر اس طرح کے اقوال جن کو شاذ بھی کہنا مشکل ہے ان کا ذکر کرنا اس مجمع میں شاید مناسب بات نہیں ہے۔

مولانا محفوظ الرحمٰن شاہین جمالی

مجھے ایک بات یہ کہنی ہے کہ صبح کی نشست میں حضرت قاضی صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ ہمیں مسئلہ پر اس طرح غور کرنا چاہئے کہ آج متجددین اور مغرب زدہ ذہن جو ہے ہمارے خلاف جو کچھ کہتا ہے اس میں یہ بات خاص طور سے شامل ہے کہ مغرب کا ذہن اسلام کے نظام طلاق کو قبول نہیں کرتا ہے، وہ اعتراض کرتا ہے کہ مسلمانوں کے یہاں یہ کیا طریقہ ہے کہ طلاق طلاق کہہ دیا اور طلاق ہوگئی اور خاندان بگڑ گیا، وہ چاہتے ہیں کہ طلاق کا نظام ہی مرتفع ہوجائے تو کیا ہم لوگ دراصل متجددین کے لئے آلۂ کار تو نہیں بن رہے ہیں اس مسئلہ میں عدم وقوع کا قول کرکے۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ

بہر حال یہ مولانا شاہین جمالی صاحب کی بات ہے، مجھے ایک بات عرض کرنی ہے میں سمجھتا ہوں، مسئلہ یہ ہے کہ جیسا کہ ہمارے عثمان غنی صاحب جو مفتی بھی ہیں انہوں نے سکر کی جب یہ مسئلہ آیا کہ اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی تو تحقیق کی، تحقیق کے بارے میں جب یہ

پتہ چل گیا کہ واقعی اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی ہے، جیسے دس مسئلہ میں ایک مسئلہ ایسا ثابت ہو گیا تو انہوں نے عدم وقوع کا حکم دیا اور پورے تحقیقی حوالہ سے اس کا جواب دیا، اس طرح یہ بات مفتیان کرام پر چھوڑ دیئے کہ ان کے پاس ایسا سکر اگر ثابت ہو جائے جو واقعی وہ معذور ہو چکا تھا اس کی عقل زائل ہو چکی تھی، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ثابت ہونا آسان نہیں ہے، لیکن اگر ثابت ہو جائے اس کے سامنے تو کسی مسئلہ میں وہ عدم وقوع کا حکم دے سکتے ہیں، کتاب وسنت کے حوالہ کے ساتھ اور فقہاء کے اقوال کے ساتھ اور اپنے تحقیق کے ساتھ، لیکن عام طریقے پر جو لوگ آ کر کہیں کہ میں نشہ کی حالت میں طلاق دیا یا کوئی دوسرے لوگ کہیں تو بغیر تحقیق عدم وقوع کا فیصلہ نہیں ہونا چاہئے، بلکہ اگر ایسا کوئی کہے گا تو اگر تحقیق نہ ہو تب بھی وقوع طلاق کا فیصلہ ہوگا۔

بہت سے حضرات کے ہمارے پاس نام ہیں اور انشاء اللہ حتی الامکان ان کو گفتگو کا موقع دیا جائے گا، ابھی جیسا کہ مولانا عتیق احمد صاحب نے فرمایا کہ جو گفتگو کی جائے اس میں سوال کا جو پس منظر ہے جو مقصد ہے اس میں محدود رہنے کی کوشش کی جائے، یعنی اس اعتبار سے تفصیل اور گفتگو دلائل کی بنیاد پر نہیں، بلکہ سوال اس بات کا ہے کہ آپ اپنے اپنے ماحول اور معاشرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ آیا یہ کوئی معاشرہ کی مشکل ہے، اس مشکل کے حل کے لئے یہ قول قوی سے مفتی بہ سے قول ضعیف کی طرف عدول اگر آپ قرار دیں، یہ کوئی مذہب کی بات نہیں خود فقہ حنفی کا قول ہے اور مفتی بہ بھی ہے، یعنی کچھ حضرات کے نزدیک سہی، آیا جو حضرات گفتگو کرنا چاہتے ہیں ان کی رائے میں یہ مناسب ہے یا نہیں، اس لئے کہ وقت بھی کافی ہو رہا ہے، آپ اور حضرات اس دائرہ اور سوال کے دائرہ میں رہتے ہوئے گفتگو فرمائیں، دلائل کی نسبت سے گفتگو نہ فرمائیں اس میں کافی بات آ چکی ہے۔

مولانا شفیق احمد صاحب مظاہریؒ آسنسول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، دار الافتاء میں آنے والے فتاوی جن کا تعلق سکران سے ہے ان

کی فیصد کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ سکران کے متعلق طلاق کا جو معاملہ آتا ہے اس میں بعض وقت لوگ خود ایسے آتے ہیں جو کہتے ہیں کہ طلاق حالت نشہ میں دی ہے، لیکن کچھ دیر کے بعد جب اس سے ادھر ادھر کی گفتگو کے بعد پوچھا گیا کہ بھائی آپ نے کیا کھایا کیا پیا کیا اس طریقہ سے تو آہستہ آہستہ وہ بھول گیا کہ اس نے نشہ میں کہا تھا اور طلاق دی تھی وہ اپنی ساری باتیں بتاتا ہے کہ میں نے یہ کھایا تھا یہ پیا تھا وغیرہ وغیرہ تو ایک حالت تو یہ ہے، دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ بجائے خود طلاق دینے والے کے ان کے بچے ان کی بیوی آتے ہیں دار القضاء میں اور معاملہ پیش کرتے ہیں روتے ہوئے کہ بھائی اس طرح کا معاملہ ہوا اور رات اس طرح بات ہوئی اور پی کر کے آئے اور مار پیٹ کیا اور گالیاں دیں اور پھر طلاق بھی دیدی، اس طرح کے معاملات عام طور پر آتے رہتے ہیں اور جب اس بات کی تحقیق کی جاتی ہے کہ واقعی اس کا نشہ اس طرح کا نشہ تھا کہ وہ بجائے اپنے گھر کے دروازہ کھٹکھٹانے کے دوسرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا دوسرے نے لاکر اسے گھر پہنچایا اور جب گھر آئے تو وہی گالی گپتا بکنا شروع کیا اور الجھنا شروع کیا اور اسی میں پھر یہ طلاق والی بات بھی آئی تو اس طرح کے معاملات پیش آتے ہیں اور واقعی یہ پریشانی ہو جاتی ہے۔

مولانا ابوبکر قاسمی

مجھے کہنا یہ ہے کہ وقوع طلاق کے سلسلہ میں جو یہ کہا گیا ہے کہ مرد پر تعزیر نہیں ہوتی عورت پر تعزیر ہوتی ہے تو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ مرد کو بھی تعزیراً نکاح ثانی کے جو اخراجات ہوتے ہیں وہ اس سے دلوائے جائیں، چنانچہ حضرت قاضی مجاہد الاسلام صاحب نے اس طرح کا فیصلہ کیا ہے، خود میرے سامنے کئی معاملہ اس طرح کا آیا میرے ذمہ تو اصل فتوی وغیرہ کی ذمہ

داری ہے، لیکن گاؤں میں رہتے ہوئے اس طرح کی نوبت آئی کہ نشہ میں دے دیا میں نے لوگوں سے کہا کہ اس طرح کا اس سے خرچ دلوایا جائے تو ماشاء اللہ لڑکی کی شادی بھی ہوئی اور لوگوں نے اس کا اچھا اثر لیا تو اس لئے مرد پر تعزیراً نکاح ثانی کے اخراجات واجب کئے جائیں، اس پر میرا خیال ہے کہ غور کیا جائے، اور ایک بات مجھے یہ کہنی ہے کہ مولانا عتیق صاحب نے کہا کہ وقوع طلاق کے سلسلہ میں قرآن میں عدم وقوع کے سلسلہ میں اشارہ نہیں ملتا ہے یا صراحت نہیں ہے تو صراحت تو نہیں ہے، لیکن دلائل کی جو ہمارے یہاں قسمیں ہیں عبارۃ النص، دلالۃ النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص، اس پس منظر میں جب ہم دیکھتے ہیں تو اشارۃ النص سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ خمر کے سلسلہ میں جو تین آیت ہے اس میں بالکل جو آخری آیت اس سلسلہ میں نازل ہوئی ہے اس میں خمر کے سلسلہ میں ہے کہ "**إنما يريد الشيطان أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله**" (سورہ مائدہ: ۹۱) یہ موجب بغض وعداوت کیوں ہے؟ دوسرے یہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے درمیانی جو ایک آیت ہے کہ "**لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى**" (سورہ نساء: ۴۳) اس آیت کو پیش کیا ہے تو ان کو یہ بات معلوم ہونا چاہئے کہ نماز کے صحیح ہونے کے لئے نیت شرط ہے۔

مولانا ابوالعاص وحیدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، طلاق سکران کے سلسلہ میں دلائل سے قطع نظر چند معاشرتی مصالح کو سامنے رکھ کر میں کچھ باتیں عرض کر رہا ہوں، پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر طلاق سکران کے عدم وقوع کا فتوی دیا جائے تو اس سے معاشرتی نقصان یہ ہوسکتا ہے کہ شراب نوشی کی ہمت افزائی ہوگی اور دوسری بات یہ ہے کہ ہندوستان کا معاشرہ ایسا تو نہیں ہے جہاں اسلامی حدود کا نفاذ ہوتا ہے، شرابی کو اور کوئی سزا تو نہیں دی جاسکتی یہاں، لہذا اگر سکران کی طلاق کو واقع مان لیا جائے تو

یقیناً ازدواجی زندگی سے محرومی کی وجہ سے اس کی ازدواجی زندگی کا نشیمن اجڑ گیا، لہذا یہ اس کی سزا بھی ہوگی اور ممکن ہے اس خوف سے آئندہ شراب نوشی سے اجتناب بھی کرے گا، اور دوسری بات یہ ہے کہ معاشرتی مصالح کے پیش نظر ہی اگر سکران کی طلاق کو واقع نہ مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی بیوی اور اس کے بچوں کو ہم مجبور کریں گے کہ وہ شرابی کے ساتھ زندگی گزاریں، ظاہری بات ہے کہ شرابی کے ساتھ جو بیوی زندگی گزارے گی جو بچے زندگی گزاریں گے آپ خود غور کرلیں کہ اس بیوی کی تربیت کیا ہوگی، بچوں کی تربیت کیا ہوگی؟ اور بچوں کی اخلاقیات کی جو سطح ہے وہ خراب ہوجائے گی، اس لئے معاشرتی مصالح کے جو تقاضے ہیں میری نظر میں دو تین ان کے پیش نظر طلاق سکران کو واقع ماننا چاہئے۔

اور ایک بات یہ اکیڈمی کی طرف سے پوچھی گئی کہ استفتاء کس طرح کے آتے ہیں تو مجھے بھی دس بارہ سال سے فتاوی لکھنے پڑتے ہیں اور سدھارتھ نگر میں جو مختلف تحصیلیں ہیں اور سدھارتھ نگر وغیرہ سے بھی استفتاء میرے پاس ادھر آئے ہیں ان دس بارہ سال کے عرصے میں اس میں طلاق سکران کا کوئی استفتاء نہیں ہے، ایسے استفتاء تو ضرور آئے ہیں کہ عورت شرابی مرد سے خلع کرانا چاہتی ہے اور اس نے یہ درخواست کی ہے کہ میرا شوہر شرابی ہے فضول خرچی کرتا ہے، یہ ہے وہ ہے بچوں کے حقوق نہیں ادا کرتا، کیونکہ جو شرابی ہوگا وہ بچوں اور بیوی کے حقوق کیسے ادا کرے گا، ہمارے حقوق ادا نہیں کرتا، اس لئے میں خلع کرانا چاہتی ہوں، اس طرح کے استفتاء تو آتے ہیں، لیکن کسی شرابی نے طلاق دی ہو میرے پاس ایسا کوئی استفتاء نہیں آیا ہے۔

مفتی نسیم احمد قاسمیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، طلاق سکران پر یہ گفتگو چل رہی ہے اور اس سلسلہ میں مقالات کا خلاصہ بھی ہمارے سامنے آچکا ہے اور مختلف حضرات نے مناقشے میں حصہ لیتے ہوئے اپنی آراء

کا اظہار کیا ہے، اس سلسلہ میں چند باتیں جو کہیں گئی ہیں ان سے متعلق میں اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں، جن حضرات کے نزدیک سکران کی طلاق میں اصل وقوع ہے، یعنی وہ کہتے ہیں کہ اس کو واقع قرار دیا جائے وہ یہ اصرار کرتے ہیں کہ عدم وقوع کے قول کو نہ مانا جائے، اس لئے کہ خواہ مخواہ عدول ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کا سوچنا غلط ہے، اگر ہم عدم وقوع کی بات کو مانتے ہیں تو یہ بھی فقہ حنفی ہی کا قول ہے اور یہ عدول نہیں اور نہ ہی قول ضعیف یا قول شاذ کو اختیار کرنا ہے، بلکہ فقہ حنفی کے مستند علماء اور خاص طور پر بعض شارحین اور اصحاب متون نے صراحت کیا ہے کہ یہ قول مفتی بہ ہے، اس میں عدول کی صورت نہیں پائی جارہی ہے، بلکہ صرف یہ شکل ہوتی ہے کہ دو اقوال مل رہے ہیں جن میں سے ایک قول کو ہم بر بنائے حاجت وضرورت، سماجی مصالح کے پیش نظر قبول کرتے ہیں، اس لئے عدول کی بات صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح سے مفتی سعید الرحمن صاحب کی طرف سے یہ بات کہی گئی کہ اگر آپ طلاق کے عدم وقوع کی بات کہتے ہیں تو اسی طرح سے آپ کہہ دیجئے کہ اگر وہ قتل کرتا ہے یا اس طرح کے جو دیگر احکام ہیں وہ احکام بھی واقع نہیں ہوں گے، میں سمجھتا ہوں کہ اصحاب علم کو اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہئے، ان تمام کے بارے میں تفصیل ہے اور یہ تفصیل ہماری فقہ کی کتابوں میں موجود ہے، سکران کے سلسلہ میں تین اقوال ہیں میں صرف اختصاراً عرض کر دیتا ہوں کہ ایک قول تو یہ ہے کہ سکران کی طلاق اور اس کے تمام عقود و تصرفات اس کی عبادت صحیح اور درست قرار پائے گی جمہور احناف کا یہی مسلک ہے، چنانچہ امام طحاوی نے اختلاف العلماء میں ذکر کیا "قال أصحابنا طلاق سكران وعقوده وأحكام أفعاله ثابتة كأفعال"..... اور دوسرا جو قول ہے اس میں فرق کیا گیا ہے، طلاق اور دوسرے تصرفات میں، یہ امام سفیان ثوری کی رائے ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ سرے سے عقود ومعاملات اور طلاق کوئی بھی چیز سکران کی واقع نہیں ہوگی، یہ رائے امام ابولیث کی ہے، جہاں تک یہ بات کہی گئی کہ عام طور پر جو لوگ سکران کی طلاق کو واقع

قرار نہیں دیتے ہیں وہ حضرات زجراً کی بات کہتے ہیں کہ اس میں چونکہ شوہر کو سزا اس کی تعزیر ہے، لیکن یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ جن فقہاء نے زجراً کی تعبیر اختیار کی ہے ان حضرات نے طلاق سکران کے عدم وقوع کے لئے اس کے دلیل کے طور پر ذکر نہیں کیا اور نہ علت کے طور پر، بلکہ صرف یہ حکمت کا تذکرہ کیا ہے، نہ کہ دلیل اور علت کا، اس لئے اس کو بہت زیادہ پکڑنے کی ضرورت نہیں اور بعض ہمارے اکابر نے یہ کہا کہ اگر طلاق سکران کے عدم وقوع کی بات کرتے ہیں تو گویا کہ متجددین کے آلۂ کار بننے کی بات ہوگی، میں کہہ رہا ہوں کہ بہت جسارت اور جرأت کی بات ہے، جب ایک مسئلہ میں فقہاء کے دو اقوال ہیں اور صحابہ کے دور میں بھی اس کی نظیریں اور تابعین کے دور میں بھی ہیں اس دور میں بھی ہیں تو اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہئے۔

اس سلسلہ میں میرا اپنا خیال یہ ہے کہ اس وقت قطع نظر دلائل سے، ظاہر ہے کہ دونوں طرف دلائل ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ دلائل کی قوت وضعف کا فیصلہ کرنا بہت آسان کام نہیں ہے اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ ہمارے پاس وہ مبلغ علم نہیں ہے کہ ہم فقہاء کے ان دلائل کے درمیان محاکمہ کرسکیں، بلکہ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ جو سوال میں نکتہ اٹھایا گیا ہے اس کے پیش نظر آیا اس دور میں عدم وقوع کے قول کو اختیار کیا جاسکتا ہے یا نہیں کیا جاسکتا ہے، صحیح بات یہ ہے کہ اگر ہم عدم وقوع کی بات کو اختیار نہیں کرتے ہیں اور وقوع کی طرف جاتے ہیں، جیسے ہمارے مولانا ابوالعاص صاحب نے ابھی یہ کہا کہ وقوع کے سلسلہ میں جو مفاسد پیدا ہوتے ہیں اس سے زیادہ مفاسد پیدا ہوں گے عدم وقوع میں، یعنی عورت کا شرابی کے ساتھ رہنا اور بچوں کی اخلاقی تربیت وغیرہ، لیکن ہمیں اس نقطہ نظر سے بھی سوچنا چاہئے کہ جب ایک آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیدیتا ہے اور وہ مطلقہ ہوجاتی ہے اور یہ نشہ کی حالت میں اس نے طلاق دیا ہے تو جو اس وقت ہمارا ہندوستانی معاشرہ اور سماج ہے اس معاشرہ میں عورتوں کے ساتھ، بچیوں کے ساتھ جو سلوک ہورہا ہے اس میں خاص طور پر مطلقہ عورتوں اور بیوہ خواتین کے ساتھ وہ ہم سب پر عیاں اور روشن ہے، میکہ

والے خدانخواستہ جرائم میں مبتلا ہوجاتے ہیں ایسے بچے دوسری اخلاقی کمزوریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں، بلکہ خود اس عورت کے لئے اپنی عفت وعصمت کی حفاظت ایک اہم ترین مسئلہ بن جاتا ہے، بہت دشواری پیدا ہوتی ہے، نہ باپ قبول کرتے ہیں، نہ سسرال والے، اس سلسلہ میں البتہ یہ بات ضرور قابل تحقیق ہونی چاہئے کہ ہم جب سکر کی بنیاد پر، نشہ کی بنیاد پر عدم وقوع کی بات کریں گے تو اس کی بنیاد کیا ہوگی؟ واقعی اس نے نشہ استعمال کیا تھا نہیں کیا تھا، ظاہر ہے جب ہم حکم لگا رہے ہیں نشہ کی وجہ سے عدم وقوع کا تو نشہ کا وجود بہرحال ضروری ہے اس سلسلہ میں حضرت امیر شریعت کی جو رائے آئی کہ تحقیق مفتی کو کرنی چاہئے کہ واقعی اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی یا نہیں، جہاں پر نظام قضاء ہو وہاں تو آسان کام ہے اور خود امارت شرعیہ کے دار الافتاء میں مفتی جنید صاحب بتائیں گے کہ ایسا ہوتا ہے کہ اس طرح کے مسائل میں شوہر سے پوچھا جاتا ہے اور تحقیق کی جاتی ہے کہ اس نے کیا کیا دو گواہوں کے ذریعہ یا جو بھی شکل ہو، بہت آسان ہے نظام قضاء یا علماء کی جماعت، یا جس آبادی سے استفتاء آیا ہو وہاں علماء سے کہا جائے کہ اس سلسلہ میں ثبوت فراہم کریں اور جب یہ ثابت ہوجائے کہ واقعی اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی ہے تو اس طلاق کے عدم وقوع کا فیصلہ کیا جانا چاہئے۔

مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، ابھی بات آئی ہے کہ وقوع اور عدم وقوع کے دلائل سے قطع نظر معاشرہ میں جو حالات ہیں ان کے اعتبار سے غور کیا جائے، تو میرا خیال یہ ہے کہ معاشرہ میں عورتیں دو قسم کی ہیں، بعض وہ عورتیں ہیں جو شوہر کی ظلم وزیادتی کی شکار ہیں اور علاحدگی کی صورت میں جو مصیبتیں آسکتی ہیں وہ ساری مصیبتیں برداشت کرنے کے لئے وہ تیار ہے، لیکن جس ظلم کی وہ شکار ہے اس ظلم سے وہ نکلنا چاہتی ہے اور مشکل یہ ہے کہ اس پر جو زیادتی ہوتی ہیں،

اس پر جو ظلم ہوتا ہے اس کے لئے اس کے پاس کوئی شہادت نہیں ہوتی ہے، بہت سی باتیں رات کی تنہائی میں پیش آتی ہیں یا شوہر کے گھر یہ باتیں ہوتی ہیں، شوہر کے گھر والے یا اس کے پڑوس والے اس کے گواہ ہوتے ہیں اور وہ عدالت میں آنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں یا نہیں آتے ہیں، تو عورت اپنے ظلم وزیادتی کو ثابت کر کے شوہر سے چھٹکارا حاصل کر سکتی تھی دار القضاء کے ذریعہ، اس کے لئے یہ موقع نہیں ہوتا تو اس کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے دوسری عورتیں بھی ہیں کہ جن کے حقوق شوہر کے شرابی ہونے کے باوجود ادا ہوتے ہیں وہ علاحدگی نہیں چاہتی ہیں تو طلاق کے وقوع کی بابت صرف وہی عورتیں دار الافتاء میں آتی ہیں مسئلہ پوچھنے کے لئے جو علاحدگی نہیں چاہتی ہیں اور ان کو علاحدگی کے بعد پریشانیاں سامنے ہوتی ہیں، لیکن جو عورتیں چھٹکارا چاہتی ہیں شوہر سے ان کو دار الافتاء میں آنے کی ضرورت پیش نہیں آتی ہے، بلکہ ان کو چھٹکارا مل گیا ہے، وہ اپنی دوسری راہ اختیار کرتی ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ بیوہ عورتوں کی شادی کی جو دشواریاں بتائی جارہی ہیں، واقعات کی روشنی میں یہ پوری طرح سے صحیح نہیں ہیں، بہت سے مواقع ایسے ہیں کہ بیوہ، مطلقہ عورتوں کی شادیاں کنواری لڑکی سے پہلے ہو جاتی ہیں، اصل دیکھنا یہ ہے کہ جب معاشرہ میں دونوں قسم کی عورتیں موجود ہیں تو اگر ہم صرف ان عورتوں کی رعایت میں کہ جو مصیبتوں سے دوچار ہونے والی ہیں ہم طلاق کے عدم وقوع کا حکم لگاتے ہیں تو گویا ہم اِن مظلوم عورتوں کو پھر ظلم کی چکی میں پیسنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں جن کو اتفاق سے شوہر کے طلاق کی وجہ سے موقع ان کو مل گیا تھا، ان کو نجات مل چکی تھی، اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے یہ حکم لگایا جائے اور فتوی تو یہی دیا جائے کہ طلاق سکران کی واقع ہوگی، البتہ مستثنیات ہیں، جیسا کہ طلاق غضبان کے سلسلہ میں آتا ہے کہ عام فتوی یہی ہے کہ غصہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوگی، لیکن اگر کسی کا غصہ اس منزل تک پہنچ گیا ہے جو جنون کی حد کو چھونے لگا ہے تو وہاں پر ہمارے مفتی حضرات فتوی دیتے ہی ہیں کہ طلاق واقع نہیں

ہوگی، اس لئے آج بھی یہ حکم دیا جائے کہ طلاق سکران بھی واقع ہوگی، البتہ جزئی طور پر اگر کوئی واقعہ ایسا آتا ہے کہ جس میں انتہائی نشہ کی حالت میں اس نے ایسا کیا ہے اور جس کی وجہ سے پریشانیاں بڑھتی ہیں تو پھر عدم وقوع کا فتوی دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مفتی جنید عالم ندوی قاسمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، طلاق سکران کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں دونوں طرح سے باتیں آگئیں، اور میں دلائل کی روشنی میں ایک قول کو راجح قرار دینا کسی قول کو مرجوح قرار دینا مناسب نہیں سمجھتا ہوں اور نہ حالات کے اعتبار سے عدول کی ضرورت محسوس کرتا ہوں، دو نقطہائے نظر ہیں فقہاء کے، دونوں پر جب ہم سنجیدگی سے غور کرتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ اختلاف لفظی ہے، حقیقت میں دونوں متفق ہیں، اس لئے ہم اور آپ جہاں تک میں نے سمجھا ہے وہاں تک کہہ رہا ہوں کہ اختلاف لفظی سمجھتا ہوں حقیقت میں اختلاف نہیں ہے، جو حضرات کہتے ہیں کہ طلاق واقع ہوجاتی ہے ان کے نزدیک سکر کی جو تعریف ہے مفتی بہ قول کے مطابق وہ یہ ہے کہ نشہ غالب آجائے، نشہ کی وجہ سے اس کا کلام مخدوش ہوجائے گڈمڈ ہوجائے اور بکواس بکنے لگے اور یہی صاحبین کا قول اور مفتی بہ قول یہی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس حالت میں طلاق واقع ہوگئی، مناسب بھی ہے کہ طلاق واقع ہو، اس لئے کہ اس حالت میں اس کی عقل باقی ہے اور جب عقل باقی ہے تو احکام کا مکلف ہے اس کی طلاق واقع ہوجانی چاہئے، لیکن جب اس مقام تک پہنچ گیا ہے کہ آسمان وزمین کے درمیان تمیز نہیں کرپاتا اور مرد وعورت کے درمیان تمیز نہیں کرپاتا اپنے بیگانے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا تو ظاہر ہے کہ ان حضرات کے نزدیک بھی اس کی عقل محفوظ باقی نہیں، لہذا طلاق واقع نہیں ہونی چاہئے، جو حضرات کہتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوگی ان کی دلیل یہ ہے کہ عقل باقی نہیں ہے اور احکام کا مدار عقل پر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابتدائی مرحلہ میں ہے وہ سب کچھ جانتا ہے کہ یہ زمین ہے یہ آسمان ہے یہ مرد ہے یہ

عورت ہے یہ اپنے ہیں یہ بیگانے ہیں اور طلاق دینا یاد ہے اور کیا کہہ رہا ہے کیا نہیں کہہ رہا ہے اس کو معلوم ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی عقل محفوظ ہے اس کی عقل باقی ہے، لہذا جو حضرات عدمِ وقوعِ طلاق کے قائل ہیں ان کے نزدیک بھی اس حالت میں طلاق واقع ہو جانی چاہئے، اسی وجہ سے میں نے یہ اپنی رائے بھی دی ہے اور میری رائے بھی آ گئی ہے۔

جہاں تک مسئلہ تحقیق کا ہے تو میں اس سلسلہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ علامہ شامی نے ابن القیم کے حوالہ سے طلاق غضبان کی تین صورتیں بیان کی ہیں، جیسا کہ حضرت قاضی صاحب نے بیان کیا اس میں ایک وہ صورت جب کہ عقل کھو چکا ہو اور زمین و آسمان کے درمیان تمیز باقی نہ رہ سکے تو ایسی حالت میں اس کو مجنون کا درجہ دیا گیا اور طلاق کے عدمِ وقوع کا فتوی دیا گیا ہے، جب ہمارے پاس سوال آتا ہے کہ ایک شخص نے حالت غضب میں طلاق دیدی تو ہم یہ جواب لکھتے ہیں کہ حالت غضب میں طلاق پڑ جاتی ہے، لہذا اس صورت میں بھی طلاق واقع ہو گئی، البتہ ایک مستفتی سوال بھیجتا ہے کہ میرا غصہ انتہائی درجہ کو پہنچا ہوا تھا مجھ کو پتہ نہیں تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں کیا نہیں کہہ رہا ہوں، مجھے طلاق دینا یاد نہیں ہے تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں ہوئی تو ہم لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ چونکہ جنون کی حد تک اس کا غصہ چڑھا ہوا تھا، اس لئے اس حالت میں اس کی طلاق واقع نہیں ہوئی، اسی طریقہ سے اگر ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی طلاق طلاق اور وہ کہتا ہے کہ میری نیت ایک طلاق دینے کی تھی دوسری اور تیسری دینے کی نہیں تھی، بلکہ اس سے تاکید میری مراد تھی، تو فقہاء نے یہ صراحت کی ہے کہ دیانۃً ایک طلاق واقع ہو گی دوسری اور تیسری طلاق واقع نہیں ہو گی، جب سوال آ جائے دارالافتاء میں تو جواب یہ لکھتے ہیں کہ مکرر طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، البتہ اگر سوال کے ساتھ وہ شخص کہتا ہے کہ میری نیت تاکید کی تھی طلاق دینے کی نہیں تھی مزید تو اس کا جواب ہم لکھتے ہیں کہ دیانۃً ایک طلاق واقع ہوئی دوسری اور تیسری نہیں ہوئی، مفتی دیانت پر فتوی دیتا ہے قضاء پر نہیں، قاضی کا

کام ہے تحقیق کرنا تحقیق کرے، اب ہمارے ساتھ مسئلہ آتا ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں نشہ کی حالت میں تھا اور میرا نشہ اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ مجھے کچھ پتہ نہیں کہ زمین ہے، آسمان ہے مرد و عورت ہیں، اور میری عقل محفوظ نہیں تھی باقی نہیں تھی اس کو طلاق دینا یاد نہیں ہے، تو میری رائے یہ ہے کہ مفتی یہ جواب لکھے گا کہ اگر تمہارا یہ کہنا صحیح ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

مولانا اختر امام عادل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میں دو تین باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، مفتی جنید صاحب نے جو بات فرمائی کہ اختلاف لفظی ہے وہ سمجھ میں نہیں آتی، اختلاف اسی حد کے بارے میں ہے جب انسان کو تمیز ختم ہو جائے آسمان و زمین کے بارے میں یا یہ کہ یہ اس کی چادر ہے یا اس کی چادر ہے یا اس کا یا اس کا جوتا ہے، عورت ہے کہ مرد ہے تو اختلاف اسی حد کے بارے میں ہے، اسی حد پر جب نشہ پہنچ جائے تب ہی اختلاف ہے، وہ صورت اختلافی ہے ہی نہیں جب انسان کے اندر یہ کیفیت پیدا نہ ہو، دوسری بات یہ میں کہنا چاہتا ہوں کہ غور طلب بات ہے کہ مغلوب العقل کی طلاق کے عدم وقوع پر فقہاء کا اجماع ہے علامہ عینی نے نقل کیا ہے پھر آخر کیا بات تھی کہ یہ اتفاقی بنیاد سامنے رہتے ہوئے جمہور ائمہ وفقہاء نے سکران کی طلاق کو واقع قرار دیا؟ تیسری بات، مسئلہ مجتہد فیہ ہے، مسئلہ افضل غیر افضل کا نہیں، بلکہ حلت و حرمت کا ہے، یعنی عدم وقوع طلاق کا مطلب ہے کہ عورت شوہر کے لئے حلال ہے اور وقوع طلاق کا مطلب ہے کہ عورت حرام ہوگئی، ایسے مواقع پر فقہاء کا عام مزاج یہ ہے کہ احتیاطاً ترجیح حرمت کے پہلو کو دی جاتی ہے، ایک چوتھی بات یہ میرے ذہن میں آرہی ہے کہ مولانا سلطان صاحب نے ایک روایت کا حوالہ دیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: نشہ کا پتہ چلاؤ تاکہ مکلف ہونے نہ ہونے کا فیصلہ ہو، اس طرح کی روایتوں میں غور کا ایک پہلو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہو جب کہ شراب کی حرمت نازل نہ ہوئی ہو، جب کہ ہمارا موضوع بحث وہ نشہ ہے جو ناجائز چیز کے

استعمال سے پیدا ہو، جائز چیز کے استعمال سے پیدا نہ ہوا ہو۔

مولانا ابو جندل قاسمی

یہ بات کہی جا رہی ہے کہ دلائل سے ہٹ کر واقعات کو دیکھنا چاہئے اور معاشرہ کو، حقیقت بات یہی ہے کہ طلاق سکران کے واقعات بالکل نہ کے درجے میں ہیں، ہم بھی یہی کام کرتے ہیں، اور فتوی دینے کا کام ہم بھی کرتے ہیں، لیکن ایک فتوی بھی اب تک ایسا نہیں آیا جس میں اس طرح کا سوال کیا گیا ہو، بلکہ لڑائی جھگڑے کے واقعات زیادہ ہیں جب مسئلہ بیوی بچوں کا ہے یا آپ کہہ رہے ہیں کہ دلائل سے ہٹ کر کے بیوی بچوں کے مسئلہ پر غور کرنا چاہئے تو بیوی بچوں کا مسئلہ اس کے علاوہ دوسری طلاقوں میں جو زیادہ ہے ان میں اہم ہے، اس میں غور و فکر کرنا چاہئے، طلاق سکران جب نہ کے درجہ میں ہے تو اس سلسلہ میں غور و فکر کرنا ہی بے سود ہے۔

مولانا صباح الدین قاسمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میں غور و فکر کے لئے صرف ایک نکتہ آپ تمام حضرات کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، کیونکہ جو پس منظر ہے جو حالات ہیں اور جس میں غور کرنا ہے وہ سوال یہ ہے کہ طلاق سکران، کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ واقع نہ قرار دیا جائے اس کو تو ابھی جو دلائل کا موازنہ ہوا ہے اس میں قرآن و سنت اور پھر اقوال صحابہ اور اس کے بعد قیاسی دلائل پر بات آ کر رکی ہے، قیاسی دلائل کے سلسلہ میں وقوع طلاق کے حق میں یہ سوال اٹھایا گیا اور اس سوال کی تائید حاصل کی گئی ہے کہ گویا عدم طلاق ہو اس سے، وہ سوال یہ اٹھایا گیا ہے کہ کیا نشہ کی حالت میں اور جو جرائم ہوتے ہیں یا اور جو عقود وغیرہ کوئی سکران کرتا ہے تو شریعت اس کو معتبر قرار دیتی ہے یا نہیں، میں یہ سوال رکھنا چاہتا تھا لیکن مفتی نسیم صاحب نے یہ بات ایک قول سے واضح بھی کی کہ امام لیث کا یہ قول ہے کہ وہ اس کو معتبر قرار نہیں دیتے عقود وغیرہ کو یہ تو بہت اچھی بات ہے

جو واضح ہوگئی بات، میں اس سلسلہ میں یہ بات کہنا چاہ رہا تھا کہ ایک چیز اور جس پر غور کرنا چاہئے وہ یہ کہ انتہائی نشہ کی حالت میں جس کی تعریف ابھی کی گئی ہے مفتی زید صاحب نے کی تو کیا انسان جو جرائم کرتا ہے تو جرائم دو طرح کے ہو سکتے ہیں ایک قولی اور ایک فعلی تو کیا انسان نشہ کی حالت میں کوئی جسمانی جرم بھی کرتا ہے، سوال یہ اٹھایا گیا تھا کہ اگر کوئی شرابی مدہوش شخص اگر قتل کرے تو کیا شریعت اس پر حد قتل نافذ کرے گی تو میرا خیال یہ ہے کہ یہ سوچنے کی چیز ہے کہ کیا نشہ کی حالت میں کوئی قتل بھی کر سکتا ہے یا نہیں، میں اس سلسلہ میں تین باتیں غور کے لئے رکھ رہا ہوں وہ یہ کہ قرآن میں جب ذکر کیا گیا ہے اور جس سیاق میں "**حتی تعلموا ما تقولون، لا تقربوا الصلاۃ**" والی تو اس میں جو جرم ہے وہ قولی جرم ہے، "**حتی تعلموا ما تقولون**" قول کی بات ہے، اور وہ جو حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے کہ جس میں حضور ﷺ نے ایک زانی کے ساتھ فرمایا تھا کہ اس کو دیکھو وہ بھی اصل میں قولی بات ہے، اور تیسری بات وہ کہ جب حد شرب، حد شرب خمر کی بات آئی تو حضرت علیؓ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے حد قذف سے اس کو مشابہت دی، اور قذف بھی ایک قولی جرم ہے اور وہ جو ایک بات آئی ہے کہ معاملات اور بیوع اگر سکران کی طرف سے ہوں تو اس سلسلہ میں بھی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سکران سے کوئی بیع کر بیٹھتا ہے تو اس میں دوسرے فریق کی غلطی ہے کہ وہ سکران سے کیوں آخر بیع کر رہا ہے، میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ جتنی بھی مثالیں وہ سب یہ بتا رہی ہیں کہ جو شخص نشہ میں ہوتا ہے وہ جو جرم کرتا ہے وہ سب قولی نوعیت کے ہیں اور یہاں جو زیر بحث ہے طلاق، طلاق بھی قولی نوعیت کی بات ہے، اس سلسلہ میں یہ سوال اٹھانا کہ کیا اس قولی نوعیت کے جرم میں جو شرابی کر بیٹھتا ہے اس میں شریعت اس کو معتبر مانتی ہے یا نہیں تین جگہوں پر یہ معلوم ہوا کہ اس کو معتبر مانتی ہے، ایک نماز کے معاملہ میں جو قولی بات ہے ایک اس حدیث کے واقعہ میں جس میں پوچھا گیا تھا زانی کے بارے میں، اور ایک قذف کے معاملہ میں غور کرنا چاہئے کہ آیا

یہ نکتہ بھی کارآمد ہے۔

مولانا ضمیر احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، کافی دیر سے طلاق سکران کے سلسلہ میں یہ بات کہی جارہی ہے کہ اس کا وقوع آج کل زیادہ ہے اور یہ مشکل مسئلہ بن کر رہ گیا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس مشکل کا معیار کیا ہے، ظاہر بات ہے کہ یہاں پر ہندوستان کے مرکزی دارالافتاؤں کے ذمہ دار موجود ہیں اور ان سے جو تعداد فتاوی کی معلوم کی گئی ہے، مظاہر علوم ہے، دارالعلوم ہے، ندوہ ہے تو ان حضرات نے بتلایا ہے جیسا کہ ابھی مفتی ارشد صاحب نے بتلایا کہ وہاں یہ معلومات حاصل ہوئی ہیں کہ صرف ایک فیصد اس کا تناسب رہا ہے، ظاہری بات ہے کہ جب ننانوے فیصد دوسرے اسباب کی بنیاد پر طلاق ہوگی اور ایک فیصد صرف سکران کی وجہ سے طلاق ہوگی تو اس کو مشکل کا معیار قرار نہیں دیا جاسکتا، دوسری بات یہ کہنا کہ دلائل کو چھوڑ دو، کیوں صاحب دلائل کو کیوں چھوڑا جائے، فقہ تو نام ہی اس کا ہے کہ دلائل سے بحث کی جائے، قرآن کریم میں اللہ رب العالمین نے "الطلاق مرتان" فرمایا ہے تو اس میں کوئی استثناء نہیں کیا گیا، ہاں استثناء اگرچہ وہ ضعیف حدیث سے کیا گیا ہے، "**كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب على عقله**"، اور امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس کے اوپر حکم لگایا، "**وقال: هذا حديث لا نعرفه مرفوعاً إلا من حديث عطاء بن عجلان**" ٹھیک ہے ایک ہی طریق سے اور وہ بھی جو ضعیف طریق ہے اس کو مرفوع قرار دیا گیا ہے، لیکن علی قاری علیہ الرحمۃ نے شرح نقایہ میں لکھا ہے: "**ولا يقطع أن كونه ضعيفاً عنده لا يستلزم ضعفه عند غيره بل به**"، تو معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں جو الطلاق مرتان فرمایا گیا ہے وہ اصل دلیل ہے طلاق کی، اور جو اس سے جو استثناء حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے گو وہ روایت ضعیف ہے صرف استثناء طلاق معتوہ مغلوب العقل کا کیا گیا ہے، یہ بات بھی پیش نظر رہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ

کے زمانہ میں طلاق اس قدر کثرت سے استعمال ہوتی تھی کہ صحابہ کے ابتدائی دور میں پائے جاتے تھے، لیکن حضور ﷺ وہ روایت جو ضعف کے درجہ میں ہے یا ایک ہی طریق سے نقل اس میں صرف معتوہ اور مغلوب العقل کی طلاق کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، اور ایک بات یہ ہے کہ جب سکران اپنا استفتا پیش کرتا ہے تو اس کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میں نے کتنی مرتبہ طلاق دی ہے اور اس کا اس بات کی وضاحت کر دینا کہ اس نے کتنی طلاق دی ہے قوی دلیل ہے اس بات کی کہ اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

قاضی مجاہد الاسلام صاحبؒ

بات یہ نہیں کہی جارہی ہے کہ دلائل کو چھوڑ دیجئے، بات یہ کہی جارہی ہے کہ یہ سوال قدیم ہے صورت حال کوئی نہیں ہے، لیکن جو حالات ہمارے معاشرے کے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے دلائل سے قطع نظر، دلائل کی صحت وقوت اپنی جگہ پر، حالات کے پیش نظر آیا کوئی گنجائش سمجھ میں آتی ہے، اس کی وضاحت کی جائے، یہ بات کہی جارہی ہے۔

مولانا زبیر احمد قاسمی

طلاق بحالت نشہ واقع ہونا یہ ہمارا معروف مطلب ہے سوال تو یہ نہیں ہے، مسئلہ یہ ہے ہمارے یہاں کہ عورت کی حالت وقوع طلاق کے حکم کے نتیجہ میں معاشرہ کے اندر اکثر گویا مظلومانہ ہو جاتی ہے یا نہیں ہوتی ہے یہی دو سوال ہے، بعض لوگوں کو احساس ہے کہ واقعہ ایسا ہی ہے، اکثر عورت بڑی مظلوم بن جاتی ہے اس کی زندگی دشوار گزرتی ہے، لیکن ہمارے ذہن میں اب ایک بات قاضی عبدالجلیل صاحب کی ایک رائے سے پیدا ہوئی، کہ اگر ہم عدم وقوع طلاق کا فیصلہ کرتے ہیں تو بلاشبہ ایسی عورتوں کے حق میں شاید یہ فیصلہ مفید ہو، لیکن ہمارے معاشرہ میں ایسی بھی عورتیں ہیں جو یقیناً کسی شوہر شرابی سے چھٹکارا کو ہی اپنے لئے بہتر سمجھتی ہے اس کے لئے

کیا حل ہوگا، ہمارے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ واقعہ اکثر کیا ہے، ایک ہے مثلاً ضرر اخف اور اشد، اگر اکثریت واقعہ کے اعتبار سے ایسی عورتوں کی ہو کہ ایسے مظالم سے چھٹکارا پانے میں ہی اس کا خیر ہے تو اس کی رعایت ہونی چاہئے جو ہمارا مطلب تھا پہلے سے، لیکن آج اگر معاشرہ کی بری حالت کے نتیجہ میں اکثریت عورتوں کی وہی ہوگئی ہے اگر ان کے شوہر کے حالت نشہ کی طلاق کے وقوع کا ہم فیصلہ کرتے ہیں اکثریت ایسی عورتوں کی نکلتی ہے جن کی زندگی دشوار گزرتی ہے تو میرے خیال میں اکثریت کا جائزہ لے کر کے عدم وقوع کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

مفتی محمد زید مظاہری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، فقہاء احناف نے دلائل کی روشنی میں طلاق سکران کے وقوع ہی کو صراحتاً ترجیح دی ہے، جہاں تک زجر و توبیخ اور سزا کا تعلق ہے جس کو بعض فقہاء نے ذکر کیا ہے تو یہ اصل مسئلہ کی علت نہیں، بلکہ حکمت ہے، اور حکم کا مدار علت پر ہوتا ہے نہ کہ حکمت پر، لہذا حکمت یعنی زجر و توبیخ کے فقدان سے بھی حکم پر اثر نہ پڑے گا، کیونکہ مسئلہ کے اصل دلائل کتاب وسنت اور آثار ہیں جس کو صاحب ہدایہ نے تفصیل سے ذکر کیا ہے، جہاں تک تعلق ضرورت اعذار، حالات کا ہے جس کی کچھ تفصیل الحیلۃ الناجزہ وغیرہ میں موجود ہے تو اس وقت ایسے حالات نہیں جس کی بناء پر اس مسئلہ میں فقہاء کی ترجیحی اور مفتی بہ قول سے غیر مفتی بہ قول کی طرف عدول کیا جائے۔

مولانا ظفر عالم ندوی

ہمیں جو باتیں عرض کرنی تھی ہمارے چند دوستوں نے کہہ دی ہیں، البتہ ایک دو باتیں مزید یہ کہنی ہے کہ ابھی دوران مناقشہ طلاق کی جو دیگر وجوہات بیان کی گئی ہیں بلاشبہ یہ درست ہیں تاہم طلاق جن وجوہات کی بناء پر ہوتی ہے ہمارے ہندوستانی ماحول میں یقیناً اس سے سنگین مسائل پیدا ہوتے ہیں اس لئے ہمارے علماء کی ذمہ داری ہے کہ ان سنگین مسائل ومشکلات سے

بچنے کے لئے طلاق کے تمام وجوہات واسباب کو دور کرنے کی کوشش کریں، لیکن ساتھ ساتھ سکران کی طلاق سے جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں ان کو عدم وقوع قرار دے کر دور کردی جائیں۔ دوسری بات یہ کہنی ہے کہ کسی فیصلہ کے لینے پر جو خدشات ظاہر کئے جارہے ہیں، میرے خیال میں خدشات وخطرات سے بالاتر ہو کر اصلاً روح شریعت اور بنیاد پر نظر رکھ کر فیصلہ کرلیا جائے، اور جو خدشات ظاہر کئے جارہے ہیں وہ انشاء اللہ خود بخود دور ہوجائیں گے۔

مفتی نذیر احمد کشمیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم، سکران کی طلاق کے وقوع کے قول کو چھوڑ کر عدم وقوع کے قول کو اختیار کرنے کا محرک، یا تو دلائل ہوسکتے ہیں یا حالات، دلائل سے بحث نہ کرنے کی بات بار بار کہی گئی، اب رہے حالات، حالات کا تعین دار الافتاؤں میں آنے والے فتاوی سے ہوسکتا ہے، لیکن اب تک کسی بھی دار الافتاء کی طرف سے یہ بات نہیں کہی گئی کہ پچاس فیصد بھی طلاق سکران کے واقعات پائے جارہے ہیں، میں کشمیر میں کام کرتا ہوں دس پندرہ سال سے وہاں کرتا رہا ہوں اب تک ایک فیصد بھی نشہ کی حالت کے طلاق کا واقعہ ہمارے سامنے نہیں آیا، اس لئے اس معمول بہ اور مفتی بہ قول کو چھوڑ کر دوسرا قول اختیار کرنا تبھی بہتر ہوگا جب رفع ضرر کی ضرورت پیش آئے اور رفع ضرر کی ضرورت تب ثابت ہوگی جب اس کا تناسب تقریباً نصف یا اس سے زائد ہو، اور جب یہ ثابت نہیں ہو پارہا ہے کہ سکران کی طلاق کے واقعات نصف درجہ میں یا اس سے کچھ زائد ہوں تو گویا ضرورت کا تحقق نہیں ہوا اور جب ضرورت کا تحقق نہیں ہورہا ہے تو پھر معمول بہ اور مفتی بہ قول کو چھوڑ کر غیر مفتی بہ قول کو اختیار کرنا غالباً بہتر نہ ہوگا۔

قاضی مجاہد الاسلام صاحبؒ

میں مولانا جنید صاحب سے گذارش کروں گا کہ امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ کا جو

دار الافتاء ہے اس کا اوسط یا دار القضاء قاضی عبد الجلیل صاحب تشریف رکھتے ہیں بیان کریں۔

مفتی جنید عالم ندوی قاسمی

تقریباً پندرہ بیس فیصد ہے، دار الافتاء امارت شرعیہ میں تقریباً پندرہ بیس فیصد ہے، لیکن میں ایک بات بتادوں کہ عام طور سے نشہ کی حالت میں طلاق دینے والے ہمیشہ طلاق دیتے رہتے ہیں اس لئے وہ فتوی بھی نہیں پوچھتے، طلاق دیدیا رکھ لیا، عام طور سے دار الافتاء میں وہ آتے بھی نہیں، طلاق چونکہ عام معمول ہوتا ہے طلاق دی رکھ لیا طلاق دیا رکھ لیا۔

مولانا شفیق احمد مظاہریؒ

عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ نشہ کی طلاق واقع ہوتی ہے، اس لئے لوگ دار الافتاء کی طرف کم رجوع کرتے ہیں، وہیں مقامی علماء سے پوچھ لیتے ہیں اور وہ پریشانی بہر حال قائم ہو جاتی ہے معاشرہ میں۔

قاضی مجاہد الاسلام صاحبؒ

قاضی عبد الجلیل صاحب وضاحت فرمائیں۔

ہم لوگوں کے دار القضاء میں تو وہ عورتیں آتی ہیں جو ظالم شوہروں سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہیں، ہمارے یہاں فتوی پوچھنے کے لئے کوئی نہیں آتی ہے، اس لئے استفتاء کا اوسط کیا ہے وہ میں نہیں بتا سکتا۔

مولانا اسلم قاسمی

میں عرض کرنا یہ چاہتا ہوں کہ جو حضرات عورتوں کی ہمدردی میں بات کر رہے ہیں تو

ان کی ہمدردی میں سے کتنا اچھا ہوتا کہ میراث میں سے حصہ دلایا جائے اس موضوع سے ان کا حل نکل سکتا تھا باقی جب یہ معلوم ہو جائے گا کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی ہے تو مفتیوں سے کوئی فتوی نہیں پوچھے گا خود ہی فتوی دے لیگی یہ سمجھ لیجئے۔

مولانا یعقوب قاسمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، محترم حضرات! طلاق کی شرح فیصد کے سلسلہ میں سوال کیا گیا کسی علاقے میں کتنی طلاقیں واقع ہوتی ہیں کس اعتبار سے، نشہ کے لحاظ سے، تو ہمارے یہاں "جامعہ امداد العلوم زید پور" کے اندر جو دار الافتاء ہے وہاں پر طلاق کے سلسلہ میں جو مسائل آتے ہیں تو منشیات کے استعمال کرنے کے سلسلہ میں آتے ہیں، وہاں پر منشیات کا استعمال عام ہے، بہت سے لوگ جو ہیں وہ گا جا پیتے ہیں حشیش پیتے ہیں افیوم کا استعمال کرتے ہیں، کوکین کا استعمال کرتے ہیں اور رات کے وقت اپنے گھروں پر جاتے ہیں اور اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اس کے بعد وہ پھر مدرسہ آتے ہیں دار الافتاء طلاق کے سلسلہ میں فتوے کے سلسلے میں، تو بہر کیف ان کو عام طور سے لوگ اس مسئلہ کو معلوم کرنے کے بعد گھر جاتے ہیں اور چھپا لیتے ہیں اور جس طرح سے پہلے وہ آپس میں ازدواجی زندگی گزارتے تھے ویسے اپنی ازدواجی زندگی گزارتے ہیں تو اگر ہم طلاق منشیات کے استعمال کرنے سے چاہے وہ شراب ہو یا کوکین ہو، حشیش ہو اس کے استعمال کرنے کے بعد اگر کوئی طلاق دیتا ہے اور اس طلاق کو ہم واقع قرار دے دیتے ہیں تو ظاہر بات ہے وہ لوگ جو طلاق کو چھپا لیتے ہیں اور آپس میں ازدواجی زندگی گزارتے ہیں تو ظاہر بات ہے وہ زانی اور زانیہ ہوں گے تو اس کا گناہ کس کے سر ہوگا؟

دوسری بات یہ کہ ابھی ایک صاحب نے اپنی رائے کے اظہار میں یہ کہا کہ طلاق کو واقع قرار نہ دیا جائے، بلکہ نکاح ثانی کو لازم قرار دیا جائے، میرے خیال میں یہ فضول چیز ہے،

ایک صاحب نے کہا کہ اگر طلاق کو واقع قرار دیا جائے تو جرائم کے اندر اضافہ ہوگا، میرے خیال سے جرائم کو روکنے کے واسطے بہت سے ذرائع ہیں اس کا استعمال کیا جائے انشاء اللہ جرائم کے اندر کمی آسکتی ہے اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو دلائل آچکے ہیں طلاق کے وقوع اور عدم وقوع کے سلسلہ میں، میرا خیال یہ ہے کہ ایسی طلاق کو معاشرہ کی بگڑتی ہوئی حالات کے پیش نظر آج کل موجودہ دور میں اس طلاق کو واقع قرار نہ دیا جائے اور آج کل کے بگڑتے ہوئے معاشرہ کے پیش نظر امام طحاویؒ، امام زفرؒ، شیخ ابوالحسن کرخیؒ اور دیگر صحابہ کے اقوال پر عمل کیا جائے یہی بات اچھی ہوگی کہ طلاق کو واقع قرار نہ دیا جائے۔

مفتی سعید الرحمٰن فاروقی

میری ایک گزارش تھی مولانا سے کہ اس وقت جو مقالات کی تلخیص پیش کی گئی تھی اس میں دو تہائی ایک طرف اور ایک تہائی ایک طرف کہا گیا تھا، لیکن اس وقت بحث سے اندازہ ہوتا ہے کہ معاملہ برعکس ہوگیا ہے، اس لئے اس پر دوبارہ غور کرلیا جائے، دوسرے جو مولانا نے "کل طلاق جائز" والی روایت پیش کی اس میں مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کے اندر جو افراد ہیں اگر اس پر غور کیا جائے تو خود وہ حدیث دلیل ہے طلاق سکران کے واقع ہونے کے لئے۔

مفتی محمد عبید اللہ اسعدی

میں پہلا سوال یہ کرتا ہوں مفتی سعید صاحب سے کیا ان کا جواب اکیڈمی کو موصول ہوگیا تھا آپ نے جواب بھیجا تھا اس مسئلہ کے بارے میں۔

اصل مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ دشواری پیش آتی ہے یعنی اکیڈمی کے پاس جو مقالات پہنچیں گے بہر حال اسی کی روشنی میں تلخیص تیار ہوگی، یہ شکایت ہم کو رہی ہے پہلے بھی اور ہم عرض کرتے رہے ہیں کہ اگر ہمارے اصحاب افتاء جو اپنی جگہ بہت مصروف ان کے بہت اہم مشاغل

ہیں اتنا تھوڑی زحمت کرلیں کہ جو وقت دیا گیا ہے جواب دینے کا، جو کئی مہینہ کا ٹائم ہوتا ہے ایک دوروز کا نہیں ہوتا وقت نکال کر کے اپنی رائے کم سے کم بھیجدیا کریں وقت کے اندر، تو اس میں بڑی آسانی ہوگی، ظاہر بات ہے کہ جب آپ کی رائے یہاں نہیں پہنچے گی بہت سے حضرات ایسے ہیں تو پھر یہاں گفتگو اور مسئلہ شروع ہوگا، بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ جو گفتگو ہمارے سامنے آئی ہے مختلف حضرات کی، تو دونوں موقف اس مسئلہ میں ہیں پہلے سے چلے آرہے ہیں ان تمام کا احاطہ بڑی حد تک ہوگیا ہے، اصل مسئلہ یہی ہے کہ کیا واقعی اس وقت ہمارے معاشرہ کا کوئی اہم مسئلہ ہے کیا واقعی نشہ کی طلاق کی شرح اچھی خاصی ہے؟ اگر ایک فیصد دو فیصد کی بات ہے تو شاید اتنا اہم مسئلہ نہ ہو، لیکن اگر مسئلہ پندرہ اور بیس فیصد تک کا ہے تو ہمارے لئے یہ بات بہت قابل غور ہے، اس لئے اس سلسلہ میں بہر حال کمیٹی جو بنائی جائے گی وہ اس بات کو اپنے سامنے رکھے کہ اب تک جو آراء کا اظہار ہوا ہے اور تجزیہ کا اظہار ہوا ہے، اس سے بات مختلف معلوم ہوتی ہے، کچھ علاقوں میں میرے خیال سے رواج زیادہ ہوگا وہاں نشہ کی طلاق کی شرح زیادہ ہے اور کچھ علاقوں میں نشہ کا استعمال کم سے کم ہے الحمد للہ، خوشی کی بات ہے وہاں نشہ کی طلاق کی شرح بہت کم ہے، تو بہر حال بہت سے حضرات میرے خیال سے باقی ہیں ابھی اور موضوع ایسا ہے کہ جس میں آپ حضرات بولیں جو آپ کو بولنا چاہئے، لیکن یہ میں درخواست پھر کروں گا آپ حضرات سے کہ جو باتیں بار بار کہی جا چکی ہیں، عرض میں آچکی ہیں کسی اور نے کہہ دی ہے، یعنی ہماری بات کی ترجمانی ہو چکی ہے کسی اور کی زبان سے تو اس کا اعادہ اور تکرار نہ کریں، ہاں کوئی اہم نکتہ ایسا ہو جس کی وضاحت ضروری ہے اور کوئی نیا اضافہ کریں ہمارے علم میں جس سے کمیٹی کو روشنی ملے اپنی تجاویز کی ترتیب میں تو بہتر رہے گا (عتیق بستوی)۔

مفتی جمیل احمد نذیری

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جو اوسط پوچھا گیا تھا میں بھی اپنا تجربہ بتادوں تقریباً اٹھارہ

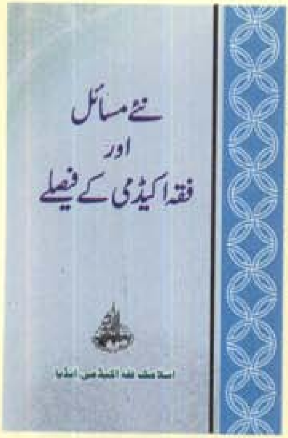
سالوں سے مجموعی اعتبار سے میں فتوی نویسی سے منسلک ہوں اور میرا خیال ہے کہ بارہ تیرہ سے زیادہ نشہ کی طلاق کے واقعات میرے سامنے نہیں آئے اور مجھ کو تو اندازہ ہوتا ہے کہ ایک فیصد بھی نہیں ہے جو مجھ سے متعلق معاملہ ہے اس میں میں بتاؤں میرا تجربہ کہ میرے پاس نشہ کی طلاقوں کے واقعات ایک فیصد بھی نہیں آئے ہیں، دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی جو مناقشہ ہوا ہے نشہ کی طلاق کے سلسلہ میں تو میں نے تو یہ لکھا تھا کہ موجودہ حالات کے تحت، یعنی دلائل میں محاکمہ کئے بغیر میں مصالح کے تحت یہ لکھا تھا کہ طلاق کے عدم وقوع کی بات میں نے لکھی تھی، لیکن موجودہ حالات کے پس منظر میں جو مناقشہ ہوا ہے، مباحثہ ہوا ہے اس سے میرے رجحان میں تبدیلی آئی ہے اور میرا ذہن اب یہ بنا ہے کہ نشہ کی طلاق کو واقع ہو جانا چاہئے اور اگر کچھ کیا بھی جائے تو ایک دم آخری سطح جبکہ نشہ والے کو یہ بھی نہ پتہ چلے کہ میں نالی میں گرا ہوں یا بستر پر بیٹھا ہوا ہوں اور میں نجاست کھا رہا ہوں کہ حلوہ کھا رہا ہوں، اگر اس حد تک وہ پہنچ جاتا ہے تو یہ قول اختیار کیا جا سکتا ہے۔

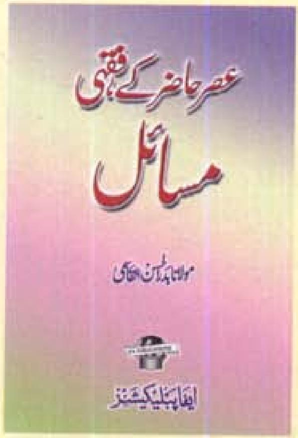
قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ

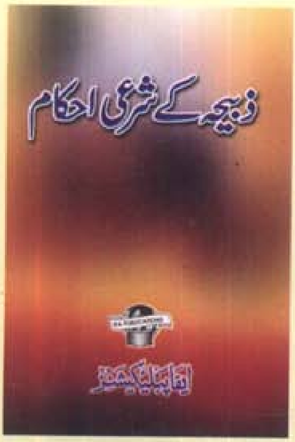
بڑی اچھی بات ہے مولانا جمیل احمد نذیری صاحب نے فرمایا یعنی یہ بات طے ہے کہ ہم نے کوئی رائے طے کر لی ہو اور اس کے لئے ہم اصرار کریں خواہ مخواہ یہ مسئلہ نہیں ہے، بلکہ حالات کیا ہیں، صورت حال کیا ہے، اس کا تجزیہ کرنے کے بعد ہم کوئی رائے قائم کرتے ہیں اور اگر ہم کو معلوم ہوا کہ ہمارا تجزیہ صحیح نہیں تھا حالات یہ نہیں ہیں تو ہم رائے دوسری تبدیل کر لیتے ہیں، علماء کا یہ شعار رہا ہے، حضرت تھانویؒ کے یہاں یہ سلسلہ تھا، مستقل ترجیح الراجح کا، بہت سے مسائل میں انہوں نے فتوی دیا، پھر بعض حضرات کے توجہ دلانے سے کہیں انہوں نے رجوع کیا حالات کی اطلاع ملنے پر یا دلائل کی بنیاد پر یہ اہل علم کی ایک خاص علامت رہی، ایسا انشاء اللہ فقہ

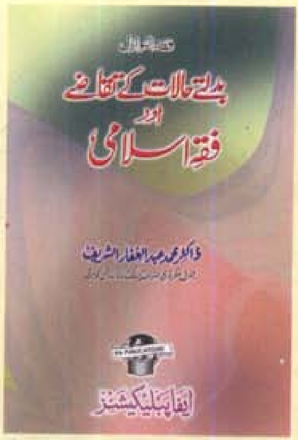
اکیڈمی میں بھی ہوگا اور ہمیشہ ہوتا رہے گا، اب میں سمجھتا ہوں کہ مزید لمبی بحث کرنے کے بجائے صدر اجلاس حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی تشریف فرما ہیں اور مولانا نے فقہ میں بڑا کارنامہ انجام دیا ہے اور بڑا کام کیا ہے بورڈ کے زیر سایہ، میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے کلمات سے ہم لوگوں کو مستفید فرمائیں۔

☆☆☆









IFA Publications
161 - F, Basement, Joga Bai, Post Box No - 9708, Jamia Nagar, New Delhi - 110025
Tel : 26981327, 26983728 Email:ifapublications@gmail.com